وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اَشَدُّ حُبًّا لِّلّٰهِ

اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے محبت

تصانیف

امام محمد عبد الجلیل اندلسی قصری

امام ابوبکر احمد بن حسین بیہقی

ترجمہ

محقق العصر حضرت مولانا

مفتی محمد خان قادری مدظلہ

حجاز پبلی کیشنز ۔ لاہور

نام کتاب: اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ سے محبت

تصانیف: امام محمد عبد الجلیل قصری
امام ابوبکر احمد بن حسین بیہقی

ترجمہ: مفتی محمد خان قادری

پروف ریڈنگ: علامہ محمد عارف علوی، علامہ محمد فاروق قادری

حروف سازی: محمد عمران عنصر

اشاعت اول: ۲۰۱۴ء

نوٹ: یہ کتاب میلاد النبی ﷺ کے موقعہ پر جامعہ اسلامیہ لاہور 2014ء میں فارغ التحصیل ہونے والے طلباء کی جانب سے آپ کو تبرکاً پیش کی جا رہی ہے۔

ملنے کے پتے

☆ فرید بک سٹال اُردو بازار لاہور
☆ مکتبہ غوثیہ عسکری پارک. کراچی
☆ احمد بک کارپوریشن راولپنڈی
☆ مکتبہ ضیائیہ اقبال روڈ راولپنڈی
☆ مکتبہ جمال کرم دربار مارکیٹ لاہور
☆ مکتبہ دار العلم دربار مارکیٹ لاہور
☆ مکتبہ قادریہ دربار مارکیٹ لاہور
☆ مکتبہ نبویہ دربار مارکیٹ لاہور
☆ مکتبہ حنفیہ گنج بخش روڈ لاہور
☆ مکتبہ امام احمد رضا دربار مارکیٹ لاور
☆ مکتبہ خلیلیہ سعیدیہ دربار مارکیٹ لاہور
☆ نظامیہ کتاب گھر اردو بازار لاہور
☆ ضیاء القرآن پبلی کیشنز لاہور، کراچی
☆ مکتبہ برکات المدینہ بہادر آباد کراچی
☆ اسلامک بک کارپوریشن راولپنڈی
☆ اہل سنہ پبلی کیشنز دینہ جہلم
☆ مکتبہ تنظیم المدارس جامعہ نظامیہ لاہور
☆ مکتبہ نوریہ رضویہ گنج بخش روڈ لاہور
☆ فضل حق پبلی کیشنز دربار مارکیٹ لاہور
☆ قادری رضوی کتب خانہ دربار مارکیٹ لاہور
☆ مکتبہ مسلم کتابوی دربار مارکیٹ لاہور
☆ مکتبہ شمس وقمر مین بھاٹی چوک لاہور
☆ مکتبہ اعلیٰ حضرت دربار مارکیٹ لاہور
☆ نعیمیہ بک سٹال اُردو بازار لاہور

کاروان اسلام پبلی کیشنز

جامعہ اسلامیہ لاہور۔1، اسلامیہ سٹریٹ گلشن رحمان ٹھوکر نیاز بیگ لاہور
0321.9494304...0300.4407048

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

اهدا

مولٰی کائنات، قاسم ولایت، اعلم الصحابہ شیر خدا

سیدنا علی بن ابی طالب علیہ السلام کی خدمت اقدس میں

جن کے بارے میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

أَقْدَمُهُمْ سِلْماً وَأَكْثَرُهُمْ عِلْماً وَأَعْظَمُ حِلْماً

(تمام لوگوں سے پہلا مسلمان، تمام سے زیادہ عالم اور تمام سے بڑا حوصلے والا ہے)

گر قبول اُفتد زہے عز و شرف

محمد خان قادری

نوٹ: یاد رہے یہ حدیث حسن کا درجہ رکھتی ہے۔

حسن ترتیب

وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اَشَدُّ حُبًّا لِّلّٰهِ

محبت الٰہی

تصنیف

امام محمد عبدالجلیل اُندلسی قصری

(ت:۶۰۸ھ)

ترجمہ

محقق العصر مفتی محمد خان قادری

بانی وسرپرست جامعہ اسلامیہ لاہور

کاروان اسلام پبلی کیشنز
جامعہ اسلامیہ لاہور۔ 1، اسلامیہ سٹریٹ گلشن رحمان ٹھوکر نیاز بیگ لاہور
0321.9494304...0300.4407048

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

ابتدائیہ

حضور نبی کریم ﷺ کا ارشاد گرامی ہے۔

"ایمان کے ستر سے زائد شعبے ہیں"

ان میں سے افضل "لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ" اور سب سے کم درجہ راستہ سے تکلیف دُور کرنا ہے۔

ان تمام شعبوں کو متعدد اہل علم نے ایک جگہ جمع کرنے کی عظیم کاوش کی ہے۔

ا۔امام حلیمیؒ نے اس موضوع پر "المنھاج" ترتیب دی جس کی تین جلدیں ہیں

۲۔ان کے بعد امام بیہقیؒ نے "شعب الایمان" لکھی جو آٹھ جلدوں پر مشتمل ہے

۳۔اسی موضوع پر امام ابو محمد عبد الجلیل اندلسی المعروف القصریؒ المتوفی ۶۰۸ھ نے کام کیا جو ایک ہی جلد ہے۔

اللہ کے فضل وعنایت مہربانی سے بندہ نے امام ابو محمد عبد الجلیل اندلسی قصری (ت:۶۰۸) کی کتاب "شعب الایمان" کے ان دو ابواب کا ترجمہ سن ۱۹۹۵ء میں کیا، محبت الٰہی اور محبت رسول ﷺ، لیکن منشاء الٰہی کے مطابق محبت رسول کا ترجمہ طبع اور محبت الٰہی کے ترجمہ والا حصہ گم ہو گیا۔

اکتوبر ۲۰۱۲ء میں اللہ تعالیٰ کی مہربانی سے وہ محبت الٰہی والا باب بھی مل گیا اور اب ہم دونوں ابواب کو ایک مقالہ کی شکل میں اشاعت کرنے کی سعادت پا رہے ہیں۔

امام ابوبکر احمد بن حسین بیہقی (۳۸۴۔۴۵۸) نے بھی اپنی کتاب ''شعب الایمان'' میں جو محبت الٰہی کے بارے میں تحریر کیا ہے اس کا ترجمہ بھی اس موقع پر ہوا تھا جو شامل اشاعت ہے۔

گویا اب تین چیزیں نظر قارئیں ہیں:

۱۔محبت الٰہی — امام محمد عبد الجلیل اُندلسی قصری ؒ (ت:۶۰۸)

۲۔اللہ تعالیٰ سے محبت — امام ابوبکر احمد بن حسین بیہقی ؒ (ت:۴۵۸)

۳۔محبت رسول — امام محمد عبد الجلیل اُندلسی قصری ؒ (ت:۶۰۸)

خادم اسلام

مفتی محمد خان قادری

جامعہ اسلامیہ لاہور

اللہ تعالیٰ سے محبت

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

یہ بات محتاج بیان نہیں کہ اللہ تعالیٰ کی محبت ایمان کی بنیاد ہے کیونکہ "حبّ" کی ضد بغض ہے۔ جس نے بھی اللہ کے ساتھ بغض و عداوت اختیار کی وہ کافر ہوگا، اللہ تعالیٰ کی محبت ایمان ہے اس پہ کثرت کے ساتھ آیات و احادیث وارد ہیں۔

۱۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد گرامی ہے:

وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اَشَدُّ حُبًّا لِّلّٰهِ (پ۲، البقرہ: ۱۶۵)

اہل ایمان، اللہ سے ہر شے سے شدید محبت کرتے ہیں۔

اور تمام دلائل سے یہ آیت مستغنی و بے نیاز کر دیتی ہے ارشاد فرمایا:

مَنْ كَانَ عَدُوًّا لِّلّٰهِ وَمَلٰٓئِكَتِهٖ وَرُسُلِهٖ وَجِبْرِيْلَ وَمِيْكٰلَ فَاِنَّ اللّٰهَ عَدُوٌّ لِّلْكٰفِرِيْنَ (سورۃ البقرہ، ۹۸)

جس نے اللہ، اس کے ملائکہ، اس کے رسولوں اور جبرائیل و میکائیل سے عداوت کی تو اللہ کافروں کا دشمن ہے

اس میں محبت کی ضد عداوت کرنے والوں کو کافر قرار دیا گیا ہے۔

محبت کی تعریف و مفہوم

اہل علم نے محبت کی تعریف و مفہوم میں بہت کلام کیا ہے اور دقیق ہونے کی وجہ سے اس میں اختلاف بھی ہوا حتی کہ کچھ ایسے لوگوں نے اس کا

انکار ہی کر دیا جو اہل علم کہلاتے ہیں مگر ان کے ہاں علم نہیں، جہالت ہے۔ انشاء اللہ محبت کا مفہوم دو چیزوں سے واضح ہو جائے گا۔

ا۔ثبوت (گڑ جانا)　　۲۔صفاء

تو ''حبّ'' وہ محبت جو ثابت وصافی ہو۔

حبّ، اس صاف لکڑی یا کیل کو کہا جاتا ہے جو زمیں میں گاڑ دی جائے

الصافی، جو گدلے پن اور شائبہ سے محبوب کے لیے خالص ہو، یہ ''حب الاسنان'' سے ہے دانتوں کا زردی سے سفید وصاف اور سفیدی کو بدلنے والے رنگوں کی ملاوٹ سے خالی ہونا۔

اس سے ''حبۃ'' (دانہ) جس کی جمع ''حبوب'' آتی ہے ''حبۃ'' وہ بیج ہے جب زمین میں بویا جائے تو اس سے سبزہ لہلہاتا ہے اور اس پر تنا و پھل لگتا ہے:

کذلك المحبة فی القلب ثابتة	اسی طرح محبت دل میں گھر کر لیتی ہے
وتتفرع عنها اغصانها علی الجوارح	اور اس کی شاخیں اعضاء و جوارح پر ظاہر ہوتی ہیں۔

جب کوئی آدمی کسی جگہ قیام پذیر ہو جائے تو کہا جاتا ہے ''احب الرجل با لمکان'' (وہ شخص فلاں جگہ ٹھہر گیا ہے) ''حباحب'' روشنی کرنے والے جگنو کو کہا جاتا ہے جو رات کو خوب محسوس ہوتا ہے۔

محبّ کا محبوب کے علاوہ کو نہ دیکھنا

یاد رہے محبت کا نور دلوں میں جاگزیں ہو جانا، اس سے بھی کہیں خوب تر محسوس ہوتا، جس طرح پانی کا ''حباب الماء'' پانی کے بڑے حصے کو بھی کہتے ہیں،

اسی طرح قلبی محبت، محبوب کو دل میں اس طرح سب سے مضبوط و معظم کر دیتی ہے

حتی لا یری المحب ولا یسمع الا محبوبه وان کان علی تباعد جسمه

حتی کہ محبّ، محبوب کے علاوہ نہ کسی کو دیکھتا ہے اور نہ سنتا ہے اگرچہ وہ جسماً اس سے کہیں دور ہو۔

اس کی مثالیں کثیر ہیں

تو محبت وہ چاہت ہے جو دل میں گھر کر لے اور محبوب کے علاوہ دوسرے سے اسے صاف کر دے اور اس میں اسی کی محبت ہو جسے محبوب چاہتا ہو۔

جب مذکورہ معنیٰ آشکار ہو گیا تو اب واضح ہو جانا چاہئے کہ محبّ، محبوب کے لئے ایسی خیر چاہتا ہے جو دائمی ہو اور اسے تکلیف کی کبھی ہوا بھی نہ لگے اور اگر محبّ کے بس میں ہو تو وہ اسے اپنے دل اور آنکھوں میں سما لے۔

ثم یطلب الاتصال بالمحبوب حتی یود لو قدر ان یدخله فی باطنه یطلب الاتحاد حتی یکون هو

پھر محبّ، محبوب سے اتصال چاہتا ہے حتی کہ وہ یہ چاہتا ہے کہ اگر قدرت ہو تو وہ اپنے محبوب کو باطن میں سمو لے بلکہ وہ تو اتصال ہی نہیں، محبوب سے ایسا اتحاد چاہتا ہے کہ محبّ باقی نہ رہے بلکہ محبوب ہی ہو

اور اس محدود اتحاد کو عشق متجاوز کہا جاتا ہے۔ اس گفتگو سے انشاء اللہ محبت کے تمام معانی سمجھ آئیں گے، البتہ محبّ اور محبوب کے مختلف احوال ضرور ہوتے ہیں۔

فصل : مقام محبت کے تین تقاضے

۱۔محب (بندہ)

۲۔حب (بندہ کی حالت)

۳۔محبوب (جس سے محبت کا حکم ہو خواہ وہ کوئی ہو)

حبّ کے تین درجات ہیں:

۱۔مقام اسلام پر ۲۔مقام ایمان پر ۳۔مقام احسان پر۔

پہلا درجہ جو مقام اسلام اور عالم حس سے متعلق ہے۔وہ یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ سے ان نعمتوں کی بنا پر محبت کی جائے جو اس نے بندے پر کی ہیں جیسا کہ حدیث میں ہے:

احبوا الله لما یغذوکم به من نعمه اللہ تعالیٰ سے محبت کرو کیونکہ وہ اپنی نعمتوں سے تمہاری پرورش فرما رہا ہے

اور ان اُمور ظاہرہ سے محبت کی جائے جن سے اس نے محبت کا حکم دیا ہے۔

اُمور ظاہری کی اقسام

اُمور ظاہری دو طرح کے ہیں:

۱۔دینی ۲۔دنیاوی

دنیاوی ان مقامات سے محبت ہے جو اللہ کے پسندیدہ ہیں اور ان سے اس نے محبت کا حکم فرمایا ہے اور یہ ہر وہ جگہ ہے جس میں اللہ کی طاعت و ذکر کیا جاتا ہے مثلاً مساجد، حدیث میں ہے:

احب البقاع الی الله مساجدھا وابغض البقاع الی الله اسواقھا — اللہ کو سب سے پسند مقام مساجد اور سب سے ناپسند مقام بازار ہیں

تو مساجد کے ساتھ محبت کی جائے اور انہیں تمام زمین کے دیگر حصص سے افضل مانا جائے، مساجد میں سے بھی سب سے زیادہ تین مساجد سے محبت کی جائے، مسجد حرام مسجد نبوی، مسجد اقصیٰ۔

اسی طرح مجالس ذکر اور مجالس علم نافع کے ساتھ محبت کی جائے، یہ محبت محمود ہے اور اس پر بندے کو اجر دیا جائے گا، ہر اس مسکن سے محبت جس میں اسراف نہ ہو کیونکہ اللہ تعالیٰ اسراف اور اسراف کرنے والوں کو پسند نہیں فرماتا۔ اسراف یہ ہے کہ انسان اس اعتدال اور تواضع سے نکل جائے جو انبیاء، اولیاء اور علماء کا رہن سہن کا طریقہ ہے جس میں بڑے محلات اور مذموم سجاوٹ نہ ہو۔

اس لباس کو محبوب سمجھا جائے جو بارگاہ خداوندی میں زینت کا ذریعہ ہے۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

خُذُوْا زِيْنَتَكُمْ عِنْدَ كُلِّ مَسْجِدٍ — نماز کے وقت زینت اختیار کرو۔

(سورہ الاعراف، ۳۱)

اور اس سے مراد وہ لباس ہے جو ستر کو ڈھانپے گرمی وسردی سے محفوظ رکھے اور اسراف پر مشتمل نہ ہو جو اللہ تعالیٰ کے ہاں ناپسندیدہ ہے یہی معاملہ حلال کھانے پینے کا بھی ہے حتی کہ بیوی کے ساتھ بھی اس قدر محبت کی جائے جو دین میں معاون ہو ایسی محبت نہ کی جائے جو انسان کو ہلاکت میں ڈال دے۔

مختصر یہ ہے کہ دنیا میں جو کچھ ہے اللہ کی خاطر اس سے محبت کی جائے اور اس میں حتی الوسع تجاوز نہ ہو اگر تجاوز ہو جائے تو اللہ سے معافی مانگی جائے کیونکہ دنیاوی محبت ہر خطا کی جڑ ہے۔

پھر اہلِ دنیا کی دین، عدل، حسن حال اور نرمی سے اصلاح کی کوشش کرے، ان لوگوں میں سے نہ ہو جو فساد، فتنہ اور غلو کا شکار ہو جاتے ہیں مثلاً ذخیرہ کرنے والا وغیرہ۔

حضرت معاذ رضی اللہ عنہ سے ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ذخیرہ کرنے والا بد بخت ہے۔

ان ارخص الله الاسعار حزن وان اغلاها فرح۔

اگر اللہ تعالیٰ بھاؤ کم فرمادے تو وہ غمگین ہوتا ہے اور بھاؤ بڑھا دے تو خوش ہوتا ہے۔ (الترغیب،۲-۵۸۳)

دوسری روایت کے الفاظ ہیں:

ان سمع برخص ساء وسمع بغلاء فرح

اگر سنے مال سستا ہو گیا ہے تو بُرا مناتا ہے اور اگر سنے مال مہنگا ہو گیا تو خوشی مناتا ہے

ایسے حالات میں محبِ الٰہی کو چاہیئے کہ وہ قیمتوں میں کمی، کرم و رحمت اور امن کو پسند کرے یعنی وہ تمام اولاد آدم چوپایوں اور نباتات حتی کہ تمام مخلوق سے خیر خواہی پسند کرے کیونکہ کرم و رحمت اور امن میں بنی آدم اور دنیا و دین کی اصلاح ہے طبعاً مباحات دنیاوی کے ساتھ محبت اس سے خارج نہیں کرتی، بشرطیکہ وہ حرام نہ ہو۔

رسول اللہ ﷺ گوشت میں دستی پسند فرماتے، میٹھا ٹھنڈا پانی پسند فرماتے، کدو پسند فرماتے، خواتین، خوشبو اور بچوں کے ساتھ پیار فرماتے، اپنی بیٹی سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا سے شدید محبت فرماتے، اسی طرح باقی اولاد اور نواسوں امام حسن، امام حسین رضی اللہ عنہما کے ساتھ پیار فرماتے، تمام اہل محبت کے سربراہ ہو کر ان مباحات دنیاوی سے پیار کرتے مگر ایسا پیار نہیں کہ وہ ذکر الٰہی سے غافل کر دے یا حد سے متجاوز ہو جائے کیونکہ ایسی صورت میں وہ نعمت نہیں بلکہ عذاب بن جاتا ہے۔ حدیث میں ہے:

احبوا اللّٰہ لما اردفکم بہ من نعمۃ ویغذوکم بہ من نعمۃ — اللہ سے محبت کرو کیونکہ اس نے تم پر مسلسل نعمتیں کیں اور تمہیں اپنی نعمتوں سے پالا۔ (الترمذی، ۹۔۳۸۷)

تو بندے پر ہونے والی ہر نعمت لازم کرتی ہے کہ وہ اپنے رب سے محبت کرے اور یہ محبت احسان ہے۔ جیسا کہ حدیث میں ہے۔

جبلت القلوب علی حب من احسن الیھا — دل اس فطرت پر پیدا ہیں کہ احسان کرنے والے سے محبت کریں۔ (الحلیۃ لابی نعیم ۴، ۱۲۱)

دل غافل ہو گئے

باری تعالیٰ نے ہم پر ہر معاملہ میں احسان فرمایا ہے ہماری صورت خوب بنائی ہماری تخلیق کو احسن تقویم کیا بلکہ کائنات کی ہر شئی کو اس نے حسین بنایا اور اسے اولاد آدم کے لئے بنایا اور اس کے تابع کیا، جب بندہ دیکھتا ہے

کہ اللہ تعالیٰ نے اس پر کس قدر احسان فرمایا ہے تو وہ اس کے احسان کے مطابق اس سے محبت کرتا ہے کیونکہ فطرۃً دل اپنے محسن سے پیار کرتے ہیں، ہاں ہوا یہ ہے کہ ہمارے دلوں پر غفلت، جہالت اور اندھے پن کا غلبہ ہے۔ (جس کی وجہ سے ہم اپنے خالق سے محبت نہیں کرتے) کیا تم نہیں دیکھتے جب انسان دوسرے پر کوئی احسان کرتا ہے تو وہ دل و جان سے اس کی قدر و منزلت کرتا ہے تو اسی طرح بندے کو چاہئے اللہ تعالیٰ کے احسانات جب اس پر واضح چکے ہیں تو وہ اپنے خالق کے تمام افعال سے محبت کرے اور جو کسی کو محبوب بنا لیتا ہے تو وہ اس سے نسبت رکھنے والی ہر شی حتی کہ محبوب کے کتے سے بھی محبت رکھتا ہے۔ کسی شاعر نے کیا خوب کہا ہے۔

احب لحبها السودان حتی　　　احب لحبها سودا لکلب

(میں محبوبہ کی محبت کی وجہ سے حبشی سے حتی کہ کالے کتے سے بھی پیار کرتا ہوں)

واضح رہے یہاں شاعر کا محبوب سیاہ تھا:

سوال: کیسے بندہ اپنے رب کے تمام افعال سے محبت کرے بطور عموم کفر جہالت اور مخالفت کیونکہ یہ اللہ کے افعال کے مخالف ہیں تو یہ چیز اس پر کیسے لازم ہوگی؟

جواب: واضح رہے کہ اس کی دو جہتیں ہیں: ایک بندہ کے اعتبار سے اور ایک اللہ تعالیٰ کے اعتبار سے، اور دونوں جہات میں معاملہ مختلف ہے کیونکہ جب تم

مثلاً جہالت کی طرف دیکھو تو جان لو گے کہ اس کے مالک نے کسی شے کا ادراک نہیں پایا نہ اس میں پختگی ہے اور نہ ہی حکم، جب تم جہالت کی طرف دیکھو اور اس کی خلقت کی حکمت کی طرف تو جہالت تمہیں زبان حال سے کہے گی کہ باری تعالیٰ صفت جہالت سے منزہ ہے اگر وہ جاہل ہوتا تو نہ کوئی شے پیدا کرتا اور نہ ہی اس سے کوئی محکم و پختہ فعل صادر ہوتا تو یہ جہالت معرفت باری تعالیٰ پر نہیں ہوگی کیونکہ ہر شے اس سے صادر ہے اور اسے اپنے علم سے اس نے پختہ اور محکم کیا اسی طرح کا معاملہ کفر کا لیجیے کہ وہ اللہ ہونے کا انکار ہے نہیں لسان حال سے وہ کرے گا تا کہ اگر باری تعالیٰ باطل ہوتا اور نہ موجود ہوتا تو نہ وہ رب ہوتا اور نہ ہی مربوب اور نہ موجد و موجود ہوتا تو اللہ تعالیٰ نے کفر کی رہنمائی نہیں کی جیسے اس نے تمہاری ایمان میں رہنمائی کی اور ایسے حسن کا کیا کہنا اسی طرح شرک لسان حال سے کہے گا اگر اللہ تعالیٰ کے ساتھ کوئی شریک بیٹا، بیوی یا اولاد ہوتی تو وہ ناقص ہوتا اور وہ ایسے محل کا محتاج ہوتا جو اسے اُٹھائے اگر معاملہ ایسے ہو تو آسمان وزمین اور تمام چیزیں ختم ہو جاتیں اور نہ رب ہوتا اور نہ مربوب اسی طرح یہ معاملہ ہر شے کا ہے اگر تم تتبع کرو تو ان تمام چیزوں کا محتاج ہونا سامنے آجائے گا لیکن گفتگو طویل ہو جائے گی ہمارا مقصد اختصار ہے تو اللہ تعالیٰ سے اپنے دیکھنے کے بارے میں مدد مانگو۔

اہل معرفت کہتے ہیں اس کائنات کا عموم پر ہونا صحت محبت کی دلیل ہے اور اس کا خصوص پر استحسان فتنے اور ظلمات تک پہچاتا ہے لیکن درست نظر کی محتاج ہے کیونکہ وہ ایسا نیا راستہ ہے جس سے عقول میں اللہ تعالیٰ کا استحسان واضح ہوتا ہے۔

اُمورِ دینیہ کی تقسیم

اُمورِ دینیہ دو طرح ہیں، اوامر اور نواہی، اللہ تعالیٰ کے ساتھ اس سبب سے بھی محبت کی جائے کہ اس نے ہماری زبان کو کلمہ کفر سے محفوظ فرما کر اس پر کلمہ توحید جاری فرمایا، ہمارے اعضاء کو مخالفت دین سے پھیر کر انہیں شریعت کی پیروی کی توفیق عطا فرمائی، اس کائنات میں بندے پر اس کا یہ سب سے بڑا احسان ہے انسان کو چاہیئے وہ دین اسلام، اس کی سربلندی اور مسلمانوں کے کفر اور کفار پر غلبہ کو پسند کرے کیونکہ اس جہاں میں حسنات اور اجتناب سیئات سے بڑھ کر کوئی شے پیدا نہیں کی گئی، یہی وجہ ہے کہ اس کا نام ہی حسنات ہے اور ممنوعات سے بچنا حسنات میں اعظم نیکی ہے۔

کثرتِ یادِ الٰہی

اللہ کی یاد اور اس کی اطاعت سے بڑھ کر کوئی شے خوبصورت نہیں لہٰذا اللہ کی یاد سے پیار کرتے ہوئے اپنی زبان کو اس سے تر رکھا جائے۔

اُصول یہ ہے۔

من احب شیئاً اکثر من ذکرہ — جو کسی شے کو چاہتا ہے وہ اکثر اس کا ذکر کرتا ہے۔

اسی طرح یہ بھی اُصول ہے۔

من احب شیئاً اطاعہ — جو کسی کو محبوب رکھتا ہے وہ اس کی اطاعت کرتا ہے۔

اسی طرح اس کی نافرمانی سے اجتناب و دوری اس کا محبوب مشغلہ ہوتا ہے۔ کیونکہ ہر کوئی چاہتا ہے کہ وہ اپنے محبوب کی نافرمانی نہ کر پائے۔

دین اسلام کا حسن

اس پر بندہ اس سے مدد لے کر دین پر غور کرے کہ وہ کس قدر حسین ہے خواہ وہ فرض ہے یا نفل تاکہ اس پر یہ بات واضح ہو جائے کہ اللہ تعالیٰ نے اسے خوبصورت دین کی ہدایت فرما کر بندے پر کتنا کرم فرمایا، حسن و جمال، محبت و احسان کا سبب ہوتا ہے۔

فالهداية اليه من اعظم النعم وقد جبلت القلوب على حب من احسن اليها وانعم عليها	اللہ کی طرف سے رہنمائی سب سے بڑی نعمت ہے اور دل احسان و انعام کرنے والوں کے ساتھ محبت کرتے ہیں۔

اللہ کی عبادت کا حسن

اس کی اختصاراً مثال یہ ہے کہ الٰہ کبیر کی عبادت کے جمال و حسن میں غور کیجئے اس سے بڑھ کر کیا حسن ہو گا کہ بندہ اپنے مولیٰ کی عبادت کرے اور اس سے بڑھ کر کیا حسن ہو گا کہ بندہ غیر مالک سے اجتناب کرے۔ اپنے آقا کی سیادت کو قبول کرنے (جبکہ وہ واقعۃً اس کا اہل بھی ہو) سے بڑھ کر کس شے میں حسن ہو گا اور غیر مستحق کو اپنا آقا قرار دینے سے بدتر کون سی چیز ہے؟

فیتبین بھذا جمال معنی لا الہ الا اللّٰہ فیحبھا العبد ویقربھا حتی تکون احب الیہ من سمعہ وبصرہ

تو اس سے "لا الہ الا اللّٰہ" کے مفہوم کا جمال آشکار ہو گیا۔ تو بندہ اللہ ہی سے محبت کرے اور اس کا قرب پائے حتی کہ وہ اسے اپنے کانوں اور بینائی سے زیادہ محبوب ہو جائے۔

نماز وزکوٰۃ کا حسن

اسی طرح اپنے مالک کی بارگامیں حاضری کے لیے طہارت کے جمال پر غور کرو پھر اس غالب وکبیر رب کے سامنے نماز کے ایک ایک رکن کے حسن پر فکر کرو

پھر جمال زکوۃ ، زوال بخل ، رذائل بخل سے طہارت وتزکیہ پر نظر جماؤ اسی طرح جمال روزہ اور اس میں شہوت کا کمزور ہونا اور عفت میں ملائکہ کی صفات سے متصف ہونا لیجئے۔

اسی طرح جہاد میں عزت وغلبہ اسلام کا نور ہے۔ اسی طرح حج اور دیگر احکام اسلامی کے حسن وجمال کا مطالعہ کرو۔

حتی یتبین جمالہ ویحبہ القلب فما خلق اللہ اجمل من الدین

تا کہ اسلام کا جمال وحسن سامنے آئے اور دل اس سے محبت کرے کہ اللہ تعالیٰ نے دین اسلام سے بڑھ کر کسی شے کو حسین نہیں بنایا۔

اسی لئے اللہ تعالیٰ کا مبارک فرمان ہے:

حَبَّبَ اِلَيْكُمُ الْاِيْمَانَ وَزَيَّنَهٗ فِیْ قُلُوْبِكُمْ وَ كَرَّهَ اِلَيْكُمُ الْكُفْرَ وَالْفُسُوْقَ وَالْعِصْيَانَ

تمہیں ایمان محبوب بنا دیا ہے اور تمہارے دلوں کی زینت اور کفر، فسق اور نافرمانی کو تمہارے لئے ناپسندیدہ بنا دیا۔ (سورۃ الحجرات، ۷)

لہٰذا دین سے محبت کی جائے اور اللہ تعالیٰ سے اس اہم دین کے عطا کرنے پر محبت کی جائے، اگر مذکورہ حقیقت سمجھ آجائے تو انسان ہر شے پر اللہ ہی سے محبت کرے خواہ وہ دینی ہو یا دنیاوی۔

فصل: دوسرا مقام، مقام ایمان پر محبت

انسان سب سے پہلی نظر اپنے جسم میں غائب نفس پر ڈالے اور اسے اپنے نفس پر احسان کرنے والے سے بڑھ کر کسی سے محبت نہیں ہونی چاہئے کہ باری تعالیٰ نے اس کے باطن میں ایمان لکھ دیا، اس پر یہ احسان فرمایا کہ اس نفس نے ہدایت کو قبول کرلیا، یہ انعام بھی عطا فرمایا کہ اسے اہل ایمان میں بنایا اور اس کے باطن کو محل کفر بننے سے محفوظ رکھا۔

اُخروی نعمتوں پر نظر

پھر اپنے ایمان کے ساتھ نظر آخرت پر ڈالے اور ہدایت علم اور نور الیقین سے ان انعامات کا جائزہ لے جو اللہ تعالیٰ نے اہل ایمان کے لئے تیار کر رکھے ہیں اور ہر مومن پر وہاں ایسے مختلف و متعدد احسانات ہونگے جن کے وصف کا بیان کوئی بھی نہیں کرسکتا، پھر ایمان کی نظر سے ان اُخروی عذابوں اور ہلاکتوں کو

بھی دیکھے جن سے اللہ تعالیٰ اہل ایمان کی حفاظت فرمائے گا۔ حالانکہ ان کے سامنے پہاڑ بھی کھڑے نہ ہوں سکیں گے اور وہ عذاب ہر بیان سے اعظم و بالاتر ہیں۔

فلا یری فیھا نجاۃ الا بالایمان والاحسان الالمؤمن فیعلم قدر احسان اللّٰہ الیہ فیحبہ علی قدر احسان الیہ بالایمان اذقد علم انذرہ من الایمان اذا وھبت لبعد وان کان عاصیاً قد یخرج من دار الھوان ولو بعد طول الازمان ولا یخلد فیھا کل الاحسان من اجل تلك الذرۃ من الایمان ثم تدخلہ تلك الذرۃ بعد الخروج من النار الی سکنی دار سقفھا عرش الرحمن

وہاں ایمان کے بغیر نجات نہ ہو گی اور احسان صرف اہل ایمان پر ہو گا تو مومن کو چاہئے وہ اللہ تعالیٰ کے اس احسان کو مان کر اس کے ایمان عطا کرنے پر اس سے محبت کرے کیونکہ پھر اسے معلوم ہو جائے گا کہ ذرہ بھر ایمان کامل جانا بندہ گنہگار پر دار ذلت (دوزخ) سے نکلنے کا سبب بنے گا خواہ طویل مدت کے بعد ہی سہی وہ اس ذرہ ایمان کی بدولت وہاں ہمیشہ نہیں رہے گا۔ پھر وہ اس ذرہ کی وجہ اسے اس دار سکونت (جنت) کی طرف لے جائے گا جس کی چھت رحمٰن کا عرش ہے۔

ذرہ ایمان کا مقام

دلیل کے ساتھ واضح ہو گیا کہ اس ذرہ ایمان کا کوئی شے مقابلہ نہیں کر سکتی اگر تمام کائنات اجتماعی طور پر اس کی قیمت لگانا چاہے تو نہیں لگا سکتی کیونکہ اللہ تعالیٰ کے ہاں اس کی قدر یہ ہے کہ دوزخ کے دائمی عذاب سے نجات کا ذریعہ ہے، دار کرامت (جنت) میں ہمیشہ رہنے اور اپنے خالق کی

زیارت کا سبب ہے، کیا یہ محسن کا احسان نہیں کہ اس نے ایسا ذرہ عطا فرمایا جس کی کامل قدر بھی اس کے علاوہ کوئی نہیں جانتا۔

جب مومن کو اس بات کا علم ہو جائے تو وہ ایمان سے محبت کرے گا ایمان اس کے خون و ریشہ میں رس بس جائے گا۔ اسے اپنے نفس سے بڑھ کر اس سے پیار ہوگا اس کے ایمان میں کثرت ہوگی اور پھر اس کا ایمان جگمگا اُٹھے گا

فیشتاق الی الغیب ویحب الدار الاخرۃ یؤثرھا علی الدنیا ویساق الی الاحسان الذی کل احسان فیہ کلاشی

تو وہ عالم غیب کا مشتاق بن جائے گا اسے دار آخرت محبوب ہو جائے گا اسے وہ دنیا پر ترجیح دینے لگ جائے گا اور وہ اس احسان کی طرف متوجہ ہو جائے گا جس کے مقابلہ میں ہر احسان کالعدم ہے۔

اللہ تعالیٰ نے اس مقام والوں کی مدح ان کلمات سے فرمائی ہے:

كَلَّا بَلْ تُحِبُّوْنَ الْعَاجِلَةَ وَتَذَرُوْنَ الْاٰخِرَةَ

ہمارے ذمہ ہی کوئی نہیں بلکہ اے کافرو تم پاؤں تلے کی دوست رکھتے ہو اور آخرت کو چھوڑ بیٹھے ہو۔ (القیامۃ: ۲۰، ۲۱)

یعنی وہ آخرت کی محبت ترک کر دیتے ہیں جس میں دائما انعام اور کریم کا دائمی احسان ہے اور خالق عظیم کی زیارت ہوگی۔

موت کا فائدہ

ایمان قوی ہو گیا تو موت کا اشتیاق بڑھ جائے گا اور اس کے لیے تیار رہے گا ،اگر صادق ہوا تو بعض اوقات موت کی اس لیے تمنا کرے گا تا کہ وہ دارالاحسان میں داخل ہو۔

سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے سیدنا فاروق اعظم رضی اللہ عنہ سے فرمایا:

ان حفظت وصیتی لم یکن غائب احب الیك من الموت

اگر تم میری وصیت یاد رکھو تو تمہیں موت سے بڑھ کر کوئی غائب شے محبوب نہیں ہونی چاہیے۔

اللہ تعالی کا ارشاد گرامی ہے:

فَتَمَنَّوُا الْمَوْتَ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ (سورۃ الجمعہ،٦)

تو تم موت کی تمنا کرو اگر تم سچے ہوتے۔

اور جو اس درجہ سے نیچے ہو وہ موت کو اور وجہ سے یاد کرتا ہے۔ کیونکہ موت اس حوالے سے محسن ہے کہ وہ غفلت سے بیدار کرتی اور آخرت کی یاد دلاتی ہے ،بندے کو ذاکر بنا دیتی ہے۔بندے کا دل نرم اور اس میں خشوع پیدا ہو جاتا ہے اور یہ تمام اللہ تعالی کا احسان عظیم ہے، جسے اہل خشوع حالت خضوع میں پاتے ہیں۔

قبر کا احسان عظیم ہونا

اسی طرح قبر بھی احسان عظیم ہے، کیونکہ اس کی یاد اور اس کی ہولناکی سے انسان خوف کھاتا ہے۔اور اللہ تعالی کے انعام کی اُمید لاحق ہوتی ہے اور

اس سے دل میں رقت اور خشوع حاصل ہوتا ہے اور یہ انسان کو آخرت کی طرف متوجہ ہونے والوں میں بنا دیتی ہے۔اہل ایمان پر اس سے بڑھ کر کیا احسان عظیم ہوسکتا ہے؟

آخرت کی یاد

اسی طرح آخرت کی ہولناکیاں مثلاً قبور سے دوبارہ اٹھنا اور حشر کو جب مومن یاد کرتا اور ایمان سے ان کو دیکھتا ہے تو تمام احوال اور ان کا تذکرہ اسے نفع دیتا ہے اور اسے اپنے مالک کے سامنے خاشع بنا دیتا ہے اس۔سے انسان کے اندر زھد، توبہ، عاجزی، فروتنی اور ہر اچھا وصف پیدا ہوتا ہے اب آخرت کے ہر معاملہ کی یاد میں احسان دینی اور اُخروی ہوگا جو انسان اپنے قلب و باطن اور ظاہر میں محسوس کرے گا اور اسے فضیلت کے ان مقامات اور احوال تک پہنچا دے گا کہ آخرت کا وجود اس کیلئے سراپا احسان بن جائے گا اگر محب ذکر آخرت اور اس میں انعام و عذاب سے غافل ہو جائے تو اس کے احوال درست نہیں رہیں گے اگرچہ وہ اب آگ اور وہاں کی ہولناکیاں سنتا رہے کیونکہ اس کے باطن میں اللہ کا احسان باقی نہیں رہا، ہاں اگر آخرت کا انسان محب ہو تو وہ اس کے دل میں دائماً گھر کر جائے گی اب اگرچہ اس کا جسم دنیا میں ہے مگر اسے فکر آخرت کی ہوگی۔یہ وہ محبت ہے جو میخ کی طرح گڑ جاتی ہے تو دل آخرت میں اور جسم دنیا میں رہتا ہے۔حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا امام المتقین اور محبین کے سربراہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بارے میں کہتی ہیں:

انه ﷺ کان مکثر التفکر فی تعرف الفانی من الباقی

آپ ﷺ باقی اور فانی ہو جانے والی میں کثرت کے ساتھ تفکر فرماتے۔

ایک تعبیر کے مطابق فانی و باقی دنیا و آخرت ہیں جبکہ دوسری کے مطابق

الباقی ھواللہ والفانی الاشیاء کلھا

اللہ تعالیٰ باقی ہے اور تمام اشیاء فانی ہیں

کسی نے کیا خوب کہا ہے:

الا کل شیء ماخلا اللہ باطل

(اللہ تعالیٰ کے سوا ہر شے باطل ہے)

مذکورہ گفتگو سے واضح ہو گیا کہ اس مقام کا مالک آدمی اپنے ایمان وتذکرے کے ساتھ آخرت میں ایسے وجود کو نہیں دیکھے گا خواہ وہ خوف زدہ کرے یا خوش کرے اپنے اللہ سے محبت کرے گا۔ کیونکہ خوف دلانے والا اور انعامات عطا کرنے والا، اللہ تعالیٰ ہی ہے۔ تو اب وہ اپنے محبوب کی ہر شے سے محبت ہی کرے گا اور یہ تمام مومن کے لئے اللہ تعالیٰ کی طرف سے احسان و کرم ہے۔ اور دل فطرۃً اپنے محسن کے ساتھ محبت کرتے ہیں اگر انسان پر اس احسان کا مقام واضح ہو جائے تو وہ اس کے علاوہ ہر احسان کو لاشے تصور کرے گا۔

اللہ تعالیٰ ہم سب پر ایمان کے ساتھ احسان فرمائے اور ان میں سے کردے جن پر ہر شے میں بطور احسان آسانی اور نعمت ہوتی ہے۔

(آمین) و صلی اللہ علی سیدنا محمد و آلہ و سلم

فصل: محبت کا تیسرا مقام

مقام احسان

یہ محبت کا آخری درجہ ہے اور یہ اللہ تعالیٰ کی محبت ہے اس کی خاطر کہ جس پر وہ ہے اور اس کی خاطر جس کا وہ اہل ہے۔

یہ مقام احسانی ایسی محبت ہے جو رؤیت ودیدار سے حاصل ہوتا ہے۔

حدیث میں ہے:

الاحسان ان تعبد اللّٰہ کانك تراہ   احسان یوں عبادت کرنا ہے کہ گویا تو اپنے رب کو دیکھ رہا ہے۔   (بخاری)

معنیٰ رؤیت یوں ثابت کیا کہ جب دل، یقین اور عقول و براھین سے مشاہدہ کر لیتا ہے تو اس پر اسماء حسنیٰ اور صفات کاملہ کا جمال ظاہر ہوتا ہے تو وہ اس سے محبت کرتے ہیں کیونکہ یہ جمال سے محبت کے اہل ہو جاتے ہیں تو اللہ تعالیٰ اپنی ذات سے محبت فرماتا ہے اور اس سے ہر وہ محبت کرتا ہے جو اس کا مشاہدہ کر لیتا ہے کیونکہ وہی اس کا اہل ہے اور اس لیے بھی کہ یہ عقلی روحانی لذتوں کی انتہا ہے کیونکہ ہر منفعت اسی کی طرف سے ہے:

فھوالمحبوب بکل وجہ وبکل معنی   پس وہی ہر طرح اور ہر وجہ سے محبوب ہے۔

محبت سماعی کا مقام

اور عموماً یہ مقام محبت، محبت سماعی ہے اور یہ نہایت اعلیٰ مقام ہے۔

کیونکہ جب کوئی دوسرے کے بارے میں سنتا ہے کہ وہ کریم ہے اور اس کے خصائل وفضائل اعلیٰ ہیں تو وہ اس کے ساتھ یقیناً محبت کرتا۔ ہے جیسے اب بھی حاتم طائی سے سخاوت کی وجہ سے اور عنترہ سے شجاعت کی وجہ سے محبت کی جاتی ہے حالانکہ وہ فوت ہو چکے ہیں اور انہیں ہم نے دیکھا تک نہیں، اسی طرح صحابہ اور اہل فضل سے محبت ہے۔

باری تعالی نے اپنی شان کے بارے میں خود بھی بیان فرمایا اور اس کے رسولوں نے بھی ہمیں مطلع کیا تو مخلوق اس کی صفات مبارکہ سن کر اس پر ایمان لائی اور اس سے محبت کرنے لگی تو وہ اس سے ایسی محبت کرتے ہیں جس کے بغیر ایمان ثابت نہیں ہوتا کیونکہ وہ اس کے سوا کسی کی معبودیت نہیں مانتے اور اس کے ساتھ اسی کے لیے محبت کرتے ہیں اور اہل توحید کے دل کسی دوسرے کے لئے اُلوہیت ہرگز پسند نہیں کرتے بلکہ وہ اللہ سبحانہ وحدہ لاشریک سے ہی محبت کرتے ہیں۔

ہر مومن کو محبت کا حاصل ہونا

بحمداللہ ہر مومن کو مقام محبت حاصل ہے۔ حضور ﷺ نے اپنے صحابی حضرت نعیمان رضی اللہ عنہ کے لئے محبت کو ثابت رکھا حالانکہ ان پر حد جاری ہوئی، ایک آدمی نے ان پر لعنت کی، نبی کریم ﷺ نے اسے منع کرتے ہوئے فرمایا:

انه يحب الله ورسوله — بلاشبہ یہ اللہ تعالی اور اس کے رسول ﷺ سے محبت کرتا ہے۔ (البخاری)

ہاں خواہش نفس میں مبتلا ہوااور یہ خالص محبت میں اختلاط ہو گا جس نے حضرت ابوبکر اور حضرت عمر رضی اللہ عنہما اور دیگر لوگوں کو اس کے عمل سے منع کیا جس میں اس کا وقوع ہوا۔

فضل محبت کا عطا ہونا

یہ مقام اول فرض محبت کا ہے۔ رہا معاملہ فضل محبت کا جو فرض سے زائد ہے تو وہ جس کو چاہتا ہے عطا فرماتا ہے اسی کے ہاتھ میں بسط وقبض ہے۔ اور یہ محبت مشاہدہ جمال اور حسن کمال کے کشف پر نصیب ہوتی ہے جو کسی کامل حسین کو دیکھ لے وہ اس سے خواہ مخواہ محبت کرے گا خواہ وہ اسے چاہے یا نہ چاہے جیسے جن لوگوں نے اس پر آیات ونشانیوں سے استدلال پایا اس کی عبادات میں مستغرق ہو گئے اور جنہوں نے علمی طور پر اسے دیکھا ان کی اس سے محبت، حبّ سماع وایمان سے زائدہ ہو گی۔ اس میں بلند مقام ان لوگوں کا ہے جن کے نفوس اغیار کی غلامی سے آزاد ہو گئے، ان کے دلوں سے حجابات وپردے اُٹھ گئے اور انہوں نے چہرہ جمیل کے انوار کو ملاحظہ کیا اور انہیں محبت کی آگ کے شعلوں نے جلا کر راکھ کر دیا اور ان کے شوق کی سواری رفرف نے گرتے ڈرتے حضرت جلیل جل جلالہ کی بارگاہ اقدس میں پہنچا دیا اب وہ اس سے محبت ہی کریں گے خواہ وہ چاہیں یا نہ چاہیں اور اس کے جمال کے سامنے خشوع ہی اختیار کریں گے۔

جو کسی کے جمال کی وجہ سے محبت کرتا ہے وہ اس کے سامنے ہیچ وخاشع بن جاتا ہے اور خضوع اور درماندگی محبوب کی عبادت ہے۔ منقول ہے کہ پاکیزہ

ارواح کی زندگی تجلی وستر میں ہے کیونکہ یہ باری تعالی کے معانی اوصاف سے پیدا ہوئے ہیں تو موجودات میں یہ سب سے لطیف اور اشرف ہیں اور یہ اسی مرکز کی طرف لوٹنے کا شوق رکھتے ہیں جہاں سے ان کا ظہور ہوا ہے کیونکہ یہ دارِ دنیا میں اصلی وطن سے اس مسافر کی طرح ہیں:

قلبه معلق بالوطن حتی ترجع الیه
فلیس لها راحة الا فی لقاه مولاها

جس کا دل اپنے وطن سے معلق رہتا ہو یہاں تک کہ وہ اس کی طرف لوٹ جائے اور اسے اپنے مالک سے ملاقات کے بغیر سکون و راحت ہی نہ ملے۔

نبی کریم ﷺ کا فرمان ہے:

لا راحة لمؤمن دون لقاء ربه

مومن کو اپنے رب سے ملاقات کے بغیر راحت ہی نہیں ملتی۔

ان ارواح شریفہ کو مقام معرفت اور مقام محبت میں مبارک ملاقات جلدی نصیب ہو جاتی ہے، حدیث صحیح میں ہے:

من تقرب من اللّٰہ شبراً تقرب منه ذراعاً و من تقرب منه ذراعاً تقرب منه باعاً

جو اللہ تعالی کے ایک بالشت قریب آتا ہے اللہ اس کے ایک ہاتھ قریب آتا ہے اور جو اس کے ایک ہاتھ قریب ہوتا ہے وہ اس کے پورا بازو قریب ہو جاتا ہے۔

ہر شے کا بھول جانا

یہ مقربین ہمیشہ اپنے رب کے جمال و کمال کا مشاہدہ کرنے والے ہوتے ہیں وہ اس سے خالصۃً محبت کرتے ہیں ان کے دلوں پر یاد الٰہی کا غلبہ ہو جاتا ہے بلکہ خالص محبت انہیں سوائے محبوب کے ہر شے بھلا دیتی ہے، حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کا فرمان ہے:

من ذاق شيئاً من خالص محبة الله انها ذلك عما سواه

جس نے محبت الٰہی میں سے کوئی شے پالی وہ اسے ماسوا سے مشغول کر دے گی

اللہ تعالیٰ کا ارشاد گرامی ہے، میں بندے کے دل کو دیکھتا ہوں اگر میری یاد کا وہاں غلبہ ہو۔

كنت سمعه الذى يسمع به و بصره الذى يبصره به و يده التى يبطش بها و رجله التى يمشى عليها و قلبه الذى يعقل به

تو میں اس کی سماعت ہوتا ہوں جس سے وہ سنتا ہے اور اس کی بینائی ہو جاتا ہوں جس سے وہ دیکھتا ہے اس کے ہاتھ ہو جاتا ہوں جس سے وہ گرفت کرتا ہے اس کے پاؤں ہو جاتا ہوں جس سے وہ چلتا ہے اور اس کا دل ہو جاتا ہوں جس سے وہ سوچتا ہے۔

اس دروازہ سے محبوب ان خصوصی مقامات توحید مثلاً غیبت، حضور، فنا د بقا، میں داخل ہو جاتا ہے، جنہیں مقامات محبت کے بعد ہی پایا جا سکتا ہے۔

محبوب کی یاد کا غلبہ

علامات محبت سے ہے کہ دل واعضاء پر محبوب کی یاد کا غلبہ ہو جاتا ہے اور یاد الٰہی دل کی صفائی کا ذریعہ ہے جیسا کہ حدیث میں آیا ہے:

ان هذه القلوب تصدأ كما يصدأ الحديد — یہ دل بھی لوہے کی طرح زنگ آلود ہوتے ہیں۔

عرض کیا گیا ان کے زنگ کا علاج کیا ہے؟ فرمایا:

ذکر اللہ (مشکوۃ المصابیح: ۲۱۶۸) — اللہ تعالیٰ کا ذکر۔

ذکر دل کو آئینہ کی طرح شفاف کر دیتا ہے، جس میں مقابل آنے والا نظر آتا ہے جب دل خالص محبت سے لبریز اور اس پر یاد کے نور کا غلبہ اسے روشن کر دے تو بلا رکاوٹ چہرے کی طرح ہو جاتا ہے۔ اس میں محبت کے انوار و تجلیات اس طرح جلوہ گر ہو جاتے ہیں کہ وہ محبوب کو ہی دیکھتا ہے۔ اس کے بارے میں سنتا ہے۔ اس کے ساتھ دیکھتا ہے۔ اور اسی سے ہم کلام ہوتا ہے اسی سے حرکت ہے اور اسی سے سکون پاتا ہے۔ جب حضرت ابرہیم علیہ السلام نے ادنیٰ سے اعلیٰ کی طرف محبت میں ترقی کی تو انہوں نے کہا:

إِنِّي وَجَّهْتُ وَجْهِيَ لِلَّذِي فَطَرَ السَّمٰوٰتِ وَالْأَرْضَ حَنِيفًا — میں اپنے آپ کو اس ذات اقدس کی طرف یکسو کر کے متوجہ کرتا ہوں جس نے آسمانوں اور زمین کو پیدا فرمایا۔ (الانعام: ۷۹)

دوسرے مقام پر فرمایا:

وَاجْعَلُوا بُيُوتَكُمْ قِبْلَةً (یونس: ۸۷) — اور اپنے گھروں کو قبلہ بناؤ۔

اہتمام وافتخار سے یاد

حدیث صحیح میں ہے فرمایا: مفردون، کی چال چلو، عرض کیا گیا یا رسول اللہ ﷺ مفردون، سے مراد کون لوگ ہیں؟ آپ ﷺ نے فرمایا:

ھم المستھترون بذکر اللہ — جو اللہ کا ذکر اہتمام وافتخار سے کریں۔

(کنزالعمال ۳۰-۳۹۳)

استھتار، سے مراد مذکور کو ذکر و یاد میں یکتا اور بطور اعزاز وافتخار ماننا ہے خصوصاً جب وہ عظیم القدر اور جلیل واعلیٰ ہو، ہر شے اس کی نسبت حقیر ہو خواہ وہ بھی اپنے مقام پر عظیم ہو تو یہ ایسے لوگ ہوتے ہیں جو اللہ تعالیٰ سے جلالت قدر اور رفعت عظیمہ کی وجہ سے ہی پیار کرتے ہیں۔

مختلف درجات

ان کے مختلف درجات ہیں۔

پہلا درجہ: ان میں سے پہلا گروہ ان اہل محبت وشوق کا ہے جن کا حال قلق، حزن، رقت، لزوم چوکھٹ، آہ بھرنا اور رونا ہے جیسا کہ کہا گیا ہے: بہت دفعہ دیکھنے سے ہی طویل غم مل جاتا ہے۔ انہیں حجاب غمگین رکھتا ہے کیونکہ یہ فراق ہے انوار و تجلی ان کے شوق کو گرم رکھتی ہے مگر ان کا عذاب کسی عذاب کی طرح نہیں ہوتا کیونکہ وہ سب سے بڑے محبوب کے جمال سے وابستہ ہوتے ہیں۔

شاعر نے کہا:

ومافی الارض اشقی من محب — وان و جد الھوی حلوالمذاق

(روئے زمین پر محبت کرنے والے سے بڑھ کر کوئی پریشان نہیں اگرچہ وہ میٹھا ذائقہ پاتا ہے)

تراہ باکیاً فی کل حال مخافة فرقه اولا شتیاق

(ہر حال میں رونا اس کا کام ہے کبھی فراق کے خوف کی وجہ سے اور کبھی شوق ملاقات میں)

دل ونگاہ سے دیکھنے والے کا شان

ایسے لوگ اپنی سواری کو در محبوب پر بٹھا دیتے ہیں، قریب و قبول کرنے والے سے مناجات میں وابستہ ہو جاتے ہیں اس کا کلام سننے اور اس کی خبر کی انتظار کرتے ہیں جب ان پر تجلی کا اظہار ہوتا ہے زندہ ہو جاتے ہیں جب حجاب ہو جائے تو تڑپنے لگ جاتے ہیں کیونکہ ان کا محبوب عظیم ہے جو اس کی تعریف و مدح سنتا ہے۔اسے تمنائے دیدار تڑپا دیتی ہے۔

فکیف بمن راہ بقلبه وابصره کیا حال ہوگا اس ہستی کا جس نے دل اور سر کی آنکھوں سے اس کی زیارت کا شرف پایا ہے۔

تیس سال بیت گئے

یہ لوگ اس کے وصال میں قلوب واجسام کے ساتھ عبادت میں اس طرح تمام قوت خرچ کر دیتے ہیں کہ کسی شے کو باقی نہیں رکھتے حتی کہ ان کے اقدام اور جگر پھٹ جاتے ہیں ان کے دل محبوب کے ذکر میں مشغول رہتے ہیں

عجیب صورت حال ہو جاتی ہے کہ وہ اس کی محبت میں اس قدر مستغرق ہو جاتے ہیں کہ وہ کسی شے کو نہیں دیکھتے ،مخلوق کے ساتھ کلام بھی تو دل کے بعض حصہ سے کرتے ہیں ایک تابعی کا قول ہے:

ان لی ثلاثین سنة ما کلمت احداً بجملة قلبه

مجھے تیس سال ہو گئے میں نے پورے دل کے ساتھ کبھی کسی سے کلام نہیں کیا

ان کی تمنا، مولی حق سے وصال اور ان کا عزم مخلوق سے فرار ہوتا ہے تا کہ فراق سے محفوظ رکھا جا سکے۔

وہ محبوب لوگ انہیں روح نسیم کے انعام سے نواز گیا۔

انسھم المغیبون وراء الحجاب والاستار، المکشوف لھم عن الغیب والاسرار لان من قربه شبراً اطلعه علی اسراره واحضره معه من وراء حجبه واستاره

ان کی محبت یہ ہوتی ہے کہ حجاب و پردہ کے پیچھے ہی رہیں غیب و اسرار ان پر مکشوف ہوتے ہیں کیونکہ جو بھی ایک بالشت اس کے قریب ہوتا ہے وہ اس کے اسرار سے واقف اور اس کے پردہ اور حجاب میں حاضر رہتا ہے۔

مقام محبوب کہیں بلند ہے

جب ایک بالشت قرب پانے والے کا عالم یہ ہے تو محبوب کا مقام محب سے بلا شبہ اعلی، اتم اور اعظم ہو گا کیونکہ وہ دو مقامات کا جامع ہے مقام محب اور مقام محبوب ہاں اگرچہ مقام محبوبیت اس پر غالب ہے جیسا کہ محب بھی

محبوب ہے لیکن اس پر مقام محبت غالب ہے، خلت اور اصطفاء کے درجات مقام محبوب کہلاتے ہیں اللہ تعالیٰ نے سیدنا خلیل اللہ علیہ السلام کو اسرار سے آگاہ کیا، ارشاد باری تعالیٰ ہے:

وَ كَذٰلِكَ نُرِيْٓ اِبْرٰهِيْمَ مَلَكُوْتَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ (سورہ الانعام،۷۵)

اور اسی طرح ہم نے ابراہیم کو آسمانوں اور زمین کی سلطنتوں کا مشاہدہ کروایا۔

واضح رہے کہ انہیں آسمانوں اور زمین کے تمام ملکوت دکھائے کیونکہ وہ خلیل اللہ ہیں۔

بعد ذالك مقام الحبيب الذى هوالغالب على مقام محمد عليه الصلاة والسلام ويعطى كل من اهل له على مقدار ما قسم له معه كان نبياً او ولياً

اس کے اُوپر حبیب کا مقام ہے جو مقام محمد علیہ الصلوہ والسلام سے عبارت ہے اور ہر ایک کو اہلیت کے مطابق حصہ ملتا ہے۔خواہ نبی ہو یا ولی۔

خلیل وحبیب میں فرق

خلیل، جس کے دل کے اسرار میں محبت سرایت کر جائے اور اس کے اسرار غیبی ہوں۔

حبیب، جس کے دل کو محبت اپنی کثرت کی وجہ سے ڈھانپ لے اور ان سے مقام اذلال کا ظہور ہو اور وہ ذوالجلال کے ہاں اپنے محبوب کے مرتبے کی وجہ سے قسم اُٹھاتے ہیں۔

یہی وجہ ہے کہ ناامیدی کے مقام پر جب تمام اسباب ختم ہو جائیں گے تو رسول اللہ ﷺ سہارا بنیں گے ۔ان تین مقامات (مقام محب، مقام محبوب مقام حبیب) کے اہل کے بارے میں اللہ تعالیٰ کے پاس جو کچھ ہے اسے ان کے سوا کوئی نہیں جانتا ۔ایسے بخت والوں کو مبارک ہو، اللہ تعالیٰ ہمیں ان کی محبت سے نفع عطا فرمائے اور ہمارے آخرت میں نتائج واعمال کو ان کا وصف نہ بنائے ۔

فصل : مقام محبت کیسے حاصل ہو؟

یہ مقام محبت، رؤیت سے حاصل ہوا اور یہاں رؤیت عقلی اور علمی ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ کو دنیا میں آنکھوں سے دیکھا ہی نہیں جا سکتا اور نہ ہی اس سے محسوسات کی طرح محبت کی جا سکتی ہے ۔اس سے روحانی ، عقلی ،ایمانی یقینی محبت کی جائے گی ۔اس کے جمال کے کوئی مشابہ نہیں اس کے کمال کی مثل کمال نہیں اور اس کی ذات اقدس کا کوئی مکان احاطہ نہیں کر سکتا، تمام زبانیں اس کے اوصاف کا احاطہ نہیں کر سکتیں زمانے گزرنے سے اس پر تغیر نہیں آ سکتا وہ واحد ہے ۔اُلوہیت کے اس درجہ پر فائز ہے ۔جس سے بلند کوئی درجہ متصور ہی نہیں اس سے کم درجہ اس کے لیے نقص ہے ۔تمام مخلوق اس کی عبد ہے ۔ اور اپنے ظاہر و باطن کے حسن و کمال میں اس کی نسبت ناقص ہیں، مقامات اور بلند درجات کے اعتبار سے ان میں تبدیلی آتی رہتی ہے اس طرح ان پر فیض جود وکرامت اور طلب فضل میں ہمیشہ تغیر آتا ہے ،علو مراتب اور درجات میں غایات

سے بھی اُوپر ہے وہ تمام جہانوں کا آقا اور تمام مخلوق کا معبود ہے اس کا فیض وجود و کرم مخلوق اور ابدالاباد تک جاری ہے تمام ذرہ سے لے کر اعظم مخلوق تک اس کے تصرف میں ہے ،اس نے کمال حکمت کے ساتھ انہیں ترکیب دی ہے وہ تمام موجودات کو ملاحظہ فرماتا ہے خواہ وہ صغیرہ ہیں یا کبیرہ ،تمام عوالم اور اشخاص مختلف ہونے کے باوجود زبان حال وقال سے اس کی ثنا کرنے والے ہیں، ہر ایک اپنی اپنی زبان سے اس کی بارگاہ میں حمد میں عجز کا اظہار کر رہا ہے ہر حرکت و سانس میں تمام مخلوق کا ابدالاباد تک یہی حال رہے گا بلکہ ہر دوسرے سانس میں اس کی حمد کثرت سے ہے ۔کیونکہ ہر آن اس کے انعامات مختلف حالات و مقامات میں کثرت سے ہیں وہ ایسا سراپا جمال ہے کہ جمال کی کوئی نوع اس کے مشابہ نہیں وہ ایسا کمال ہے کہ تمام مراتب کمالیہ سے بلند ہے ۔اسے محبوب کیوں نہ بنایا جائے وہ محبوب ہے خواہ شریعت آتی یا نہ آتی اس کے بارے میں جو سنے گا اسے اس سے محبت ہو جائے گی تو اس کا حال کیا ہوگا جس نے اسے اپنے دل سے دیکھا ہے۔

جب دل شریعت سے اس کی صفات سنتے ہیں اور عقل، غور و فکر کرتی ہے تو دل و عقل اس کی بارگاہ اقدس میں جھک جاتے ہیں اور اس سے ٹوٹ کر محبت کرنے لگ جاتے ہیں پھر اللہ تعالیٰ انہیں بلند فرما دیتا ہے تو محبت میں اضافہ ہو جاتا ہے۔

من تواضع للہ رفعہ اللہ لہ　　جس نے اللہ تعالیٰ کی خاطر تواضع کی اللہ تعالیٰ اسے بلندی عطا فرماتا ہے

وہ محبت سے جھکتے ہیں اللہ تعالیٰ انہیں مقام قرب تک بلند فرما دیتا ہے

حجابات اُٹھا دیتا ہے۔وہ محبت کے حوضوں سے جام پی کر میٹھے ٹھنڈے فرات کا ذائقہ پاتے ہیں مستی اور روح کی توانائی پاتے ہیں، اپنے آپ سے فنا اور اُنس کی آنکھوں میں باقی ہوتے ہیں ان کے احوال کثیر اور مخفی ہیں جن تک پہنچنا مشکل ہے ہاں وہ ان میں نہایت مسرور وشاداں ہیں، انہیں اپنا محبوب نعیم جنت سے بھی محبوب ہے۔وہ خصوصی عطاؤں سے نوازے جاتے ہیں جن کی انواع مختلف ہیں۔

تین انواع کا تذکرہ

مگر تین انواع میں وہ جمع ہو جاتے ہیں۔

ا۔محبّ متقرب ۲۔محبوب مقرب ۳۔حبیب محبّ

یہ تمام محبوب، حبیب اور محبّ ہیں مگر ایک دوسرے کے مقامات مختلف ہیں

محبّ۔خوبصورت پرندہ جو شوق کے رفرف پر اُڑتا ہے۔

محبوب،حق کے ساتھ یہ سکون پاتا اور مانوس ہے۔

حبیب۔جو مخلوق کے درمیان ہو لیکن مخلوق کا ہونا، اسے مانوس نہ کرتا ہو اور اس کا نہ ہونا اسے پریشان نہ کر پاتا ہو۔

تجلی کی متعدد صورتیں

انہیں ماسوائے غائب صفات تجلی کے کسی کی حاجت نہیں رہ جاتی۔اللہ تعالیٰ ان پر صرف ایک ہی کی طرح کی تجلی کا اظہار نہیں فرماتا بلکہ کبھی صفت جمال، کبھی شرف کمال، کبھی رفعت و بلندی، کبھی وسعت رحمت، کبھی کمال و شفقت، کبھی عفوو کرم، کبھی صفت جودواحسان، کبھی جمال عدل، کبھی صفت فضل،

کبھی صفت عزت، کبھی صفت غیرت، صفت کبریاء، کبھی عدم مشابہت، کبھی صفت شکر، حمد وثنا، کبھی علم لطیف، کبھی حلم عظیم اور اس طرح دیگر لامحدود معانی اسماء کے اعتبار سے تجلی فرماتا ہے۔ وہ اس کے تمام معانی اسماء حسنٰی میں کمال و محبت اور بے مثال ذوق پاتے ہیں۔ اس کا ہر معنٰی غیر محدود ہے تمام معانی کثیر بھی ہیں اور لامحدود بھی اور اس کی تجلی کا کبھی انقطاع نہیں ہوتا۔

فصل: بندہ کی غلطیاں معاف کرنا

جب بندے سے اس کے مولٰی کا یہ تعلق ہو جاتا ہے تو مولٰی اس کی ہر چیز کو پسند فرماتا ہے۔ اس کی سیئات کو حسنات میں بدل دیتا ہے اور اسے مقامات ہلاکت سے محفوظ کرتا ہے۔ کیا تم اس دنیا میں نہیں دیکھتے کہ محب کبھی اچھا کام نہیں کرتا مگر محبوب اسے پسند کرتا ہے کیونکہ محبوب بھی تو محب ہوتا ہے

اس بارے میں کسی نے کہا:

ویقبح من سواك الفعل عندی　　فتفعله فیحسن منك ذاکا

(یہ فعل جو تو نے کیا اگر کوئی اور کرتا تو مجھے ناپسند تھا مگر تجھ سے پسند ہے)

اس بارے میں حضرت زید بن اسلم رضی اللہ عنہ سے مروی ہے:

ان اللّٰہ یحب العبد حتی یبلغ من حبه له ان یقول له اصنع ما شئت فقد غفرت لك

اللہ تعالٰی بندے سے محبت فرماتا ہے۔ حتٰی کہ اس کی محبت یہاں تک پہنچ جاتی ہے۔ کہ وہ اسے فرماتا ہے اب تو جو کچھ چاہے کر میں۔ تجھے معاف فرمادوں گا۔

حضرت حاطب بن بلتعہ رضی اللہ عنہ کے بارے میں حدیث صحیح میں ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا: مجھے اجازت ہو

وانی اقطع عنقه فانه قدنافق	تو اس کی گردن اُڑا دوں کیونکہ اس نے منافقین والا کام کیا ہے۔

تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کیا تمہیں علم نہیں اللہ تعالیٰ نے اہل بدر پر نظرِ کرم کرتے ہوئے فرمایا۔

اعلموا ما شئتم فقد غفرت لکم	تم جو چاہو کرو تمہیں معاف فرما دوں گا۔

(سنن ابوداؤد، کتاب الجہاد)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حقیقت ہی بیان کی ہے، محبین اور محبوبین کے بارے میں ایک باریک نکتہ کی طرف محققین نے یوں اشارہ کیا:

استحسان الکون علی العموم دلیل علی صحة المحبة واستحسانه علی الخصوص یؤدی الی حیرة وظلمات	کہ عموم پر کون کا استحسان صحت محبت پر دلیل ہے اور خصوص پر اس کا استحسان حیرت اور تاریکیوں کی طرف پہنچاتا ہے

اعتماد وتوکل کا ہونا

جب یہ بات واضح ہو گی تو اہل محبت شاکر اور راضی رہتے ہیں۔ ان کی ایک صفت یہ ہے کہ وہ تمام اُمور میں توکل، اعتماد تسلیم اور تفویض میں اپنے محبوب کی طرف دیکھتے ہیں، اللہ تعالیٰ کا ارشاد گرامی ہے:

فَاِذَا عَزَمْتَ فَتَوَكَّلْ عَلَى اللّٰهِ اِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ الْمُتَوَكِّلِيْنَ جب تم عزم کر لو تو اللہ تعالیٰ پر بھروسہ کرو بلاشبہ اللہ تعالیٰ توکل کرنے والوں کو محبوب بنا لیتا ہے۔ (سورۃ آل عمران ۔۱۵۹)

اور اس کا توکل اپنے محبوب کے وعدہ پر مطمئن ہونا ہوتا ہے۔ کیونکہ کوئی بھی اپنے محبوب سے فراق و جدائی نہیں چاہتا اور تفرقہ خود نمائی ہے اور اسباب پر کثرت کے ساتھ نظر رکھنا محبّ کے دل کو منتشر کرتا ہے۔ اسی لئے اللہ تعالیٰ نے اپنے حبیب محمد ﷺ سے فرمایا۔

وَتَوَكَّلْ عَلَى اللّٰهِ وَكَفٰى بِاللّٰهِ وَكِيْلًا اللہ پر بھروسہ کرو اور اللہ ہی کافی کارساز ہے۔ (سورۃ الاحزاب ۔۳)

یعنی اپنے تمام اُمور اللہ کے سپرد کر کے سکون پاؤ۔

پھر واضح کیا، مخلوق کا ایک ہی دل ہے اگر وہ دو یا زائد چیزوں کی طرف متوجہ ہو گا تو وہ محبوب سے جدا ہو جائے گا، ارشاد فرمایا:

مَا جَعَلَ اللّٰهُ لِرَجُلٍ مِّنْ قَلْبَيْنِ فِىْ جَوْفِهٖ اللہ تعالیٰ نے آدمی کے باطن میں دو دل نہیں بنائے۔ (سورۃ الاحزاب ۔۴)

عجیب واقعہ

اس بارے میں یہ عجیب حکایت منقول ہے کہ ایک آدمی کی خوبصورت عورت پر نظر پڑی تو وہ اسے بھا گئی، وہ بار بار اس کی طرف دیکھتا حتیٰ کہ دوسری طرف نظر نہ پھیرتا، اس لڑکی نے اسے کہا، اپنی نظر دوسری طرف پھیر، اس نے

کہا: میں تمام کا تمام تیرے ہی طرف متوجہ ہوں، اس خاتون نے کہا، اگر تیری پچھلی طرف مجھ سے بھی زیادہ خوبصورت لڑکی ہوتو تیرا کیاحال ہوگا؟ اس نے فی الفور پچھلی طرف نظر کر کے دیکھا تو کچھ دکھائی نہ دیا، خاتون نے کہا، سچ، خوب سچ اور جھوٹ' جھوٹ ہی ہوتا ہے۔ تو تو کہتا تھا کہ میری تمام توجہ کا مرکز تو ہی ہے جب اس نے اس خاتون کی طرف دیکھا تو وہ غائب ہو چکی تھی۔

محب' متوکل' معاملات کے سپرد کرنے والے، ماننے والے، تسلیم کرنے والے اور محبوب کی طرف سے عطا کردہ سکون سے مطمئن ہوتے ہیں۔

علم کامل اور معرفت محبوب

ان کے اوصاف میں سے علم کامل اور معرفت محبوب ہے حضور ﷺ کا ارشاد گرامی ہے:

ان اللہ علیم محب کل علم و علیم — اللہ تعالیٰ علم والا ہے وہ ہر علم اور علم والے ہی کو پسند فرماتا ہے۔

یہ فعیل کا وزن ہے جو کثرت کے لئے آتا ہے۔

جو مرکز محبت نہیں جانتا

امام الامۃ اور علیم الملۃ حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ نے فرمایا:

من لا یعرف ما یحب فانما یمازج نفسه — جو مرکز محبت کو نہیں جانتا وہ اپنے آپ سے مذاق کرتا ہے۔

اور جہالت قدوس جل جلالہ کے اوصاف سے کہیں بعید ہے۔

اہل محبت، صاحب عرفان ہوتے ہیں اور معرفت، کلام حبیب کی آیات میں تدبر اور مصنوعاتِ حکیم میں نظر وفکر سے حاصل ہوتی ہے ان کے دل افکار سے مالامال اور ان کی عقلیں نظر واعتبار سے استغفار بن جاتی ہیں۔

ان میں سے کسی نے کہا:

مررت علی الدیار دیار لیلی   اقبل ذا الجدار وذا الجدارا

فما حب الدیار اثار قلبی   ولکن حب من سکن الدیارا

(میں لیلیٰ کے علاقہ سے گزرا تو میں نے اس کی دیوار کو بوسہ دیا، اس علاقہ کی محبت دل میں نہ تھی ہاں وہاں سکون پذیر لوگوں سے محبت تھی)

صفت احسان کا ہونا

تو اہل محبت، عبرت حاصل کرنے والے، تدبر کرنے والے، ناظر، متفکر، عالم اور عارف ہوتے ہیں ان کے اوصاف میں سے احسان بھی ہے۔ اللہ تعالیٰ کا مبارک فرمان ہے:

وَاللّٰهُ يُحِبُّ الْمُحْسِنِيْنَ   اللہ تعالیٰ احسان کرنے والوں سے پیار کرتا ہے۔

(سورۃ المائدہ۔۹۳)

احسان یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کی عبادت اس حال میں کی جائے کہ بندہ اسے دیکھ رہا ہے اور اگر وہ اسے نہیں دیکھ رہا تو اللہ اسے دیکھ رہا ہے دوسرے مقام پر فرمایا:

وَاِنَّ اللّٰهَ لَمَعَ الْمُحْسِنِيْنَ   اللہ تعالیٰ یقیناً احسان کرنے والوں کے ساتھ ہے۔

(سورۃ العنکبوت۔۶۹)

معیت قرب کا ذریعہ ہے، اور رؤیت حضوری کا، اور مطالعہ، مشاھدہ مکاشفہ، مراقبہ اور صاحب حیا ومجاست اور دیگر اوصاف کا ذریعہ ہے تو محبت والے ہی مراقبہ کرنے والے، حیا، مشاہدہ، حضور، مکاشفہ، مطالعہ اور مجالست والے ہیں جیسے فرمایا:

فِیْ مَقْعَدِ صِدْقٍ عِنْدَ مَلِیْكٍ مُّقْتَدِرٍ (سورۃ القمر: ۵۵) سچ کی مجلس میں عظیم قدرت والے بادشاہ کے حضور۔

رہتے ہیں اور مجلس میں مخاطب ہمکلام اور اہل انس ہی مانوسیت پاتے ہیں۔

فصل: ملاقات محبوب کی آرزو

ان کے اوصاف میں سے اہم وصف یہ ہوتا ہے کہ وہ حبیب ودود جل جلالہ کی ملاقات کی آرزو رکھتے ہیں رسالت مآب ﷺ نے فرمایا:

من احب لقاء اللّٰہ احب اللّٰہ لقاءہ (مسلم، باب الدعاء) جو اللہ تعالیٰ سے ملاقات چاہتا ہے اللہ تعالیٰ بھی اس سے ملاقات پسند کرتا ہے

تو وہ دنیا اور اہل دنیا سے وحشت محسوس کرتے ہوئے خلوت کی طرف متوجہ رہتے ہیں دنیا میں روٹھے ہوئے مسافروں کی طرح زندگی بسر کرتے ہیں غمزدہ ہو کر اپنے اصل وطن کی طرف راغب رہتے ہیں۔ حضور ﷺ کا فرمان ہے:

لا راحۃ لمومن من دون لقاء ربہ اپنے رب سے ملاقات کے بغیر مومن چین پا ہی نہیں سکتا۔

نماز میں ملاقات

اگر اس دنیا میں انہیں نمازوں اور خلوتوں کی وجہ سے اس مبارک ملاقات سے ٹھنڈک حاصل نہ ہوتو ان کی ارواح ان کے اجسام سے جدا ہو جائیں، اور شوق وغم سے ان کے سینے پھٹ جائیں، اللہ تعالیٰ کا ارشاد گرامی ہے:

اَلَمْ يَرَوْا اِلَى الطَّيْرِ مُسَخَّرٰتٍ فِيْ جَوِّ السَّمَآءِ مَا يُمْسِكُهُنَّ اِلَّا اللّٰهُ (سورۃ النحل: ۷۹)

کیا انہوں نے پرندے نہ دیکھے حکم کے باندھے آسمان کی فضا میں انہیں کوئی نہیں روکتا سوا اللہ کے۔

حدیث میں ہے:

انما نسمة المومن طير تعلق من ثمار الجنة (مسند احمد-۴۵۵)

مومن کی روح پرندہ کی طرح جنت کے پھلوں سے معلق رہتی ہے۔

دنیا میں اس مبارک ملاقات کا تذکرہ حضور ﷺ نے یوں فرمایا:

ارحنا بها یا بلال (المعجم الکبیر ۵-۳۴۰)

اے بلال نماز کے ساتھ ہمیں آرام پہنچاؤ۔

دوسرے مقام پر یہ فرمایا:

وجعلت قرۃ عینی فی الصلاۃ (فتح الباری ۱۱-۳۴۵)

نماز میں میری آنکھوں کی ٹھنڈک بنائی گئی ہے۔

اتباع نبوی ﷺ اور مقام محبوبیت

ان کے اوصاف میں سے احوال، اعمال اور ظاہر وباطن میں حبیب خدا حضرت محمد ﷺ کی اتباع ہے اور آپ ﷺ ہر شے پر اپنے اللہ کو ترجیح دینے

والے اور ہر زندہ کو اپنے مولیٰ کے سامنے حقیر تصور کرنے والے ہیں۔ آپ اس دنیا فانی پر باقی رہنے والی آخرت کو ترجیح دینے والے ہیں۔

اللہ تعالیٰ کا ارشاد گرامی ہے:

قُلْ اِنْ كُنْتُمْ تُحِبُّوْنَ اللّٰهَ فَاتَّبِعُوْنِىْ يُحْبِبْكُمُ اللّٰهُ (سورۃ آل عمران ۔ ۳۱)

اے نبی! بتا دیجئے' اگر تم اللہ سے محبت چاہتے ہو تو میری پیروی کرو اللہ تمہیں محبوب بنا لے گا۔

اس آیت مبارک میں پہلے ان الفاظ سے محبت ثابت کی "اِنْ كُنْتُمْ تُحِبُّوْنَ اللّٰهَ" پھر دوسرے الفاظ میں "يُحْبِبْكُمُ اللّٰهُ" کے ذریعے بتایا کہ حبیب کی اتباع کی وجہ سے انہیں بطور ثواب پہلی محبت سے کہیں زیادہ محبت نصیب ہو جائے گی۔ محبت پر محبت کا اضافہ اسے شدید بنا دیتا ہے۔ اور جب محبت شدید ہو جائے تو محب پر اس کے آثار ظاہر اور اس کے نشانات محبوب پر ثابت ہو جاتے ہیں، یہی وجہ ہے کہ "يُحْبِبْكُمُ اللّٰهُ" میں "با" کو مدغم نہیں کیا بلکہ اسے ساکن رکھا کیونکہ حب سکون واطمینان کا نام ہے یہی وجہ ہے کہ حضور ﷺ کی اتباع اور محبت کرنے والے آئمہ اعلام اہل طمانیت وسکون ہوتے ہیں اور یہی لوگ اللہ تعالیٰ اور رسول اللہ ﷺ سے سب سے زیادہ محبت کرنے والے ہوتے ہیں۔

حضرت جنید کو ترک حرکت پر یوں اعتبار کیا گیا، تو فرمایا:

وَتَرَى الْجِبَالَ تَحْسَبُهَا جَامِدَةً وَّهِىَ تَمُرُّ مَرَّ السَّحَابِ (سورۃ النمل: ۸۸)

اور تو دیکھے گا پہاڑوں کو خیال کرے گا کہ وہ جمے ہوئے ہیں اور وہ چلتے ہونگے بادل کی چال۔

اسی طرح اہل معرفت فرماتے ہیں:

لکل حرف وحرکة وسکون من حروف القرآن علوم واسرار وفهوم لاتنقضی ابداً	حروف قرآن کے ہر حرف، حرکت اور سکون کے تحت ایسے علوم واسرار اور مفاہیم ہیں جو کبھی ختم نہیں ہو سکتے۔

ایسے مقام والوں کے اجسام پر ان کی محبت کے احوال واعمال کی قوت کا اظہار ہوتا ہے حتی کہ ان کے اہل محبت ہونے میں کسی قسم کے شک کی گنجائش نہیں رہ جاتی۔ ارشاد باری تعالیٰ کے الفاظ "یُحِبُّهُمُ اللّٰه" بتا رہے ہیں اللہ تعالیٰ ان سے محبت فرماتا ہے ان کو اللہ تعالیٰ کی محبت اس کی طرف کھینچ لیتی ہے اور انہیں اس کے ساتھ نہایت ہی پختہ وابستگی عطا کر دیتی ہے اور یہ ثابت و وقوف ترک حرکت ہے۔ اور یہ جزم ہے جو حرکت کا قطع اور سکون ہے، درجہ تمکن سے بڑھ کر احوال خلق میں کوئی بلند درجہ نہیں۔

وانما ورثوا ذلك باتباعهم الممکن المکین فی حب رب العالمین محمد سید المرسلین فانه کان احب الخلق فی الله و کان اثبت فیٔ حبه و ارزن من الجبال الرواسی	یہ درجہ انہیں اس ذات کی اتباع کی وجہ سے ملا جو رب العالمین کی محبت میں مستغرق وفنا ہیں وہ محمد سید المرسلین ہیں کیونکہ آپ ﷺ اللہ سے زیادہ محبت کرنے والے ہیں اور اس کی محبت میں پہاڑوں سے بھی بڑھ کر ثابت قدم ہیں

آپ پر اور آپ کی اتباع کرنے والوں پر تاقیامت اللہ تعالیٰ کی رحمتوں کا نزول ہو۔

فصل: پہلے خالق محبت کرتا ہے

سوال: اگر کوئی کہے "یُحِبُّهُمُ اللّٰه" کے الفاظ، اللہ کے ساتھ مخصوص ہیں اور یہ اللہ کی ان سے محبت ہے اور اللہ تعالیٰ کی محبت، مخلوق کی محبت سے جدا ہے۔ حالانکہ تم مخلوق کی محبت میں گفتگو کر رہے ہو۔

جواب: ہم کہتے ہیں کہ بات آپ نے حق کہی اللہ تعالیٰ کی ان سے محبت کا مفہوم یہی ہے کہ وہ انہیں اللہ کی طرف کھینچ لیتی ہے جیسا کہ پہلے گزرا ہے۔ اس محبت سے وہ متاثر ہو کر زیادہ محبت کرنے لگ جاتے ہیں کیونکہ یہ تمام صفات باری تعالیٰ کے مظاہر ہیں۔ بندہ اپنے خالق سے اس وقت تک محبت کر ہی نہیں سکتا جب تک خالق اپنے بندے سے محبت نہ کرے، جب خالق محبت کرتا ہے تو ان کے باطن محبت سے لبریز ہو جاتے ہیں جیسا کہ اس کے بندوں کی مشیت اللہ ہی کی مشیت ہوتی ہے۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

وَمَا تَشَآءُوْنَ اِلَّآ اَنْ يَّشَآءَ اللّٰهُ (سورۃ الانسان، ۳۰) اور وہ نہیں چاہتے مگر یہ کہ اللہ تعالیٰ چاہے۔

فصل

الفاظ "یُحِبُّهُمُ اللّٰه" بتارہے ہیں کہ وہ بلاشبہ اللہ تعالیٰ کے محبوب بن جاتے ہیں اور تمام اشیاء فانی سے منقطع ہو کر اس کی طرف اور اس کی محبت میں

مستغرق ہو جاتے ہیں، اللہ تعالیٰ انہیں تاریکیوں سے نور کی طرف نکال لیتا ہے اور وہ بندے اس کی خصوصی پناہ اور حفاظت میں آجاتے ہیں، اب وہ اغیار کے قبضہ سے نکل کر فقط اپنے مولیٰ کی محبت میں گرفتار ہوتے ہیں اللہ تعالیٰ انہیں خوب عزت سے نوازتا ہے۔ جب وہ کامل طور پر اللہ تعالیٰ کے ہاں اس مقام پر فائز ہو چکے تو انہوں نے محکم گرہ حاصل کر لی جس کے بعد زوال و خروج کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا کیونکہ "عروۃ الوثقی" میں انفصال وانقطاع نہیں۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

فَمَنْ يَّكْفُرْ بِالطَّاغُوْتِ وَيُؤْمِنْ بِاللّٰهِ فَقَدِ اسْتَمْسَكَ بِالْعُرْوَةِ الْوُثْقٰى لَا انْفِصَامَ لَهَا (سورۃ البقرہ:۲۵۶)

تو جو شیطان کو نہ مانے اور اللہ پر ایمان لائے اس نے بڑی محکم گرہ تھامی جسے کبھی کھلنا نہیں۔

آگے فرمایا:

اَللّٰهُ وَلِيُّ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا يُخْرِجُهُمْ مِّنَ الظُّلُمٰتِ اِلَى النُّوْرِ (سورۃ البقرہ:۲۵۷)

اللہ ولی ہے مسلمانوں کا انہیں اندھیروں سے نور کی طرف نکالتا ہے۔

خصوصاً انہیں تاریکیوں سے کلی اخراج اور ولایت خاصہ حاصل ہو جاتی ہے اس مقام پر ان کا حال مچھلی اور پانی جیسا ہے۔ حتی کہ اس سے نکلنا ان کی موت اور ہلاکت ہے۔ یادرہے محبوب محبوبوں سے کب جدا ہوتے ہیں بلکہ وہ تو دیگر مقامات اور اغیار کی طرف متوجہ بھی نہیں ہوتے جیسے پانی سے نکالی گئی مچھلی کا معاملہ ہوتا ہے۔

فصل : کامل بندوں کی صفت عدل

سوال : پھر حضرات انبیاء علیہم السلام اور اکابر اولیاء خلق کے ساتھ کیسے رہتے ہیں ؟ پھر ان کے کھانے پینے اور نکاح کا کیا معنیٰ ؟

جواب : اللہ تعالیٰ کا ارشاد گرامی ہے:

وَاَقْسِطُوْا اِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ الْمُقْسِطِيْنَ (سورۃ الحجرات:۹)
اور عدل کرو بے شک عدل والے اللہ کو پیارے ہیں۔

ان کامل بندوں کے اوصاف میں قسط (عدل) بھی ہے اور عدل کا معنیٰ

وضع الاشیاء مواضعھا التی امر اللہ بھا و اعطاء الحق لکل ذی حق
اشیاء کو ان کے مقامات پر رکھنا جس کا اللہ تعالیٰ نے حکم فرمایا اور اس کے مطابق ہر صاحب حق کو حق دینا ہے۔

تو ان بندوں نے مخلوق اور اشیاء کے ساتھ زندگی گزاری اور انہیں استعمال میں لائے کیونکہ اللہ تعالیٰ کی ذات اس سے بالاتر ہے تو ان کا مخلوق میں رہنا ضروری تھا تاکہ ہر صاحب حق کو اس کا حق ملے اور انہیں ظلمات و تاریکیوں سے نکال کر نور حق تک پہنچایا جا سکے۔

فصل: ان کی نیند بھی عروج کا سبب

سوال : یہ اعلیٰ سے اسفل کی طرف نزول و رجوع ہوا جو کہ نقص و انحطاط ہے؟

جواب : یہ کمال میں اضافہ ہے تم نے اللہ تعالیٰ کا فرمان پڑھ لیا:

وَاَقْسِطُوْا اِنَّ اللّٰہَ یُحِبُّ الْمُقْسِطِیْنَ (سورۃ الحجرات:۹)

اور عدل کرو بے شک عدل والے اللہ کو پیارے ہیں۔

حالت عدل میں ان کے لئے اللہ تعالیٰ کی طرف سے محبت نصیب ہو گی پھر انہیں اپنے رب سے خوب محبت ہو گی جو کبھی ان سے جدا نہ ہو گی تو وہ جب بھی مخلوق کو ظلمت سے نور حق کی طرف اور حق کو صاحب حق کی طرف پہنچانے کی کوشش کریں گے تو اللہ تعالیٰ کی ان سے محبت میں بہت زیادہ اضافہ ہوتا چلا جائے گا۔اب محبت کے علاوہ انہیں مشاہدہ بھی حاصل ہو جائے گا اب وہ اس مضبوط رشتہ سے وابستہ ہو گئے ہیں جس میں انقطاع نہیں انہوں نے اس کا ذات کو محبوب بنا لیا ہے جس پر کبھی زوال نہیں آسکتا یہی وجہ ہے اس میں جدائی وانقطاع نہیں، بعض اوقات ان لوگوں کی غفلت اور نیند ان کے مستقبل کے لئے بلندی کا سبب بن جاتی ہے۔

فصل: حالت محبت میں خوف کا مقام

ممکن وکمین ﷺ (محبت میں سب سے زیادہ ثابت قدم) کی شان میں اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

ثُمَّ دَنَا فَتَدَلّٰی فَکَانَ قَابَ قَوْسَیْنِ اَوْ اَدْنٰی (سورۃ النجم:۹،۸)

پھر وہ جلوہ نزدیک ہوا پھر خوب اُتر آیا تو اس جلوے اور اس محبوب میں دو ہاتھ کا فاصلہ رہا بلکہ اس سے بھی کم۔

دنو وقرب میں آپ حق کے ساتھ متمسک ہو گئے اور وہاں سے واپسی پر عطاء حقوق اور مشاہدہ خلق پر ہمیشہ کے لئے فائز ہو گئے اور واپسی پر اگرچہ نیچے آئے مگر بلندی کے ساتھ متمسک رہے۔

کسی محب نے خوب فرمایا:

تراك ترثی للذی قلبه معلق فی مخلبی طائر

(دیکھے گا ڈرتے ہوئے اس شخص کو جس کا دل پرندہ کے پنجوں میں معلق ہو)

خصوصاً ہم نے جن محبین کا تذکرہ کیا ہے ان پر یہ خوف طاری رہتا ہے کہ کہیں وہ اپنے محبوب سے جدا نہ کر دیئے جائیں، وہ اس کی بارگاہ میں غیر حاضر نہ رہیں یا کسی اور کی طرف مائل نہ ہو جائیں۔

فهم مع الخلق الماشی حافیاً بین الشوك

وہ مخلوق کے ساتھ اس شخص کی طرح ہوتے ہیں جو ننگے پاؤں کانٹوں میں پیدل چل رہا ہو۔

اہل محبت سے بڑھ کر کسی پر خوف زیادہ نہیں ہوتا ہاں حالت محبت میں خوف ہر میٹھی شی سے بھی زیادہ میٹھا ہوتا ہے۔ وہ اس بات سے ڈرتے ہیں کہیں ان کا محبوب رُوٹھ نہ جائے، کہیں وہ ان سے جدا نہ ہو جائے اگر ان سے خوف ختم ہو جائے تو وہ ہلاک ہو جائیں یہی خوف تو انہیں تمام اشیاء سے دور رکھتا ہے حالانکہ وہ ان کے اندر رہتے ہیں کیونکہ ڈر میں طبعاً خوف کا پہلو ہے خصوصاً جب اہل کمال اور اہل مشاہدہ کی سنگت ہو، سب سے کامل خاتون حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے بارے میں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

ما نزل علی الوحی و انا فی لحاف امرأة منکن غیرھا — اے ازواج مجھ پر عائشہ کے علاوہ تم میں سے کسی کے لحاف میں وحی نازل نہیں کی گئی۔

یہ ان کے کمال و فضل کا بیان ہے۔

تو مذکورہ اہل کمال کے پاس ایک دوسرے کی مثل یہ ہوتا ہے۔ وہ تمام نہیں چاہتے کہ اپنے محبوب سے جدا ہوں یا آپس میں ناراض ہوں بلکہ ہر ایک دوسرے کو اس کا فیض دیتا ہے جو اس کے پاس ہوتا ہے تا کہ محبت میں اضافہ ہو جب وہ شے کی گئی یا دیکھی گئی وہ اللہ تعالیٰ کے لیے محبوب ہے یا اللہ کے حکم پر یا وہ شے جو دیکھی گئی وہ اللہ کی دشمن اور اللہ کے ہاں ناپسند تو اس کا ارتکاب اللہ تعالیٰ کی ملک سے تطہیر اور ازالہ سے کیا جیسے کفر اور وہ برائیاں جو تبدیل کی جائیں گی تو فرمایا:

قَاتِلُوْهُمْ يُعَذِّبْهُمُ اللّٰهُ بِاَيْدِيْكُمْ (التوبہ:۱۴) — تو ان سے لڑو اللہ انہیں عذاب دے گا تمہارے ہاتھوں۔

انصاف وعدل کا افضل ہونا

اسی طرح عدل و قسط والے جب ہر شی کو اس کا مقام دیتے ہیں تو اس کمال محبت میں کمی کی بجائے اضافہ ہوتا ہے، حدیث میں عادل حاکم کی فضیلت بیان ہوئی کہ وہ درجہ کے اعتبار سے لوگوں میں بلند اور دیگر لوگوں سے اللہ تعالیٰ کو زیادہ پسند ہوتا ہے، مخلوق انہی کے پیچھے چلتی اور انہی سے فائدہ اُٹھاتی ہے ہاں ان میں اکثر ظالم ہوتے ہیں: حدیث میں ہے:

کلکم راع و کلکم مسئول عن رعیته
تم میں سے ہر کوئی ذمہ دار ہے اور تم سے اس کی رعایا کے بارے میں پوچھ ہوگی۔ (الترمذی، ۵۔۱۷۰)

لیکن ظلم ہلاکت ہے، سابقہ گفتگو سے واضح ہو گیا کہ راعی اور حاکم کی رعایا جیسے جیسے بڑھتی جاتی ہے اور وہ ان میں انصاف و عدل سے کام لیتے ہوں تو وہ تمام لوگوں سے افضل، اللہ تعالیٰ کے قریب اور محبوب ہو جاتے ہیں۔ یہ خصوصی معرفت کا راز ہے یہاں سے معنیٰ قرب بھی واضح ہو گیا کہ یہ قرب اُلوہیت اور رتبہ اور قرب صفات ہے نہ کہ قرب ذاتی اور مکانی حضور ﷺ کے اس فرمان کا معنیٰ بھی سامنے آ گیا:

ان اللہ خلق آدم علی صورتہ
اللہ تعالیٰ نے آدم کو اپنی صورت پر پیدا فرمایا۔ (مسلم، کتاب البر)

کیونکہ اللہ تعالیٰ "جل جلالہ" تمام جہانوں سے مستغنی ہے۔ غنا کثرت مال کا نام نہیں غنا نفس کے غنا کا نام ہے۔ اپنی مملکت میں تدبیر اُسے مشغول کر پاتی اور نہ اسے تھکاتی ہے۔ بلکہ وہ اپنا اور مملکت کا مشاہدہ کرتا اور اس میں تصرف فرماتا ہے۔ اس کے ہاں ہر شے کا وجود و عدم برابر ہے۔ اس طرح اس نے اپنے خلفاء اور محبوبوں کو اپنی صفات میں سے کچھ فیض عطا کر رکھا ہے۔ انہیں غنا عطا فرمایا انہیں محبوب بنایا اور ہر شے سے بڑھ کر ان پر توجہ فرمائی کیونکہ وہ اسی محبت میں ہی تو بند ہوتے ہیں پھر انہیں کچھ اشیاء عطا فرمائیں جن کے نفاذ پر وہ اس کے حکم سے متوجہ ہوئے جیسا کہ وہ خود بھی اپنی ملکیت میں تصرف کرتا ہے۔ اور یہ تمام اس کا ہے اور اس کی طرف سے ہے یہ

وہ عظیم راز ہے جس کی طرف رسول اللہ ﷺ نے اپنے اس ارشاد گرامی میں توجہ دلائی:

ان للہ تسعة و تسعین اسماً مائة الا واحدا اللہ و تریحب الوتر من احصاھا دخل الجنة

(مسلم، کتاب الذکر)

اللہ تعالیٰ کے ننانویں اسماء گرامی ہیں، اللہ تعالیٰ وتر ہے اور طاق کو پسند فرماتا ہے۔ جس نے بھی یہ اسمائے مبارکہ پڑھے وہ جنت میں داخل ہوگا۔

تو انسانی طاقت کے مطابق اللہ تعالیٰ کے اوصاف سے اتصاف اور اتصال حاصل کرنا ضروری ہے۔ سب سے بلند رتبہ پر وہ شخص فائز ہوگا جو اسماء حسنیٰ اور صفات عالیہ سے متصف ہوگا؟ اس مسئلہ میں لوگوں کو اختلاف ہوا اور ان کا یہ اختلاف ہوا کہ غنا اور فقر میں کون افضل ہے؟ لیکن اس نے سراسر خطا کی جس نے ان اموال دنیوی کو فضیلت دی جو اللہ تعالیٰ سے دور لے جانے والے ہیں، بعض نے کچھ صحیح کہا اور کچھ غلط، انشاء اللہ ہم اس مسئلہ کے بارے میں حق کو واضح کریں گے تاکہ ہر منصف پر معاملہ آشکار ہو جائے۔

فصل: غنا وفقر کی تقسیم

غنا کی دو اقسام ہیں اسی طرح فقر کی بھی دو اقسام ہیں:

پہلی قسم: غنا کی قسم اول غنا نفس ہے۔

دوسری قسم :اس کے پاس کثرت کے ساتھ مال مفتوحہ اور مملوکہ ہو اور اس میں اسے خوب تصرف حاصل ہو، کامل درجہ پر غنا فقط اللہ حق کو حاصل ہے کہ وہ تمام عالمین سے مستغنی ہے اور اس قدر اس کے مملوکات ہیں جو شمار نہیں کیے جا سکتے اور ان کی کثرت کی آبد الاباد تک کوئی انتہا نہیں۔

لہذا وہ تمام کا رب العالمین اور تمام ملک وخلق کا مالک ہے۔ وصف نفسانی جو غنا نفس ہے وہ کائنات کے وجود سے پہلے، وجود کے بعد اور ان کے اعدام کے بعد ابد الآباد تک انہیں پیدا کرنے والا ہے حق رب العالمین کے غنا کو لازم ہے۔

دوسری قسم ملک غنی میں مملوکات کا پایا جانا ہے۔ تو اللہ غنی کے حق میں اس کا وجود و عدم برابر ہے۔ نہ ان سے اسے غنا ہے اور نہ اس کا وہ محتاج ہے اگر وہ اسے معدوم کر دے۔

بلکہ وہ دونوں ایسی اشیاء ہیں جنہیں ایک دوسری پر ترجیح نہیں جب مذکورہ بات سمجھ آگئی تو اس سے یہ ارشاد نبوی ﷺ بھی سمجھ آجائے گا۔

لیس الغنی عن کثرۃ العرض انما الغنی غنی النفس

غنا کثرت مال کا نام نہیں غنا تو غنا نفس کا نام ہے۔

کیونکہ ''لیس'' عربی زبان میں نفی کے لئے آتا ہے اور ''انما'' بھی حصر کے لئے ہے۔ جیسا کہ فرمایا:

اِنَّمَا اللّٰهُ اِلٰهٌ وَّاحِدٌ (سورہ النساء، ۱۷۱) فقط اللہ ہی معبود واحد ہے۔

وہ عظیم راز ہے جس کی طرف رسول اللہ ﷺ نے اپنے اس ارشاد گرامی میں توجہ دلائی:

ان لله تسعة و تسعين اسماً مائة الا واحدا الله وتر يحب الوتر من احصاها دخل الجنة

(مسلم، کتاب الذکر)

اللہ تعالیٰ کے ننانویں اسماء گرامی ہیں، اللہ تعالیٰ وتر ہے اور طاق کو پسند فرماتا ہے۔جس نے بھی یہ اسمائے مبارکہ پڑھے وہ جنت میں داخل ہوگا۔

تو انسانی طاقت کے مطابق اللہ تعالیٰ کے اوصاف سے اتصاف اور اتصال حاصل کرنا ضروری ہے۔سب سے بلند رتبہ پر وہ شخص فائز ہوگا جو اسماء حسنیٰ اور صفات عالیہ سے متصف ہوگا؟ اس مسئلہ میں لوگوں کو اختلاف ہوا اور ان کا یہ اختلاف ہوا کہ غنا اور فقر میں کون افضل ہے؟ لیکن اس نے سراسر خطا کی جس نے ان اموال دنیوی کو فضیلت دی جو اللہ تعالیٰ سے دور لے جانے والے ہیں، بعض نے کچھ صحیح کہا اور کچھ غلط، انشاء اللہ ہم اس مسئلہ کے بارے میں حق کو واضح کریں گے تاکہ ہر منصف پر معاملہ آشکار ہو جائے۔

فصل: غنا و فقر کی تقسیم

غنا کی دو اقسام ہیں اسی طرح فقر کی بھی دو اقسام ہیں:

پہلی قسم: غنا کی قسم اول غنا نفس ہے۔

دوسری قسم :اس کے پاس کثرت کے ساتھ مال مفتوحہ اور مملوکہ ہو اور اس میں اسے خوب تصرف حاصل ہو، کامل درجہ پر غنا فقط اللہ حق کو حاصل ہے کہ وہ تمام عالمین سے مستغنی ہے اور اس قدر اس کے مملوکات ہیں جو شمار نہیں کیے جا سکتے اور ان کی کثرت کی آبد الاباد تک کوئی انتہا نہیں۔

لہٰذا وہ تمام کا رب العالمین اور تمام ملک وخلق کا مالک ہے۔ وصف نفسانی جو غنا نفس ہے وہ کائنات کے وجود سے پہلے، وجود کے بعد اور ان کے اعدام کے بعد ابدالآباد تک انہیں پیدا کرنے والا ہے حق رب العالمین کے غنا کو لازم ہے۔

دوسری قسم ملک غنی میں مملوکات کا پایا جانا ہے۔ تو اللہ غنی کے حق میں اس کا وجود و عدم برابر ہے۔ نہ ان سے اسے غنا ہے اور نہ اس کا وہ محتاج ہے اگر وہ اسے معدوم کر دے۔

بلکہ وہ دونوں ایسی اشیاء ہیں جنہیں ایک دوسری پر ترجیح نہیں جب مذکورہ بات سمجھ آ گئی تو اس سے یہ ارشاد نبوی ﷺ بھی سمجھ آ جائے گا۔

لیس الغنی عن کثرۃ العرض انما الغنی غنی النفس	غنا کثرت مال کا نام نہیں غنا تو غنا نفس کا نام ہے۔

کیونکہ "لیس" عربی زبان میں نفی کے لئے آتا ہے اور "انما" بھی حصر کے لئے ہے۔ جیسا کہ فرمایا:

اِنَّمَا اللّٰهُ اِلٰهٌ وَّاحِدٌ (سورہ النساء، ۱۷۱) فقط اللہ ہی معبود واحد ہے۔

وہ عظیم راز ہے جس کی طرف رسول اللہ ﷺ نے اپنے اس ارشاد گرامی میں توجہ دلائی:

ان لله تسعة و تسعين اسماً مائة الا واحدا الله و تر يحب الوتر من احصاها دخل الجنة

(مسلم، کتاب الذکر)

اللہ تعالیٰ کے ننانویں اسماء گرامی ہیں، اللہ تعالیٰ وتر ہے اور طاق کو پسند فرماتا ہے۔ جس نے بھی یہ اسمائے مبارکہ پڑھے وہ جنت میں داخل ہوگا۔

تو انسانی طاقت کے مطابق اللہ تعالیٰ کے اوصاف سے اتصاف اور اتصال حاصل کرنا ضروری ہے۔ سب سے بلند رتبہ پر وہ شخص فائز ہوگا جو اسماء حسنیٰ اور صفات عالیہ سے متصف ہوگا؟ اس مسئلہ میں لوگوں کو اختلاف ہوا اور ان کا یہ اختلاف ہوا کہ غنا اور فقر میں کون افضل ہے؟ لیکن اس نے سراسر خطا کی جس نے ان اموال دنیوی کو فضیلت دی جو اللہ تعالیٰ سے دور لے جانے والے ہیں، بعض نے کچھ صحیح کہا اور کچھ غلط، انشاء اللہ ہم اس مسئلہ کے بارے میں حق کو واضح کریں گے تاکہ ہر منصف پر معاملہ آشکار ہو جائے۔

فصل: غنا و فقر کی تقسیم

غنا کی دو اقسام ہیں اسی طرح فقر کی بھی دو اقسام ہیں:

پہلی قسم: غنا کی قسم اول غنا نفس ہے۔

دوسری قسم :اس کے پاس کثرت کے ساتھ مال مفتوحہ اور مملوکہ ہو اور اس میں اسے خوب تصرف حاصل ہو، کامل درجہ پر غنا فقط الٰہ حق کو حاصل ہے کہ وہ تمام عالمین سے مستغنی ہے اور اس قدر اس کے مملوکات ہیں جو شمار نہیں کیۓ جا سکتے اور ان کی کثرت کی آبد الاباد تک کوئی انتہا نہیں۔

لہٰذا وہ تمام کا رب العالمین اور تمام ملک و خلق کا مالک ہے۔وصف نفسانی جو غنا نفس ہے وہ کائنات کے وجود سے پہلے ،وجود کے بعد اور ان کے اعدام کے بعد ابدالآباد تک انہیں پیدا کرنے والا ہے حق رب العالمین کے غنا کو لازم ہے۔

دوسری قسم ملک غنی میں مملوکات کا پایا جانا ہے۔ اللہ غنی کے حق میں اس کا وجود و عدم برابر ہے۔نہ ان سے اسے غنا ہے اور نہ اس کا وہ محتاج ہے اگر وہ اسے معدوم کر دے۔

بلکہ وہ دونوں ایسی اشیاء ہیں جنہیں ایک دوسری پر ترجیح نہیں جب مذکورہ بات سمجھ آگئی تو اس سے یہ ارشاد نبوی ﷺ بھی سمجھ آجاۓ گا۔

لیس الغنی عن کثرۃ العرض انما الغنی غنی النفس — غنا کثرت مال کا نام نہیں غنا تو غنا نفس کا نام ہے۔

کیونکہ "لیس" عربی زبان میں نفی کے لئے آتا ہے اور "انما" بھی حصر کے لئے ہے۔جیسا کہ فرمایا:

اِنَّمَا اللّٰهُ اِلٰهٌ وَّاحِدٌ (سورہ النساء،۱۷۱) فقط اللہ ہی معبود واحد ہے۔

یعنی اُلوہیت و وحدانیت، اللہ ہی کے لئے ثابت ہے نہ کہ کسی غیر کے لئے۔

تو غنا حقیقت میں غنا نفس ہی ہے اور اسباب غنا و فقر، باری تعالیٰ کے حق میں دونوں برابر ہیں کیونکہ فقر عدم اسباب ہے تو ان کا وجود و عدم اللہ تعالیٰ کے حق میں برابر ہے ایک عارف نے اس طرف اشارہ کیا لیکن دوسرا نہ سمجھا تو اس نے مجھے کہا، غنا فقر سے افضل ہے کیونکہ یہ اللہ تعالیٰ کی صفت ہے اور اس سے دوسرے نے کہا پھر تو اللہ اسباب کے ساتھ غنی ہے تو مقابل بالکل خاموش ہو کر رہ گیا۔

فصل

اسی شبہ کی بنا پر عالم کو قدیم کہنے والوں کو کافر قرار دیا گیا کیونکہ وہ کہتے ہیں تمام اشیاء جو معلومات باری تعالیٰ ہیں ان کا تعلق اس کے ساتھ ایسا ہے جیسے علت کا معلول اور سایہ کا ذات کے ساتھ ہوتا ہے تو اگر وہ علت، معلول سے جدا ہو جائے تو اس کی صفات میں نقص لازم آئے گا تو اب وہ ان اشیاء کے بغیر کامل نہ ہوگا اور فقر کو جب انہوں نے اللہ کی صفت بنا دیا تو گویا اللہ تعالیٰ کا غنا اسباب کی وجہ سے ہوگا تو وہ ان سے مستغنی نہ ہوا۔

حضور ﷺ نے انہیں غلط قرار دیتے ہوئے فرمایا:

کان اللہ ولا شئی معہ (البخاری) اللہ تعالیٰ موجود تھا اور اس کے ساتھ کوئی شئی نہ تھی۔

تو آپ ﷺ نے تمام اشیاء سے غنی حمید "جل جلالہ" کا مستغنی ہونا بیان فرما دیا۔

دوسری روایت میں ہے:

كان الله ولم يكن شيء غيره — اللہ تعالیٰ تھا اور اس کے علاوہ کوئی شی نہ تھی۔ (السنن الکبری، ۹۔۳)

تو آپ نے وجود اغیار سے نفی غنا عزیز جبار کی، ان کے وجود سے پہلے کی اور جب اس نے غنا عرضی کو عدم سے وجود دیا اور مملوکات کو جمیع موجودات کی صورت میں وسعت دی اوران پر عبادت لازم فرمائی تو واضح کر دیا کہ اس کی ذات ان سے اوران کی عبادت سے مستغنی ہے۔ فرمایا:

وَمَنْ جَاهَدَ فَإِنَّمَا يُجَاهِدُ لِنَفْسِهِ إِنَّ اللّٰهَ لَغَنِيٌّ عَنِ الْعٰلَمِيْنَ (سورۃ العنکبوت:٦) — اور جو اللہ کی راہ میں کوشش کرے تو اپنے ہی بھلے کو کوشش کرتا ہے بے شک اللہ بے پرواہ ہے سارے جہان سے۔

دوسرے مقام پر فرمایا:

وَ كَانَ اللّٰهُ غَنِيًّا حَمِيْدًا — اللہ تعالی غنی وحمید ہے۔

(سورۃ النساء ۱۳۱)

یعنی وہ اپنے اموال میں اسی طرح ہے جیسے نبی ﷺ نے فرمایا:

كان الله ولم يكن شيء غيره — کہ اللہ تھا اور اس کے علاوہ کوئی شے نہ تھی

پھر فرمایا:

وَ كَانَ اللّٰهُ غَنِيًّا حَمِيْدًا — اللہ تعالی غنی وحمید ہے۔

(سورۃ النساء ۱۳۱)

یہ ارشاد ایجاد اشیاء سے پہلے اس کے قدیم ہونے پر شاھد ہے اور پہلی آیت میں غنا نفس کا اپنے لیے اثبات کیا، تو فرمایا:

وَمَنْ جَاهَدَ فَإِنَّمَا يُجَاهِدُ لِنَفْسِهِ إِنَّ اللّٰهَ لَغَنِيٌّ عَنِ الْعٰلَمِينَ (سورۃ العنکبوت:٦)

اور جو اللہ کی راہ میں کوشش کرے تو اپنے ہی بھلے کو کوشش کرتا ہے بے شک اللہ بے پرواہ ہے سارے جہان سے۔

یہ وقت کی طرف اشارہ ہے تو اپنی ذات کی طرف سے غنی ہونا ثابت ہے تو اب اس کے ہاں وجود و عدم یکساں ٹھہرے۔ اب وہ کامل طور پر غنی ہوگا۔

اب مخلوق میں سے جس میں یہ وصف ہوگا اور اس کے ہاں شی کا عدم و وجود برابر ٹھہرے گا حقیقتاً اس کا فقر و غنا کامل ہوگا۔

فصل: آخرت کے غنی

سوال: کیا ایسا ہو سکتا ہے؟

جواب: ہاں یہ وصف باعتبار کمال ہوگا مگر ان لوگوں میں جو نہایت ہی منتخب اور کامل ہونگے، اب مفہوم یہ ہوگا کہ آخرت کا غنی اس کے فقیر سے افضل ہوگا اور آخرت والے جنت کے بادشاہ ہونگے۔ اہل جنت، آخر میں داخل ہونے والے فقیر اور پہلے داخل ہونے والے غنی ہونگے اور ابدالوں کے بارے میں آیا ہے وہ جنت کے بادشاہ ہونگے۔

فصل: دیدار پانے والے غنی

اہل جنت میں سے سب سے غنی وہ ہونگے جو ملکیت کے لحاظ سے زیادہ اور طاقت وتصرف کے لحاظ سے بڑے ہونگے اور ان سے بڑھ کر غنی وہ ہونگے جو زیارت الٰہی کے علاوہ کسی کو نہ چاہیں گے ،ان کا سب سے بڑا شوق و ذوق اور لالچ اس ذات اقدس کا مشاہدہ ہوگا جس کی کوئی مثل نہیں اور وہ حورو قصور کے معاملات اور منافع سے بالاتر ہونگے تو اللہ تعالیٰ انہیں اپنی ذات اقدس کا وہ مشاہدہ عطا فرماتے ہیں جس کی مثل متصور نہیں ہوسکتا اور نہ ہی اسے کسی شی پر قیاس کیا جاسکتا ہے۔

فصل

جب اللہ تعالیٰ نے قضا حقوق وحاجات کے لیے انہیں دوسروں پر مقرر کیا اورانہیں عطاکردہ چیزیں دکھائیں ، ممالک اور شہروں سے غنی کیا تو انہوں نے محسوس کیا کہ اسی میں اس کی رضا ہے تو انہوں نے اس کی رضا کی پیروی کی گویا انہیں زیادہ مشاہدہ حاصل ہوگیا تو اب جس طرح ان پر ان کے مالک نے انعامات کیے وہ مخلوق پر کرتے ہیں وہ اس حال میں اشیاء کے ساتھ رہے کہ وہ اللہ تعالیٰ کے ساتھ اور اللہ تعالیٰ ان کے ساتھ تھا، وہ موحد تھے اور جانتے تھے کہ ہرشی کا نفاذ، اللہ تعالیٰ ہی فرماتا ہے اوروہ کسی بھی معاملہ میں اس سے مخفی نہیں تو وہ دنیاوی اشیاء میں رہتے ہوئے ان سے جدا رہے ،رسالت مآب ﷺ نے

یہ ارشاد ایجاد اشیاء سے پہلے اس کے قدیم ہونے پر شاہد ہے اور پہلی آیت میں غنا نفس کا اپنے لیے اثبات کیا، تو فرمایا:

وَمَنْ جَاهَدَ فَإِنَّمَا يُجَاهِدُ لِنَفْسِهِ إِنَّ اللّٰهَ لَغَنِيٌّ عَنِ الْعٰلَمِيْنَ

(سورۃ العنکبوت:٦)

اور جو اللہ کی راہ میں کوشش کرے تو اپنے ہی بھلے کو کوشش کرتا ہے بے شک اللہ بے پرواہ ہے سارے جہان سے۔

یہ وقت کی طرف اشارہ ہے تو اپنی ذات کی طرف سے غنی ہونا ثابت ہے تو اب اس کے ہاں وجود وعدم یکساں ٹھہرے۔ اب وہ کامل طور پر غنی ہوگا۔

اب مخلوق میں سے جس میں یہ وصف ہوگا اور اس کے ہاں شی کا عدم و وجود برابر ٹھہرے گا حقیقتاً اس کا فقر وغنا کامل ہوگا۔

فصل: آخرت کے غنی

سوال: کیا ایسا ہو سکتا ہے؟

جواب: ہاں یہ وصف باعتبار کمال ہوگا مگر ان لوگوں میں جو نہایت ہی منتخب اور کامل ہونگے، اب مفہوم یہ ہوگا کہ آخرت کا غنی اس کے فقیر سے افضل ہوگا اور آخرت والے جنت کے بادشاہ ہونگے۔ اہل جنت، آخر میں داخل ہونے والے فقیر اور پہلے داخل ہونے والے غنی ہونگے اور ابدالوں کے بارے میں آیا ہے وہ جنت کے بادشاہ ہونگے۔

فصل: دیدار پانے والے غنی

اہل جنت میں سے سب سے غنی وہ ہونگے جو ملکیت کے لحاظ سے زیادہ اور طاقت و تصرف کے لحاظ سے بڑے ہونگے اور ان سے بڑھ کر غنی وہ ہونگے جو زیارت الٰہی کے علاوہ کسی کو نہ چاہیں گے، ان کا سب سے بڑا شوق و ذوق اور لالچ اس ذات اقدس کا مشاہدہ ہوگا جس کی کوئی مثل نہیں اور وہ حور و قصور کے معاملات اور منافع سے بالاتر ہونگے تو اللہ تعالیٰ انہیں اپنی ذات اقدس کا وہ مشاہدہ عطا فرماتے ہیں جس کی مثل متصور نہیں ہوسکتا اور نہ ہی اسے کسی شی پر قیاس کیا جاسکتا ہے۔

فصل

جب اللہ تعالیٰ نے قضا حقوق و حاجات کے لیے انہیں دوسروں پر مقرر کیا اور انہیں عطا کردہ چیزیں دکھائیں، ممالک اور شہروں سے غنی کیا تو انہوں نے محسوس کیا کہ اسی میں اس کی رضا ہے تو انہوں نے اس کی رضا کی پیروی کی گویا انہیں زیادہ مشاہدہ حاصل ہوگیا تو اب جس طرح ان پر ان کے مالک نے انعامات کیے وہ مخلوق پر کرتے ہیں وہ اس حال میں اشیاء کے ساتھ رہے کہ وہ اللہ تعالیٰ کے ساتھ اور اللہ تعالیٰ ان کے ساتھ تھا، وہ موحد تھے اور جانتے تھے کہ ہر شی کا نفاذ، اللہ تعالیٰ ہی فرماتا ہے اور وہ کسی بھی معاملہ میں اس سے مخفی نہیں تو وہ دنیاوی اشیاء میں رہتے ہوئے ان سے جدا رہے، رسالت مآب ﷺ نے

حضرت علی رضی اللہ عنہ سے فرمایا: اے علی! اللہ تعالیٰ نے تمہیں غلام ازواج اور اہل عطا فرمائے ہیں یہ تمہیں تمہارے رب سے غافل نہ کردیں ۔ جیسے اسی مفہوم میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

رأیت ربی فی احسن صورۃ — میں نے اپنے رب کو بہت ہی خوبصورتی میں دیکھا۔

یعنی حسن صورت نے مجھے مصور سے مشغول نہ کیا تو جنت میں غنا کامل یہ ہے کہ جب دیکھنے کی تمنا ہو تو زیارت ہو جائے اور کوئی شی رکاوٹ نہ بنے کیونکہ ان کی آنکھیں دنیا کی ہر شی میں نافذ اور بیدار تھیں ۔

سب سے غنی

آخرت میں بھی سب سے بڑے غنی حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہی ہونگے پھر انبیاء پھر اولیاء پھر حسب درجہ حتی کہ آخر میں، جنت میں داخل ہونے والا غنی ۔ بلا شبہ آخرت کا غنی، فقیر سے افضل ہو گا، فقیر کا درجہ اس سے کم ہو گا اور جو درجہ کے اعتبار سے اس کی مملکت میں عظیم، قوت میں زیادہ اور دیدار بھی نصیب ہو گا۔ حتی کہ سب سے اُونچے درجہ والے کا مقام سب سے بڑھ کر ہو گا۔

اصل اور حقیقت میں آخرت میں اہل دوزخ فقیر ہونگے کیونکہ وہ عذاب دینے والے فرشتوں کے قبضہ میں ہونگے اور اس کے سامنے بے بس ہونگے اور وہ کسی شی کے مالک نہ ہونگے اور انہیں کوئی شی بھی نہیں، دی جائے گی نہ قلیل اور نہ کثیر بلکہ تمام اشیا ان کے مخالف ہوں گی، انہوں نے اپنے رب کو کھو

دیا، اس طرح جنت اپنی ذات، اہل بلکہ ہرشی کو کھو دیا تو یہ لوگ کسی لحاظ سے بھی اہل غنا میں سے نہ ہونگے اور اُخروی فقر سراسر شر ہی ہو گا۔

فصل: فقر و زہد انبیاء کا طریقہ

رہا دنیا کا معاملہ تو یہ عبادت کے لئے پیدا کی گئی ہے لذت وعیش پرستی کیلئے اس کی تخلیق نہیں ہوئی اس لیے کہ یہ اللہ تعالی اور دار آخرت سے انسان کا تعلق ختم کر دیتی ہے تو دنیا میں فقر و زہد ہی بلاشبہ افضل ہے کیونکہ یہ انبیاء علیہم السلام کا طریقہ و شعار ہے۔

ولا عبادۃ افضل من فقر الی اللہ — اللہ تعالیٰ کا فقیر و محتاج بن جانے سے افضل کوئی عبادت نہیں۔

جو آدمی اس معاملہ سے جاہل ہو کر اس کے خلاف بات کرتا ہے وہ اعلانیہ اپنی دنیوی محبت کا اظہار کر رہا ہوتا ہے۔ کیونکہ صحت کے ساتھ ثابت ہے کہ آپ ﷺ کو نبی عبد اور نبی ملک بننے میں بھی اختیار دیا گیا تو آپ ﷺ نے عبدیت اور فقر کو غنا پر ترجیح دیتے ہوئے اختیار کیا، آپ ﷺ کے اس عمل کے بعد کون کلام کر سکتا ہے، اللہ تعالی کی طرف سے جو نبی یا رسول ﷺ آئے انہوں نے دنیا سے بچنے اور اس سے زہد کا سبق دیا کسی ایک نے بھی دنیا کی رغبت اور اس کی کثرت کی بات نہیں کی بلکہ تمام نے اس کی محبت کو ہر گناہ کی جڑ قرار دیا اب اس کے بعد کون اس کے خلاف بات کر سکتا ہے۔

فصل: خالق سے دوری مذموم ہے

سوال: جو کچھ پہلے تم نے خلفاء اور حکام کے بارے میں لکھا پھر اس کا معاملہ کیا ہوگا؟

جواب: واضح ہے کہ لوگوں کو یہی شبہ عارض ہوتا ہے۔ حالانکہ ہم بتا چکے کہ یہ جنت ہی کا معاملہ ہے۔ اس کی مثال یہ ہے کہ دنیوی غنا، دنیا کا ختم ہونے والا مال ہے بخلاف آخرت کے، وہاں کی اشیاء مالک کے قبضہ میں ہمیشہ رہنے والی ہیں۔ ان اشیاء اور غنا میں ہمیشہ اضافہ ہوتا رہے گا آخرت میں ملکیت بڑھے گی نہ ختم ہوگی اور نہ ہی کم، دنیوی غنا اور اموال عارضی ہیں یہی وجہ ہے کہ اگر آدمی انہیں اللہ کی راہ میں خرچ نہ کرے بلکہ بچا کر رکھے تو اس کی مذمت کی گئی ہے۔ اور اگر آدمی دنیاوی دولت سے فقر اختیار کرے تو وہ قابل ستائش ہے۔ دنیاوی مال جب آدمی خرچ کرتا ہے اور اسے روک کر نہیں رکھتا تو اس کی مدح ہوتی ہے تو یہ مدح اس کے خرچ کرنے پر ہو رہی ہے نہ کہ مال جمع کرنے پر اور نہ ہی انسان کی خواہشات کے حصول اور اس کی وسیع لذتوں پر مدح کی جا سکتی ہے۔ کیونکہ یہ تو اللہ تعالی اور آخرت سے دور لے جانے والی ہیں اور جو بھی چیز اپنے خالق سے دور کر دے وہ مذموم ہوتی ہے۔ جب دنیا میں ہم کسی اچھے حاکم کو دیکھتے ہیں تو اس کا حال بھی فقر اور اس کی زندگی بھی فقراء کی طرح ہوگی کیونکہ وہ جانتا ہے کہ جو کچھ دیا گیا ہے یہ بطور آزمائش ہے۔ اس کا وہ اس طرح مالک نہیں جیسے اہل جنت مالک ہونگے کیونکہ اہل جنت حقیقۃً مالک ہونگے اور ان کی

ملکیت سے کوئی شی واپس نہ لی جائے گی ۔رحمۃ للعالمین ﷺ کا فرمان ہے:

لیس لك من مالك الا ما اکلت فافنیت اولبست فابلیت او تصدقت فامضیت وما سوی ذلك فللوارث

تمہارا مال وہی ہے جو تم نے کھا لیا تو وہ فنا ہو گیا یا تم نے پہن لیا تو وہ پُرانا ہو گیا یا تم نے صدقہ کر کے آگے بھیج دیا اس کے علاوہ تمام مال ورثا کا ہوتا ہے۔

تو دنیاوی مال اہل دنیا کے پاس عارضی اور بطور آزمائش ہے تو حکمران کا مال تو فقراء والا ہوا اگرچہ وہ بظاہر غنی ہے کیونکہ وہ تو خزانچی اور امین ہے۔کیا تم یہ نہیں دیکھتے دنیا میں سب سے غنی بادشاہ ہوتے ہیں لیکن ان کے پاس جو مال و دولت ہوتا ہے اس کے بارے یہ نہیں کہا جاتا کہ یہ ان کا مال ہے بلکہ اسے بیت المال یا مسلمانوں کا مال کہا جاتا ہے اگر مال کھائے گا اور اپنے ذاتی مقاصد کے لئے خرچ کر کے اسے ضائع کر دے گا تو بعض اوقات ایسے حکمران پر فقر کا اضافہ ہو جاتا ہے جس کی وجہ سے وہ بیت المال کے علاوہ لوگوں سے دیگر اموال بھی حاصل کر لیتا ہے تو غور کیجئے یہاں فضیلت کہاں ہے؟

جب آدمی کو اس قدر غنا حاصل ہو کہ وہ لوگوں کے حقوق غصب نہ کرے جو سراپا پلیدی ہے ور اپنے آپ کو عدل کے مقام پر رکھتے ہوئے ہر صاحب حق کا حق دے تو یہ غنی کی صورت میں صاحب فقر ہے جیسے انبیاء علیھم السلام اور خلفاء، اسی طرح وہ لوگ بھی فقرا صادقین میں سے ہوتے ہیں جن کے پاس کچھ نہیں ہوتا اور وہ قناعت وعدم سوال کی وجہ سے بصورت اغنیاء رہتے ہیں۔

اللہ تعالیٰ کا ارشاد گرامی ہے:

لِلْفُقَرَآءِ الَّذِیْنَ اُحْصِرُوْا فِیْ سَبِیْلِ اللّٰهِ لَا یَسْتَطِیْعُوْنَ ضَرْبًا فِی الْاَرْضِ یَحْسَبُهُمُ الْجَاهِلُ اَغْنِیَآءَ مِنَ التَّعَفُّفِ (البقرہ:۲۷۳)	ان فقیروں کے لیے جو راہ خدا میں روکے گئے زمین میں چل نہیں سکتے نادان انہیں تونگر سمجھے بچنے کے سبب۔

اس شخص کو جاہل قرار دیا گیا جو ایسے لوگوں کو غنی سمجھے اور ان کے فقر سے غافل رہے۔

فصل: عمر دنیا آخرت کے مقابل سانس بھی نہیں

ہم نے حکمرانوں کو دنیا میں فقیر کہا کیونکہ دنیا دار صابر ہے اور صبر کرنا کڑوا اور سراپا مشقت ہے یہ اپنے آپ کو دنیا کی ان کثیر لذتوں سے روکے رکھتے ہیں جس سے اہل دنیا محظوظ ہوتے ہیں، اپنی رعایا اور ان کے اموال حساب و کتاب کا خوف وڈر رکھتے ہیں ذکر موت اور اس دنیا کے انتقال سے لذت پاتے ہیں اور اس بات سے ہر وقت روتے اور ڈرتے ہیں کہ یہ دنیا ہمارا تعلق اللہ تعالیٰ اور دار آخرت سے منقطع نہ کر دے تو جن کا یہ حال ہو وہ فقیر اور مسکین ہی ہوتا ہے۔

حضرت عمر بن عبدالعزیز کی خشیت الٰہی

منقول ہے حضرت عمر بن عبدالعزیز رضی اللہ عنہ اپنی اہلیہ سے جماع کرتے تو ان کی اہلیہ کا سینہ ان کی خشیت الٰہی کے خوف کی آنسو سے تر ہو جایا کرتا،

حالانکہ زمین پر اللہ تعالیٰ کے خلیفہ تھے تو یہ بصورت غنی، فقیر اور بصورت ملک، مسکین تھے اسی طرح تمام انبیاء علیہم السلام واکابر اولیاء وعلماء اس دنیا میں حکمران رہے مگر حکومت ان کا تعلق اللہ تعالیٰ اور دار آخرت سے ختم نہ کرسکی تو ان کا حال فقر ہی تھا یہ فقیر ہی رہے حتیٰ کہ دار غنا تک پہنچ گئے۔

دنیا کی جنت مچھر کا پر

اس تمام گفتگو کے بعد سب سے عجیب تر یہ بات ہے کہ اول سے لے کر آخر تک تمام دنیا ومافیہا کا درجہ اللہ تعالیٰ کے ہاں مچھر کے پر سے بھی کم ہے اور اس دنیا کی عمر آخرت کی عمر کے مقابلہ میں اس ایک سانس سے بھی کم ہے جو تقسیم نہ ہو سکے اس کے بعد بتایئے دنیا اور اس کے تمام احوال کو فقر کا نام دینا بہتر ہے یا غنا کا؟

فصل: دنیا پرست کی ہلاکت

جو شخص دنیا کی خواہشات میں مست ہو گیا، بخیل بن گیا اسے خرچ نہ کیا تو وہ ہلاک ہو گیا ایسے آدمی کا حال مت پوچھو، اللہ تعالیٰ کا ارشاد گرامی ہے:

وَأَنْفِقُوْا فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ وَلَا تُلْقُوْا بِأَيْدِيْكُمْ إِلَى التَّهْلُكَةِ (البقرۃ:۱۹۵)

اور اللہ کی راہ میں خرچ کرو اور اپنے ہاتھوں ہلاکت میں نہ پڑو۔

آیت مبارکہ راہ خدا میں خرچ نہ کرنے کے بارے میں نازل ہوئی تو مال روکنے والے اور خرچ نہ کرنے والے کو ہلاک و برباد قرار دیا گیا اور اگر کوئی تکبر اور سرکشی کی بنا پر مال کو روک کر رکھتا ہے تو اس کے لئے خسران ہی ثابت ہے۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

كَلَّآ إِنَّ الْإِنسَانَ لَيَطْغَىٰ أَن رَّآهُ اسْتَغْنَىٰ (العلق،٦۔٧)

ہاں ہاں بے شک آدمی سرکشی کرتا ہے اس پر کہ اس نے اپنے آپکو غنی سمجھ لیا۔

تو ہر لحاظ سے دنیا کا فقر، غنا سے احسن وافضل ٹھہرا۔

اگر تم اس میں مزید تفصیل چاہتے ہو تو سنیئے۔

فقر کی دو اقسام

غنا کی طرح فقر کی دو اقسام ہیں۔فقر مالی، فقر نفسانی۔

فقر الی اللہ اور غنا باللہ دونوں ایسے بھائی ہیں جو آپس میں جدا نہیں ہو سکتے اور نہ ہی یہ ایک دوسرے پر ترجیح پا سکتے ہیں اور فقر الی الخلق اور غنا بالخلق دونوں ایسے بھائی ہیں نہ تو جدا ہو سکتے ہیں اور نہ ایک دوسرے پر راجح ہو سکتے ہیں مال کی طرف دل کے میلان کے مطابق غنا ہو گا اور رب کی طرف فقر کے مطابق غنا ہو گا۔

تو دو محمود اور دو مذموم ہیں۔

دنیاوی مال کے ساتھ غنا، اللہ تعالی سے استغنا پیدا کرتا ہے کیونکہ صاحب مال باغی بن جاتا ہے۔اور باغی اللہ تعالی سے مستغنی ہو جاتا ہے۔اور بندہ مال کا اور محتاج ہو جاتا ہے۔کیونکہ اس کے دل میں اضافہ مال کی طلب پیدا ہوتی چلی جاتی ہے۔اور وہ "ھل من مزید" کے نعرے لگاتا ہے۔اللہ کو بھلا دینے والے فقر اور سرکشی بتانے والے غنا سے ان دونوں سے اللہ تعالیٰ پناہ عطا فرمائے

بخلاف اللہ کے فقیر کے کہ وہ اللہ تعالٰی سے ہی غنی ہوتا ہے ان میں سے پہلا بالاجماع ممدوح اور دوسرا مذموم ہے۔

ہم فرض کرتے ہیں ایک غنی باغی اور ظالم ہے وہ اپنے مال، نفس اور ساتھیوں کی مدد سے ظلم سے باز نہیں آتا اسی طرح ایک فقیر مفسد ہے۔وہ فقر کی وجہ سے طلب مال میں چوری، لڑائی اور فساد سے باز نہیں آتا۔تو اب ان دونوں میں سے باغی غنی، گناہ کے اعتبار سے زیادہ مجرم ہے کیونکہ وہ ایک گھڑی میں اس قدر اُمت پر ظلم اور اللہ تعالٰی کی نافرمانی کرسکتا ہے کہ فقیر فسادی ساری عمر ایسا نہیں کرسکتا تو غنی، فقیر سے بدتر ہوا۔

انبیاء علیہم السلام کا دنیاوی نعمتوں سے لطف اندوز نہ ہونا

پھر ہم ایک صالح غنی فرض کرتے ہیں جو اپنے مال کے ساتھ نیکی بجا لاتا ہے اور ایک صالح فقیر ہے جو اپنے رب کی طرف متوجہ و موصل ہے ایک مال سے بہرہ ور ہے جبکہ دوسرا قلت مال پر صابر ہے۔ایک انبیاء علیہم السلام کے زیادہ قریب ہے کیونکہ انبیاء علیہم السلام دنیاوی نعمتوں اور خواہشات سے کم ہی لطف اندوز ہوتے ہیں وہ تو صرف ان سے گزارہ کی مقدار حاصل کرتا ہے

پھر رسالت مآب ﷺ نے فرمایا:

ان عبیداللہ لیسوا بالمنعمین

اللہ تعالی کے خصوصی بندے دنیاوی نعمتوں سے لطف اندوز نہیں ہوتے

بلاشبہ دار عبادت (دنیا) میں عبودیت ہی افضل ہے ہاں آخرت میں صاحب

ثروت ہونا افضل ہے۔تو جو انبیاء علیہم السلام کے زیادہ مشابہ ہے وہی افضل ٹھہرے گا۔ ایک کا صرف محاسبہ جبکہ دوسرے کا محاسبہ مع منافشہ ہوگا ایک پہلے جنت میں جبکہ دوسرا بعد میں جائے گا۔ پہلے جانے والا مقرب ہے اور مقرب کا درجہ متاخر سے بلاشبہ بلند ہوگا۔

سوال: بعض اوقات غنی مال، اللہ تعالی کی رضا کے حصول کے لئے خرچ کر دیتا ہے تو اس سلسلہ میں گزارش یہ ہے کہ فقیر اللہ تعالیٰ کی رضا کے لیے مال اور اس کی طلب کو ترک کر دیتا ہے۔

حرام سراپا عذاب

یہ تمام مال حلال میں ہے۔حرام تو سراسر عذاب ہے، شبہ والا مال حساب وعتاب ہے یا اس کے حساب کے ساتھ عذاب ہوگا۔تو اسے ترک کر دینے والا، ان تمام سے نجات وسلامتی پانے والا ہے اور یہی افضل ٹھہرے گا کیونکہ وہ سب سے پہلے جنت میں داخل ہوگا اور سابق ہی مقرب ہوگا جیسا کہ گزرا۔

سوال: بعض اوقات غنی تمام مال اللہ کے لئے خرچ کر دیتا ہے تو اسے افضل ہونا چاہیے؟

تو گزارش یہ ہے جب اس نے سارا مال خرچ کر دیا تو اس پر غنی کا اطلاق نہ ہوگا اس عمل سے اسے فقر حاصل ہو جائے گا جس کی وجہ سے وہ زاہدین اور تارکین دنیا میں شامل ہوگا۔

سوال: مال کا خرچ کرنا اور حلال کا حصول اچھا عمل ہوتا ہے؟

گذارش یہ ہے کہ بلا شبہ یہ اچھا اور محمود عمل ہے مگر اللہ تعالیٰ کی خاطر ترک مال اس سے بھی زیادہ اچھا اور قابل ستائش عمل ہے۔

ہم دو آدمی فرض کرتے ہیں ایک نے کاروبار کر کے مال اللہ کی خاطر جمع کیا اسی لئے اسے روکا اور اس کے لئے اس نے خرچ کیا جبکہ دوسرے نے کسب مال اللہ کی خاطر ترک کیا اور اسے اس لئے نہ روکا کہیں یہ اللہ تعالیٰ سے غافل نہ کردے اللہ تعالیٰ سے مشغولیت اور اس کے مشاہدہ میں استغراق کی وجہ سے مال خرچ بھی نہ کیا۔

ان دونوں میں فرق ہے کیونکہ تمام اسباب اللہ تعالیٰ کی طرف موصل ہیں اور مشاہدہ تو ایک راستہ میں ہے جبکہ دوسرا راستہ طے کر چکا۔

سوال: ہم فرض کرتے ہیں کہ ایک ایسا غنی ہے جس کے ہاں غنا وفقر برابر ہیں۔

تو ہم عرض کریں گے ہم ایک فقیر فرض کرلیں جس کے ہاں یہ دونوں برابر ہوں تو جب اس کے لئے دونوں حال برابر ہوئے تو وہ کس خاطر مال کو روکے، دنیا کو تو روکنے کا حکم نہیں اور نہ ہی یہ وار امساک ہے، اب اگر وہ کسی غیر کے لئے روکتا ہے اور اس کا اس میں کچھ بھی نہیں، تو اب خود فقیر ہی ہوگا کیونکہ مال میں سے کچھ اس کی طرف منسوب نہ ہوگا جیسا کہ خلفاء اور حکمرانوں کے حوالے سے گزر چکا ہے۔

تو دنیا میں ہر لحاظ سے فقر اور آخرت میں ہر لحاظ سے غنا افضل و بہتر ہے۔

ایک اور طریقہ سے سمجھیے دنیاوی غنا کا آخرت میں اُلٹ ہو جائے گا کثرت والے وہاں پست ہو جائیں گے اور وہ مؤخر ہونگے اور ان پر سب سے زیادہ سخت حساب ہوگا اور جو سب سے پہلے دوزخ میں جائے گا اس کا عذاب سخت ہوگا جیسا کہ صحیح احادیث سے ثابت ہے حتیٰ کہ کفار کے بارے میں اللہ تعالیٰ کا ارشاد گرامی ہے:

وَلَا يَحْسَبَنَّ الَّذِينَ كَفَرُوا أَنَّمَا نُمْلِي لَهُمْ خَيْرٌ لِأَنْفُسِهِمْ إِنَّمَا نُمْلِي لَهُمْ لِيَزْدَادُوا إِثْمًا (آل عمران ۱۷۸)	اور ہرگز کافر اس گمان میں نہ رہیں کہ وہ جو ہم انہیں ڈھیل دیتے ہیں کچھ ان کے لیے بھلا ہے ہم تو اسی لیے انہیں ڈھیل دیتے ہیں کہ وہ اور گناہ میں بڑھیں۔

تو ان کا عذاب سخت تر ہوگا۔

باقی دنیاوی عادل حکمران اس لئے فضیلت پائیں گے کہ وہ فقیر ہی تھے اگرچہ صورۃً غنی تھے۔

جب ثابت ہو گیا کہ سب سے بہتر شخص عادل حکمران اور دلیل مفہوم مخالف پر سب سے شریر ترین اور کم درجہ والا، ظالم حکمران ہے۔ حدیث میں ہے

کلکم راع و کلکم مسئول عن رعیتہ	تم سے ہر کوئی ذمہ دار ہے۔ اور تمہیں اس کی رعایا کے بارے میں پوچھا جائے گا۔

جب ظالم حکمران کی رعایا کثیر ہو گی تو وہ تمام مخلوق سے بدتر ہوگا کیونکہ اس شخص کو مفلس آخرت قرار دیا گیا جس نے کسی کو قتل کیا، کسی کا مال چھین لیا، کسی کو مارا پیٹا وغیرہ، تو مذکورہ لوگ اس کی نیکیاں حاصل کرلیں گے

بشرطیکہ اس کے پاس نیکیاں ہوں یا اس پر ان کے گناہوں کا بوجھ ڈال دیا جائے گا جبکہ وہ ان کے ضرور ہونگے۔

ان تمام دلائل سے واضح ہو رہا ہے۔کہ اصل غنا نفس کا غنا اور اصل فقر، نفس کا فقر ہے۔اور ہر ایک میں سے محمود اور مذموم ہیں، غنا باللہ کی وجہ سے غیر سے غنا نفس یہ نہایت ہی محمود وممدوح ہے اور یہ دونوں فقط اللہ کا فضل ہیں اور ہر شی میں فقر الی اللہ نہایت ہی محمود وممدوح ہے اور یہ دونوں ایسے بھائی ہیں جو جدا نہیں ہو سکتے اور یہ میزان عدل کے پلڑوں کی طرح آپس میں برابر ہونگے جو نہ جھکیں گے اور نہ مغلوب ہونگے اللہ تعالیٰ سے استغنا یہ باغی نفس کا غنا ہے اور یہ نہایت ہی مذموم ہے۔اسی طرح ہر شی میں غیر اللہ کی طرف محتاجی نہایت مذموم ہے اللہ تعالیٰ دونوں سے پناہ عطا فرمائے۔

فصل: مخلوق کو دعویٰ غنا سمجھتا ہی نہیں

شی کا نفس، اس کا وجود ہی ہوتا ہے۔اور وجود کی دو قسمیں ہیں۔ مستفاد، غیر مستفاد، مستفاد ایک لحہ بھی اپنے مستفید سے مستغنی و بے نیاز نہیں ہو سکتا کیونکہ اس کے وجود کا قیام اس سے ہوتا ہے۔

غنی۔غنی الرجل غنی فھو غنی، سے ہے جس کا مفہوم دوسرے سے مستغنی ہونا اور دوسرے سے خود کا کافی ہو جانا ہے۔

فقر، افتقر الرجل اذا احتاج، سے مشتق ہے، جس کا مفہوم یہ ہے کہ وہ اپنے وجود میں مستغنی نہیں۔تو ہر ایک کا وجود غنی حق کا محتاج ہے کیونکہ وجود ہر ایک نفس میں ہے فقر و محتاجی اس کی طبیعت واصل ہے اور اصل عدم ہے۔

اور غنا بطور عاریت ہے تو اسے غنی کہنا مجاز ہے نہ کہ حقیقت کیونکہ تمام وجوہات سے غنی کامل وہ ہوگا جو تمام ان حاجات سے پاک ہو اور مکان سے پاک ہے ان چیزوں سے جو مخلوق کو لازم ہیں مثلاً اقسام حدث انواع ضروریات جس کے غنا کا دوسروں پر ایسا فیضان ہو جو تمام موجودات کے لیے کافی ہو۔

غنا کا معنٰی یہ ہے کہ جب دوسرے کو غنی کرے اور اس پر غنا کا فیضان کرے اور وہ درحقیقت ایک ہی ذات ہے۔

فقر مخلوق کا وصف ہے اور حق کے لئے صفات حق کا تسلیم کرنا لازم ہے۔

کیونکہ جب خلق کا غنا، غنا حق سے مستفاد ہے اور خلق کا وجود بھی حق ہی سے مستفاد ہوگا تو وہ بذاتہ قائم نہ ہوگا خواہ جوہر ہے یا عرض، تو بلاشبہ مخلوق کا غنا، فقر کی طرف لوٹ آئے گا کیونکہ وہ اپنے دوام میں محتاج ہی ہے اس پر عربی زبان کا یہ محاورہ فٹ آرہا ہے۔ جب کوئی آدمی کسی سے سواری عاریۃً لیتا ہے تو کہا جاتا ہے " افقر الرجل الرجل دابته " سواری اس کی نہیں ہاں صرف اس کے ذریعے وہ پیدل چلنے اور تھکاوٹ سے محفوظ رہا، اب اگر عاریۃً لینے والا دعوی کردے کہ یہ سواری میری ہے تو وہ چور اور جھوٹا کہلائے گا اور دو وجہ سے ظالم اور دو چیزوں کا داعی ٹھہرا، پہلے اس نے دعوی کیا یہ کہ دوسرے کی چیز ہے پھر اسے اس نے اپنی بنالی، غلط بیانی جھوٹ ہے اور جھوٹ قبیح ہے۔ تو مخلوق کے لئے حقیقۃً غنا کا دعوی سجتا ہی نہیں اس کے لئے دعوی فقر ہی خوبصورت سے بڑھ کر خوبصورت ہے تو تمام بندوں کے لئے " غنی حمید " (اللہ تعالیٰ) کی طرف فقر کی نسبت سے بڑھ کر کوئی چیز اجمل واکمل نہیں۔

حدیث شریف میں وارد ہے:

الفقر ازین علی المومن من العذار الحسن علی خدالفرس الجواد — اہل ایمان کے لیے فقر زیادہ خوبصورت ہے خوب دوڑنے والے گھوڑے کی خوبصورت لگام سے۔

اللہ تعالیٰ نے اپنی صفات کاملہ کا بیان کرتے ہوئے اپنی صفت غنا کا ذکر فرمایا اور مخلوق کو فقیر قرار دیا اور مخلوق کا یہی جمال و کمال ہے اور شان اقدس ان ارشادات عالیہ میں ملاحظہ کیجیے۔

يَاأَيُّهَا النَّاسُ أَنْتُمُ الْفُقَرَاءُ إِلَى اللَّهِ وَاللَّهُ هُوَ الْغَنِيُّ الْحَمِيدُ (الفاطر:۱۵) — اے لوگو! تم سب اللہ کے محتاج اور اللہ ہی بے نیاز ہے سب خوبیوں والا۔

وَاللَّهُ الْغَنِيُّ وَأَنْتُمُ الْفُقَرَاءُ (محمد،۳۸) — اور اللہ بے نیاز ہے اور تم سب محتاج۔

اللَّهَ لَغَنِيٌّ عَنِ الْعَالَمِينَ (العنکبوت،۶) — بے شک اللہ بے نیاز ہے سارے جہان سے۔

إِنْ تَكْفُرُوا فَإِنَّ اللَّهَ غَنِيٌّ عَنْكُمْ (الزمر:۷) — اگر تم ناشکری کرو تو بے شک اللہ بے نیاز ہے تم سے۔

اللہ تعالیٰ کو اپنی مدح جس قدر پسند ہے اور کسی کو نہیں ہو سکتی یہی وجہ ہے اس نے اپنی ذات اقدس کی حمد خود فرمائی ہے۔ اور اللہ تعالیٰ اپنی صفات کے حوالے سے نہایت ہی غیور ہے۔ لہٰذا ہر خلوق کو فقیر بننا لازم ہے۔ اور وہ ہر گز اپنے اس مقام سے تجاوز کی کوشش نہ کرے۔

اللہ تعالیٰ ہمیں بھی اور تمہیں بھی اس کی سمجھ عطا فرمائے۔

وصلی اللہ علی محمد و صحبه و سلم

وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اَشَدُّ حُبًّا لِّلّٰهِ

مقالہ۔2

اللہ تعالیٰ سے محبت

تصنیف

امام ابوبکر احمد بن حسین بیہقیؒ

(ت: ۴۵۸ھ)

ترجمہ

محقق العصر مفتی محمد خان قادری

بانی: جامعہ اسلامیہ لاہور

کاروان اسلام پبلی کیشنز

نام کتاب — اللہ تعالیٰ سے محبت

مصنف — امام ابوبکر احمد بن حسین بیہقی

ترجمہ — مفتی محمد خان قادری

پروف ریڈنگ — علامہ محمد فاروق قادری، علامہ محمد عارف علوی

حروف سازی — محمد عمران عنصر قادری

اشاعت اول — ۲۰۱۴ء

ملنے کے۔ پتے

☆ فرید بک سٹال اُردو بازار لاہور
☆ مکتبہ غوثیہ عسکری پارک کراچی
☆ احمد بک کارپوریشن راولپنڈی
☆ مکتبہ ضیائیہ اقبال روڈ راولپنڈی
☆ مکتبہ جمال کرم دربار مارکیٹ لاہور
☆ مکتبہ دارالعلم دربار مارکیٹ لاہور
☆ مکتبہ قادریہ دربار مارکیٹ لاہور
☆ مکتبہ نبویہ دربار مارکیٹ لاہور
☆ مکتبہ حنفیہ گنج بخش روڈ لاہور
☆ مکتبہ امام احمد رضا دربار مارکیٹ لاور
☆ مکتبہ خلیلیہ سعیدیہ دربار مارکیٹ لاہور
☆ نظامیہ کتاب گھر اردو بازار لاہور
☆ ضیاء القرآن پبلی کیشنز لاہور، کراچی
☆ مکتبہ برکات المدینہ بہادر آباد کراچی
☆ اسلامک بک کارپوریشن راولپنڈی
☆ اہل سنہ پبلی کیشنز دینہ جہلم
☆ مکتبہ تنظیم المدارس جامعہ نظامیہ لاہور
☆ مکتبہ نوریہ رضویہ گنج بخش روڈ لاہور
☆ فضل حق پبلی کیشنز دربار مارکیٹ لاہور
☆ قادری رضوی کتب خانہ دربار مارکیٹ لاہور
☆ مکتبہ مسلم کتابوی دربار مارکیٹ لاہور
☆ مکتبہ شمس وقمر مین بھاٹی چوک لاہور
☆ مکتبہ اعلیٰ حضرت دربار مارکیٹ لاہور
☆ نعیمیہ بک سٹال اُردو بازار لاہور

کاروان اسلام پبلی کیشنز

جامعہ اسلامیہ لاہور۔ 1، اسلامیہ سٹریٹ گلشن رحمان ٹھوکر نیاز بیگ لاہور

0321.9494304...0300.4407048

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

اللہ تعالیٰ سے محبت

۱۔اللہ تعالیٰ کا ارشاد گرامی ہے:

وَمِنَ النَّاسِ مَنۡ یَّتَّخِذُ مِنۡ دُوۡنِ اللّٰہِ اَنۡدَادًا یُّحِبُّوۡنَھُمۡ کَحُبِّ اللّٰہِ وَالَّذِیۡنَ اٰمَنُوۡۤا اَشَدُّ حُبًّا لِّلّٰہِ

(۲پ ،البقرہ:۱۶۵)

اور کچھ لوگ اللہ کے سوا اور معبود بنا لیتے ہیں کہ انہیں اللہ کی طرح محبوب رکھتے ہیں اور ایمان والوں کو اللہ کے برابر کسی کی محبت نہیں۔

یہ آیت مبارکہ واضح طور پر نشاندہی کر رہی ہے کہ اللہ تعالیٰ کی محبت ایمان کا حصہ ہے کیونکہ یہ الفاظ

وَالَّذِیۡنَ اٰمَنُوۡۤا اَشَدُّ حُبًّا لِّلّٰہِ

اہل ایمان اللہ سے ہر شے سے شدید محبت کرتے ہیں۔

بتا رہے ہیں کہ ایمان آدمی کو اللہ تعالیٰ کی محبت پر اُبھارتا اور اس کی دعوت دیتا ہے۔

۲۔ارشاد باری تعالیٰ ہے:

قُلۡ اِنۡ کُنۡتُمۡ تُحِبُّوۡنَ اللّٰہَ فَاتَّبِعُوۡنِیۡ یُحۡبِبۡکُمُ اللّٰہُ

(۳پ ،آل عمران:۳۱)

اے حبیب تم فرما دو کہ لوگو اگر تم اللہ کو دوست رکھتے ہو تو میرے فرمانبردار ہو جاؤ اللہ تمہیں دوست رکھے گا۔

یہ فرمان آشکار کر رہا ہے کہ حضور ﷺ کی اتباع، اللہ تعالیٰ کی محبت کے تقاضوں میں سے ہے تو جب اتباع نبوی ﷺ ایمان ہے تو ضروری ہے کہ اس کا تقاضا محبت الٰہی بھی ایمان ہو۔

۳۔ خالق کائنات کا فرمان ہے:

قُلْ اِنْ كَانَ اٰبَآؤُكُمْ وَاَبْنَآؤُكُمْ وَاِخْوَانُكُمْ وَاَزْوَاجُكُمْ وَعَشِيْرَتُكُمْ وَاَمْوَالُ ۨاقْتَرَفْتُمُوْهَا وَتِجَارَةٌ تَخْشَوْنَ كَسَادَهَا وَمَسٰكِنُ تَرْضَوْنَهَآ اَحَبَّ اِلَيْكُمْ مِّنَ اللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ وَجِهَادٍ فِيْ سَبِيْلِهٖ فَتَرَبَّصُوْا حَتّٰى يَاْتِيَ اللّٰهُ بِاَمْرِهٖ وَاللّٰهُ لَا يَهْدِي الْقَوْمَ الْفٰسِقِيْنَ

(پ۱۰، التوبہ:۲۴)

تم فرماؤ اگر تمہارے باپ اور تمہارے بیٹے اور تمہارے بھائی اور تمہاری عورتیں اور تمہارا کنبہ اور تمہاری کمائی کے مال اور وہ سودا جس کے نقصان کا تمہیں ڈر ہے اور تمہارے پسند کے مکان یہ چیزیں اللہ اور اس کے رسول اور اس کی راہ میں لڑنے سے زیادہ پیاری ہوں تو راستہ دیکھو یہانتک کہ اللہ اپنا حکم لائے اور اللہ فاسقوں کو راہ نہیں دیتا۔

یہ آیت مبارکہ آگاہ کر رہی ہے کہ اللہ تعالیٰ کی محبت اس کے رسول کی محبت اور اللہ کی راہ میں جہاد سے محبت فرض ہے اور مسلمان کو ان سے بڑھ کر کسی شے سے بھی محبت نہیں ہونی چاہیے اس پہ یہ احادیث بھی شاہد ہیں:

۱۔ حضرت رفاعہ بن عرابہ جہنی رضی اللہ عنہ سے ہے کہ ہم مکہ سے رسول اللہ ﷺ کے ساتھ واپس لوٹے لوگوں نے آپ علیہ السلام سے اجازت طلب کرنا شروع کی اور آپ ﷺ اجازت مرحمت فرمانے لگے تو فرمایا:

کیا وجہ ہے کہ تمہیں درخت کا وہ حصہ جو اللہ تعالیٰ کے رسول ﷺ سے ملا ہوا ہے ناپسندیدہ ہے دوسرے حصہ کی نسبت۔

میں نے دیکھا تمام لوگوں نے رونا شروع کر دیا حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کہنے لگے جو آدمی اس کے بعد اجازت طلب کرے گا وہ میرے نزدیک نہایت ہی بے وقوف ہوگا پھر آپ رضی اللہ عنہ نے خطبہ ارشاد فرمایا: اللہ تعالیٰ کی حمد وثنا کے بعد حلف اُٹھاتے ہوئے فرمایا:

میں اللہ تعالیٰ کے ہاں گواہی دونگا (حضور علیہ السلام کا معمول یہ تھا کہ جب حلف اُٹھاتے تو ''وَالَّذِیْ نَفْسِیْ بِیَدِہٖ'' کے الفاظ فرماتے) تم میں سے جو کوئی اللہ پر ایمان لاتا ہے پھر اسے رکاوٹوں اور آزمائشوں کا سامنا ہوتا ہے تو وہ ان کی وجہ سے جنت میں چلا جائے گا، میرے رب نے مجھ سے وعدہ کر رکھا ہے کہ میری اُمت کے ستر ہزار لوگ بغیر حساب کتاب اور عذاب کے جنت میں جائیں گے اور مجھے اُمید ہے کہ تم اور تمہاری صالح بیویاں اور اولاد اس وقت تک جنت میں داخل نہ ہونگے جب تک وہ جنت میں اپنے گھر نہ دیکھ لیں۔

۲۔حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جس میں تین چیزیں ہونگی اسے ایمان کی حلاوت ومٹھاس نصیب ہوگی۔

پہلی چیز: اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول سے ہر شے سے بڑھ کر محبت۔

دوسری چیز: انسان صرف اللہ تعالیٰ کی خاطر دوسرے سے محبت کرے۔

تیسری چیز: کفر کی طرف پلٹ جانا اسی طرح ناپسند ہو جیسے کہ جلائی ہوئی آگ

میں پھینکا جانا ناپسند ہے۔

یہ مسلم کی حدیث محمد بن بشار سے اور بخاری میں یہ حدیث محمد بن مثنی سے مروی ہے۔

حضور ﷺ نے واضح کر دیا کہ اللہ تعالیٰ کی محبت اور اس کے رسول کی محبت ایمان ہے، سابقہ آیات نے آشکار کر دیا تھا کہ آپ کی اتباع نہ کرنا محبت کے خلاف ہے اس سے معلوم ہو جاتا ہے کہ محبت ہی لازم ہے اور محبت کا تقاضا اتباع و موافقت بھی لازم ہے۔

۳۔ شیخ ابو عبداللہ بن خفیف کا بیان ہے حضرت حسن بصری شیخ ابو عباس بن سریج کے ہاں آئے تو ابن سریج نے پوچھا کہ قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ کی محبت فرض ہونے پر کونسی آیت ہے؟ فرمایا: میں نہیں جانتا لیکن قاضی نے فرمایا: اللہ تعالیٰ کا ارشاد گرامی ہے:

قُلْ اِنْ كَانَ اٰبَآؤُكُمْ وَاَبْنَآؤُكُمْ وَاِخْوَانُكُمْ وَاَزْوَاجُكُمْ وَعَشِيْرَتُكُمْ وَاَمْوَالُ ۨاقْتَرَفْتُمُوْهَا وَتِجَارَةٌ تَخْشَوْنَ كَسَادَهَا وَمَسٰكِنُ تَرْضَوْنَهَآ اَحَبَّ اِلَيْكُمْ مِّنَ اللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ وَجِهَادٍ فِيْ سَبِيْلِهٖ فَتَرَبَّصُوْا حَتّٰى يَاْتِيَ اللّٰهُ بِاَمْرِهٖ وَاللّٰهُ لَا يَهْدِي الْقَوْمَ الْفٰسِقِيْنَ (پ۱۰، التوبہ: ۲۴)	تم فرماؤ اگر تمہارے باپ اور تمہارے بیٹے اور تمہارے بھائی اور تمہاری عورتیں اور تمہارا کنبہ اور تمہاری کمائی کے مال اور وہ سودا جس کے نقصان کا تمہیں ڈر ہے اور تمہارے پسند کے مکان یہ چیزیں اللہ اور اس کے رسول اور اس کی راہ میں لڑنے سے زیادہ پیاری ہوں تو راستہ دیکھو یہانتک کہ اللہ اپنا حکم لائے اور اللہ فاسقوں کو راہ نہیں دیتا۔

اور سخت عذاب کی دھمکی فرض کے ترک پر ہی ہوتی ہے۔

۴۔حضرت سفیان بن عیینہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں :اللہ تعالیٰ کی قسم تم اس بلندی کونہیں پاسکتے جب تک تمہیں اللہ تعالیٰ کی ذات ہر شے سے بڑھ کر محبوب نہ ہوجائے تو جس نے قرآن سے محبت کی اس نے اللہ عزوجل سے محبت کی۔

محبت کے معانی

امام حلیمی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں :اللہ کی محبت کے تحت متعدد چیزیں آتی ہیں :

پہلی چیز: یہ عقیدہ رکھنا کہ اللہ تعالیٰ کی ذات ہر لحاظ سے حمد کی مستحق ہے اور اس کی ہر صفت بھی قابل حمد ہی ہے۔

دوسری چیز:وہ بندوں پر احسان فرمانے والا، انعام کرنے والا اور فضل فرمانے والا ہے

تیسری چیز: اس کا احسان بندے کے قول اور عمل سے کہیں بڑا اور بڑھ کر ہے

چوتھی چیز: بندے کے فیصلے مستقل نہیں اور وہ بے شمار اُمور کا مکلف ہے۔

پانچویں چیز: ہر حال میں اس کی ناراضگی کا ڈر ہو کہ کہیں وہ معرفت نہ چھین لے جو اس نے عطا کی ہے اور وہ توحید نہ سلب فرمالے جس سے بندہ مزین ہوتا ہے

چھٹی چیز:اس کی اُمیدیں اللہ تعالیٰ سے ہی وابستہ ہوں کسی حال میں بھی اس سے بے نیاز نہ ہو۔

ساتویں چیز: یہ تمام مذکورہ عقائد کو دل میں سموتے ہوئے خوب احسن انداز میں ہمیشہ اس کا ذکر کرے۔

آٹھویں چیز: فرائض کی ادائیگی دل وجان سے کرے اور حسب طاقت نوافل کے ذریعے مزید قرب چاہے۔

نویں چیز: دوسروں سے اس کی ثناء سنے اس کے قرب کا متمنی رہے اور مخفی وظاہر اس کی راہ میں اپنی جان اور مال کے ساتھ جہاد کرے۔

دسویں چیز: اگر کسی سے اس کا ذکر سنا اور اس میں کمی ہے تو اس کے ازالے کی کوشش کرے یا اس کے راستے میں چلنے سے تاخیر کر رہا ہے تو اس کی اصلاح کرے

جب یہ تمام حقائق کسی دل میں جمع ہو جائیں تو پھر اسے محبت الٰہی کا نام دیا جا سکتا ہے ان کا تذکرہ اجتماعی طور پر کہیں نہیں مگر متفرق طور پر یہ حضور سرور عالم ﷺ سے منقول ہیں ان میں سے کچھ روایات یہ ہیں:

پہلی روایت: حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

احبوا اللہ مما یغذوکم به من النعمة واحبونی لحب اللہ واحبوا لبیتی لحبی	اللہ تعالیٰ سے محبت کرو کیونکہ وہ نعمتوں کی صورت میں تمہیں غذا عطا فرماتا ہے میرے ساتھ اللہ کی محبت کی وجہ سے محبت کرو اور میری اہل بیت سے میری محبت کی وجہ سے محبت کرو۔
(سنن ترمذی: ۳۷۸۹)	

امام حلیمی رحمۃ اللہ علیہ اس حدیث کی تشریح میں لکھتے ہیں: ممکن ہے کہ یہ الفاظ تمام نعمتوں کو شامل ہوں اگرچہ غذا کا اطلاق حقیقۃً کھانے اور پینے پر ہوتا ہے مگر

توفیق، ہدایت، اس کی معرفت پر دلائل حواس اور عقل پر مجازاً ہیں یالفظ غذا سے یہ تمام مراد ہیں کیونکہ آپ ﷺ نے فرمایا: جس میں تین چیزیں ہوں وہ حلاوت ایمان پالے گا، بعض روایات میں "طعم الایمان" (ایمان کا ذائقہ پائے گا) کے الفاظ ہیں اور ذائقہ غذاؤں اور ان کے قائم مقام کا ہی ہوتا ہے تو جب ایمان کا وصف طعم بن سکتا ہے تو اسے غذا بھی کہا جاسکتا ہے لہذا اس حدیث میں ایمان بھی اللہ تعالیٰ کی تمام نعمتوں میں شامل ٹھہرا۔

دوسری روایت: حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے ہے: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کیا میں تمہیں ایسے لوگوں کے بارے میں آگاہ کروں جو نہ تو نبی ہونگے اور نہ ہی شہید مگر روز قیامت حضرات انبیاء اور شہداء ان پر رشک کرتے ہوئے پوچھیں گے کہ یہ کون لوگ ہیں جنہیں اللہ تعالیٰ نے نور کے منبروں پر بٹھایا ہے؟ فرمان ہوگا:

الذین یحبون عباد اللہ الی اللہ	یہ وہ لوگ جو اللہ کے بندوں کو اللہ
ویحبون اللہ الی عبادہ وھم	کا محبوب بنا دیں گے اور اللہ کو بندوں
یمشون علی الارض نصحاء	کا محبوب بنادیں گے اور زمین پر خیر خواہ بن کر رہتے ہیں

ہم نے عرض کیا اللہ تعالیٰ اپنے بندوں کا انہیں محبوب بنا دے یہ بات سمجھ آتی ہے مگر بندوں کا اللہ کو محبوب بنانا کیسے ہے؟ فرمایا: وہ لوگوں کو اللہ کی محبت کا درس دیں گے اور اللہ تعالیٰ کے محرمات سے روکیں گے تو جب وہ ان کی اطاعت کریں گے اللہ تعالیٰ ان سے پیار فرمائے گا۔

ذکر اللہ سے محبت

احادیث میں اللہ سے محبت کی علامت ذکر اللہ سے محبت ہی ہے اور اللہ تعالیٰ کی ناپسندیدگی کی علامت ذکر الٰہی کی ناپسندیدگی ہے، ہاں ایسی روایات کی سند ضعیف ہے۔

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے ہے، میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا:

علامة حب الله حب ذکر الله وعلامة بغض الله بغض ذکر الله

اللہ کی محبت کی علامت ذکر اللہ سے محبت اور اس کے بغض کی علامت ذکر اللہ سے عداوت ہے۔ (کنز العمال: ۱۸۸۶)

یہ زیاد بن میمون سے بھی مروی ہے اور زیاد بن میمون منکر الحدیث ہے لیکن اسلاف اور صالحین سے اسی طرح منقول ہے۔

محبت بہرہ اور اندھا بنا دیتی ہے

حضرت ابو درداء رضی اللہ عنہ سے ہے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

حبك الشيء يعمي ويصم

کسی شے کی محبت تمہیں اندھا اور بہرہ بنا دیتی ہے۔ (سنن ابوداود: ۵۱۳۰)

امام بیہقی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں، تاریخ بخاری میں یہ سعید بن ابی ایوب کے طریق سے بھی مروی ہے اور موقوف ہے یعنیا سے حضرت ابو درداء رضی اللہ عنہ کا اپنا قول بھی قرار دیا گیا ہے۔

امام حلیمی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: جو بندہ اللہ تعالیٰ سے محبت کرتا ہے وہ اس کی طرف سے پیش آمدہ مصائب کو بُرا محسوس نہیں کرے گا، اللہ تعالیٰ کی طرف سے اس پر جو عبادات لازم اور مقرر ہیں ان میں وہ کبھی بھی بوجھ محسوس نہیں کرے گا (یعنی خوش دلی اور شوق سے قبول کرے گا) جیسا کہ آدمی کسی آدمی سے محبت کرتا ہے تو اس کی ہر شے کو وہ اچھا ہی جانتا ہے اور اس کی ہر ادا محبت میں اضافہ کا سبب بنتی جاتی ہے حتیٰ کہ وہ اپنے محبوب کے بارے میں ایسی ہی خبر قبول کرے گا جو اس سے محبت میں ترقی اور غلو کا ذریعہ بنے۔

ا۔ حضرت عباس رضی اللہ عنہ کے بارے میں منقول ہے جب ان کی موت کا وقت آیا تو بیٹے سے فرمایا: عبداللہ میں تجھے وصیت کرتا ہوں:

بحب الله عزوجل وحب طاعته	اللہ تعالیٰ سے محبت کرنا اس کی فرمانبرداری
وخوف الله وخوف معصية فانك	کرنا اور گناہوں سے اس کا خوف کرنا اگر
اذا كنت كذالك لم تكره الموت	تو ایسا کرے گا تو تجھے موت سے کوئی ڈر
حتى اتاك	نہ ہوگا یہاں تک کہ وہ آجائے گی۔

بیٹے تجھے اللہ تعالیٰ کے سپرد کرتا ہوں پھر قبلہ رخ ہو کر کلمہ طیبہ پڑھا اور روح پرواز کر گئی۔

۲۔ حضرت مالک بن دینار رضی اللہ عنہ سے ہے کہ ہم تک یہ روایت پہنچی ہے حضرت داؤد علیہ السلام ایک دعا یہ مانگا کرتے تھے:

اللهم اجعل حبك احب الى من	اے اللہ مجھے میرے کانوں، آنکھوں اور
سمعي وبصري ومن الماء البارد	ٹھنڈے پانی سے بڑھ کر اپنی محبت عطا فرما

۳۔ حضرت امام مالک رحمۃ اللہ علیہ کا بیان ہے اللہ تعالیٰ نے بنی اسرائیل کی طرف یہ وحی فرمائی میں تمہارے اقوال کو نہیں بلکہ تمہارے ارادوں اور تمناؤں کو قبول کرتا ہوں جس کی خواہش اور آرزو میری محبت ٹھہری:

کان صمته عندی تقدیساً وتسبیحا ووقاراً	اس کی خاموشی میرے ہاں تسبیح وتہلیل وتکبیر کا درجہ رکھتی ہے۔

۴۔ حضرت ذوالنون مصری رضی اللہ عنہ سے محبت کے بارے میں پوچھا گیا تو فرمایا: تم اس سے محبت کرو جس سے اللہ محبت فرماتا ہے اور اسے ناپسند جانو جسے وہ ناپسند فرماتا ہے اللہ کی خاطر نیکی کرو اور وہ کام ترک کر دو جو اللہ تعالیٰ سے غافل کر دے، اللہ تعالیٰ کے احکام بجا لانے میں کسی کی ملامت کی پرواہ نہ کی جائے، مسلمانوں کے ساتھ نرمی، کفار سے سختی اور سید المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم کی اتباع۔

۵۔ حضرت ابویزید بسطامی رضی اللہ عنہ سے اللہ سے محبت کرنے والے اور جس سے اللہ محبت کرے کی علامت کے بارے میں سوال ہوا، تو فرمایا: جو اللہ سے محبت کرتا ہے

فهو مشغول بعبادته ساجداً وراكعاً	وہ اللہ تعالیٰ کی عبادت میں مشغول رہتا ہے کبھی حالت سجدہ میں اور کبھی رکوع میں
	اگر اس سے تھک گیا تو
استروح الی ذکر اللسان والثناء	زبان سے اس کا ذکر وثناء کرتا ہے۔
	اگر اس سے بھی عاجز آ گیا تو
استروح الی ذکر القلب والتفکیر	پھر دل کے ذکر وفکر میں آرام پاتا ہے

رہی اس بندے کی علامت جسے اللہ تعالیٰ محبوب بناتا ہے:

اعطاہ سخاوۃ کسخاوۃ البحر اسے سمندر جیسی سخاوت، سورج جیسی
وشفقتہ کشفقۃ الشمس وتواضعا شفقت اور زمین جیسی تواضع عطا فرماتا
کتواضع الارض ہے۔

٦۔حضرت یحییٰ بن معاذ رازی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: محبت محبوب کی طرف سے ہی صحیح ہوتی ہے اور جس سے اللہ تعالیٰ محبت فرمائے اس کے برابر وہ نہیں ہو سکتا جو اللہ سے محبت کرے (یعنی اللہ کا محبوب اور اللہ کا محب برابر نہیں ہو سکتے)

٧۔شیخ احمد بن ابی الحواری سے منقول ہے اللہ کی محبت اطاعت الٰہی سے محبت ہے، یہ بھی فرمایا: ذکر اللہ سے محبت ہے، جب اللہ تعالیٰ بندے سے محبت کرے تو بندہ اس سے محبت کرتا ہے، بندہ اللہ سے محبت کی ابتدا کرنے کی استطاعت ہی نہیں رکھتا حتی کہ ابتداء محبت کی اللہ کی طرف سے ہوتی ہے اور اس کی علامت یہ ہے کہ بندہ ہر وقت اس کی رضا کی تلاش میں رہنے لگ جاتا ہے۔

٨۔حضرت ابراہیم بن علی المریدی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: یہ محال ہے کہ تمہیں اللہ کی معرفت ہو پھر اس سے محبت نہ ہو یہ محال ہے کہ محبت ہو لیکن اس کی یاد اور ذکر نہ ہو، یہ محال ہے کہ اس کا ذکر ہو مگر اس کی حلاوت نہ ہو، یہ بھی محال ہے کہ تمہیں اس کے ذکر کی حلاوت محسوس ہو اور پھر تم اس کے سوا کسی کی طرف متوجہ نہ ہو۔

٩۔حضرت ذوالنون مصری رضی اللہ عنہ نے علامت محبت یوں بیان کی، جو شے اس سے دور لے جائے اسے ترک کر دینا تا کہ تمام توجہ و دل کا مرکز فقط اللہ تعالیٰ کی ذات ہو جائے

١٠۔حضرت یحییٰ بن معاذ رضی اللہ عنہ نے حقیقت محبت پہ روشنی ڈالتے ہوئے فرمایا: تمہیں محبوب کے علاوہ کوئی دکھائی ہی نہ دے اور اس کے علاوہ کسی کو ناصر اور

معاون نہ بناؤ، اس سے بے نیاز نہ ہوں۔

۱۱۔ حضرت ابوسعید الخزار رضی اللہ عنہ نے یہ آیت مبارکہ پڑھی:

هَلْ جَزَآءُ الْاِحْسَانِ اِلَّا الْاِحْسَانُ   نیکی کا بدلہ کیا ہے مگر نیکی۔

(پ ۲۷، الرحمٰن: ۶۰)

اور کہا کہ اللہ تعالیٰ فرمار ہا ہے کہ جس نے اپنے نفس سے انقطاع حاصل کر لیا اس کی جزا فقط اپنے رب سے تعلق ہے، جس نے مخلوق کی محبت سے جدائی کر لی اسے فقط رب العالمین سے محبت نصیب ہو جائے گی جس نے ہمارے احکام پر عمل وصبر کیا ہم اس کو جزا کے طور پر اپنا وصل عطا فرمائیں گے اور جس کو وصل مل گیا وہ کہاں کسی کو پسند کرے گا؟ دنیا میں تگ و دو (استقامت) کرنا آخرت میں راحت کا سبب بنتا ہے جو مصائب پر صبر کرے گا اسے مولیٰ کا قرب نصیب ہو گا، جس نے اپنا دل ہمارے حوالے کر دیا ہم اس کا غیر کو مالک نہیں بننے دیں گے، جو مخلوق سے دور ہو گیا اس کی جزا حق تعالیٰ کا قرب ہی ہے

۱۲۔ حضرت ذوالنون مصری رضی اللہ عنہ سے اسی آیت مبارکہ کا مفہوم پوچھا گیا تو فرمایا: اللہ تعالیٰ فرما رہا ہے جس پر میں احسان فرماتا ہوں اس کی جزا یہ ہے کہ میں احسان کو اس پر محفوظ رکھتا ہوں تو یہ احسان پر احسان ہوا۔

۱۳۔ شیخ عبد اللہ بن ابوعیسیٰ کا بیان ہے، بصرہ میں ضعیف آدمی تھے حالت قیام میں عبادت کرتے جب تھک جاتے بیٹھ کر شروع کر دیتے جب بیٹھنا دشوار ہو جاتا لیٹ کر شروع کر دیتے اور جب یہ بھی دشوار ہو جاتا تو کہتے مجھے بٹھاؤ پھر آسمان کی طرف نظر کر کے کہتے، اللہ تو پاک ہے تعجب ہے مخلوق پر وہ کیسے تیرے

سوا کسی سے محبت کرتی ہے؟

۱۴۔ شیخ ابو جزیمہ کہتے ہیں: ایک راہب کا قول ہے جب محبت دل میں گھر کر لیتی ہے تو اہل اور اولاد ذہن سے زائل ہو جاتے ہیں، انہوں نے ہی نقل کیا، ایک راہب نے شیخ حسن بن شوذب سے کہا: اللہ تعالیٰ سے محبت کرنے والا وہی ہو گا جو کُل محبت اسی سے ہی کرے تو اس پر ان کی چیخ نکل گئی، یہ بھی کہا: میں نے شیخ مضاد بن عیسیٰ سے سنا، اللہ کی محبت تمہیں اس کے لیے بلا دلیل عمل کے لیے مجبور کر دے گی۔

۱۵۔ حضرت مجاہد سے ہے، حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ نے کہا: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے

هَلْ جَزَآءُ الْاِحْسَانِ اِلَّا الْاِحْسَانُ نیکی کا بدلہ کیا ہے مگر نیکی۔

(پ۲۷، الرحمٰن: ۶۰)

کی تفسیر فرمائی:

ماجزاء من انعمت علیه بالتوحید الا الجنة جس پر میں نے توحید کی نعمت فرمائی اس کی جزا فقط جنت ہے۔

اس کی سند میں ابراہیم بن محمد کوفی منکر الحدیث ہے۔ واللہ اعلم

۱۶: حضرت فضیل بن عیاض رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: ایک حکیم نے کہا، مجھے اس بات سے شرم آتی ہے کہ میں فقط جنت کی خاطر اللہ تعالیٰ سے محبت کر کے اس بد مزدور کی طرح بن جاؤں جسے معاوضہ ملے تو کام کرے اور اگر معاوضہ نہ ملے تو کام چھوڑ دے، ہاں اس کی محبت مجھ سے وہ کام لے جو اور کوئی نہ لے سکے۔

۱۷۔ابن مہدی کہتے ہیں: میں نے شیخ علی بن موفق کو ان گنت دفعہ کہتے سنا، اے اللہ! اگر تو جانتا ہے میں تیری عبادت تیرے دوزخ کے خوف کی بنا پر کرتا ہوں تو مجھے اس میں عذاب دے اور اگر تو جانتا ہے کہ میں تیری عبادت تیری جنت کے شوق سے کرتا ہوں تو تو مجھے اس سے محروم کر دے اور اگر تو جانتا ہے کہ میں فقط تیری محبت میں اور تیری ذات اقدس کے شرف میں عبادت کرتا ہوں تو ایک دفعہ زیارت کا شوق عطا فرمادے اور پھر جو چاہو حاضر ہوں۔

۱۸۔شیخ ضیغم حلاب فرمایا کرتے، اللہ تعالیٰ سے محبت کرنے والوں کے دل اس میں اس قدر مشغول ہو جاتے ہیں کہ انہیں دنیا میں کسی غیر میں لذت نہیں رہ جاتی اور آخرت میں دیدار الٰہی سے بڑھ کر کسی شے کی تمنا نہیں رکھتے۔

۱۹۔حضرت ذوالنون مصری رضی اللہ عنہ کا قول ہے جو عبادت کا شہید ہے اس کا فدیہ جنت ہے اور جو اس کی محبت میں شہید ہوا اس کا بدلہ دیدار ہے۔

۲۰۔حضرت یحییٰ بن معاذ رضی اللہ عنہ سے منقول ہے، جو آدمی ولیمہ میں فقط ولیمہ کی خاطر شرکت کرتا ہے اس میں اور جو ولیمہ میں محبوب کی ملاقات کے لیے شرکت کرتا ہے اس میں زمین و آسمان کا فرق ہے۔

۲۱۔حضرت سفیان ثوری، حضرت رابعہ رضی اللہ عنہا کے پاس آتے، فرمایا: ابوسفیان تمہارے ہاں سخاوت کیا ہے؟ کہنے لگے دنیا والوں کے ہاں مال خرچ کرنا اور آخرت والوں کے ہاں اپنی ذات بھی قربان کر دینا ہے، فرمایا: سفیان تم غلط کہہ رہے ہو، عرض کیا، آپ کے ہاں سخاوت کیا ہے؟ فرمایا: اللہ تعالیٰ سے محبت کی بنا پر عبادت کرو اس پر جزا معاوضہ کا خیال ترک کر دو، پھر یہ کہا: اگر تیری ذات

اقدس نہ ہو نہ جنت اچھی لگے اور نہ اس کے دائمی انعامات، لوگ جنت کی خاطر تجھے چاہتے ہیں اور میرا دل تیرے سوا کسی کا ارادہ نہیں رکھتا۔

۲۲۔شیخ اسماعیل (بہت بڑے عابد) کہتے ہیں: میری ملاقات حضرت بہلول مجنون سے ہوئی فرمانے لگے، ایک بات پوچھوں؟ عرض کیا، ضرور، فرمایا: سخاوت کیا ہے؟ عرض کیا، مال خرچ کرنا، فرمایا: یہ تو دنیوی سخاوت ہے، اُخروی کیا ہے؟ عرض کیا، اپنے مولیٰ کی فی الفور اطاعت کرنا، فرمایا: اس سے جزا کی اُمید پر ہے، عرض کیا ہاں، ایک کے بدلے دس، فرمایا: یہ دین میں پسندیدہ نہیں، مولیٰ کی اطاعت بغیر کسی خیال کے ہونی چاہیے تم تو معاوضہ مانگ رہے ہو۔

۲۳۔شیخ جامع بن احمد خزاف کہتے ہیں: میں نے یحییٰ بن معاذ رازی کو فرماتے سنا، اہل معرفت دو مرد ہیں، ایک جو اس پر خوش ہے کہ میں اس کی عبادت کرتا ہوں، دوسرا جو اس پر خوش ہے کہ مجھے اس کی معرفت حاصل ہے، پہلا اللہ کے ساتھ خوش ہو رہا ہے اپنے نفس کے ساتھ نفس کے لیے جبکہ دوسرا اللہ کے ساتھ اللہ کی طرف سے اللہ کی خاطر خوش ہو رہا ہے، یہ فرمایا:

لھذا سرور الخبر فکیف سرور النظر   یہ خوشی تو اطلاع کی بنا پر ہے دیدار کا عالم کیا ہوگا۔

۲۴۔شیخ محمد بن حاتم کا بیان ہے کہ میں نے حضرت جنید رحمۃ اللہ علیہ کو فرماتے سنا، میں نے ایک رات حضرت سری کے پاس بسر کی، جب رات کا کچھ حصہ گزرا تو فرمایا: جنید سو گئے ہو؟ عرض کیا، نہیں، فرمایا: ابھی بارگاہ خداوندی میں حاضری ہوئی، فرمان ہوا سری تم جانتے ہو ہم نے مخلوق کو کیوں پیدا کیا؟ عرض کیا،

نہیں، فرمایا: جب میں نے مخلوق کو پیدا کیا تو انہوں نے مجھ سے محبت کا دعویٰ کیا، میں نے دنیا پیدا کی تو دس ہزار سے نو ہزار دنیا میں مشغول ہو گئے ایک ہزار باقی رہ گئے، میں نے جنت پیدا کی ان میں سے نوصد اس کی طرف متوجہ ہو گئے باقی ایک سو رہ گئے، ان پر میں نے آزمائش بھیجی تو نوے ادھر متوجہ ہو گئے باقی دس رہ گئے میں نے فرمایا: تم کیا چاہتے ہو؟ نہ تم نے دنیا قبول کی نہ جنت کی طرف راغب ہوئے اور نہ تم مصیبت میں بھاگے؟ انہوں نے عرض کیا، تو ہماری تمنا کو جانتا ہے، فرمایا: میں تم پر ایسے مصائب نازل کروں گا جنہیں مضبوط پہاڑ بھی نہ اُٹھا سکیں گے، عرض کیا، اگر تم یہ بھی کر دو تب بھی ہم خوش ہیں، فرمایا: تم ہی تو میرے مقبول بندے ہو۔

۲۵۔ شیخ ابوعثمان کہتے ہیں: میں نے حضرت ذوالنون مصری رضی اللہ عنہ کو فرماتے سنا، محبت کی تین نشانیاں ہیں:

تکلیف میں خوش رہنا، محنت میں حسن ظن، معرفت کی تین یہ ہیں:

اللہ کی طرف متوجہ رہنا، اللہ کی طرف مخلوق سے منقطع ہو جانا، اللہ کی ذات کے ساتھ ربط و تعلق پر فخر کرنا، ہر شے سے اس کی طرف بھاگنا، ہر شے اسی سے مانگنا اور ہر وقت اسی کی طرف رہنمائی کرنا۔

۲۶۔ حضرت ذوالنون نے فرمایا: اللہ تعالیٰ کے کچھ بندے ایسے ہیں جن کی ہمتیں مغز معرفت سے عبارت ہیں، انہیں شرابِ محبت پلائی گئی ہے وہ سر کے بل اپنے رب کی اطاعت کرتے ہیں، صراط مستقیم پر گامزن اور رضائے الٰہی کے لیے بھاگتے ہیں۔

۲۷۔ شیخ ابو علی حسن بن علویہ کہتے ہیں: حضرت یحییٰ بن معاذ رازی سے پوچھا گیا کونسی مجلس سب سے پسندیدہ اور لذیذ ہے؟ فرمایا: میدان توحید میں فکر کرتے ہوئے بیٹھنا تاکہ معرفت کی خوشبو اور محبت کا جام نصیب ہو، سبحان اللہ! کس قدر یہ پُر لذت مجلس ہے اور کس قدر میٹھی شراب ہے، پوچھا کونسا کھانا لذیذ ہے؟ فرمایا توحید الٰہی سے صبر کے منہ میں ذکر اللہ کا وہ لقمہ جو کرامت الٰہی سے اُٹھایا جائے، عرض کیا، مومن کی عید کیا ہے؟ فرمایا: ایمان پہ سرور اور قرآن پہ خوشی۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

قُلْ بِفَضْلِ اللّٰهِ وَبِرَحْمَتِهٖ فَبِذٰلِكَ فَلْيَفْرَحُوْا هُوَ خَيْرٌ مِّمَّا يَجْمَعُوْنَ (پ۱۱، یونس:۵۸)	تم فرماؤ اللہ ہی کے فضل اور اسی کی رحمت اور اسی پر چاہیے کہ خوشی کریں اور ان کے سب دھن و دولت سے بہتر ہے

۲۸۔ شیخ سری سقطی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: اللہ کے ساتھ سرور ہی سرور ہے اس کے علاوہ کے ساتھ سرور غرور (دھوکہ) ہے۔

۲۹۔ شیخ اوس اعور کہتے ہیں: میں نے ریحانہ مجذوبہ کو یہ دعا کرتے ہوئے سنا، اللہ میں تیری پناہ میں آتی ہوں اس بدن سے جو تیری بارگاہ میں حاضر نہیں ہوتا وہ دونوں آنکھیں آندھی ہو جائیں جو تیرے شوق میں روتی نہیں اور ہاتھ خشک ہو جائیں جو تیری طرف زاری سے اُٹھتے نہیں۔

پھر یہ شعر پڑھا:

یاحبیب القلوب انت حبیبی   لم تزل انت منیتی وسرودی

(اے دلوں کے محبوب تو ہی میرا محبوب ہے، ہمیشہ سے تو ہی میری تمنا اور میرا سرور ہے)

۳۰۔ شیخ یوسف بن حسین کہتے ہیں: حضرت ذوالنون نے بیان فرمایا میں طواف کر رہا تھا میں نے وہاں مجذوب کو دیکھا وہ کہہ رہے تھے اللہ تیری محبت نے مجھے قتل، تیرے شوق نے مجھے تلف اور تیرے اتصال نے مجھے بیمار کر دیا، ہلاک ہو جائیں وہ دل جو تیرے غیر سے محبت کرتے ہیں وہ دل برباد ہو جائیں جو تیرے سوا سے انس حاصل کرتے ہیں۔

۳۱۔ حضرت ذوالنون رضی اللہ عنہ نے فرمایا:

الانس باللّٰہ نورساطع والانس بالناس غم واقع	اللہ تعالیٰ سے انس و محبت روشن نور ہے اور لوگوں سے انس حقیقی غم ہے۔

۳۲۔ انہی سے یہ الفاظ بھی منقول ہیں لوگوں کے ساتھ انس زہر قاتل ہے:

۳۳۔ انہی سے ہے اللہ تعالیٰ سے انس کی تین علامات ہیں۔

۱۔ تنہائی میں لذت پانا ۲۔ لوگوں کی مجلس سے وحشت

۳۔ وحدت کو میٹھا جاننا۔

وصل کی تین علامات ہیں:

۱۔ تمام احوال میں اللہ سے انس

۲۔ تمام اعمال میں اس سے سکون

۳۔ تمام اشغال میں غلبہ شوق میں محبت موت۔

شوق کی بھی تین نشانیاں ہیں:

۱۔ رحمت کے ساتھ موت کی محبت۔

۲۔ زندگی کے ساتھ بغض۔

۳۔ کنایت کے ساتھ دائمی غم

۳۴۔ شیخ صالح المری کہتے ہیں: میں نے ریحانہ مجذوبہ کے گریباں کے اوپر یہ لکھا ہوا دیکھا:

انت انس ومنیتی وسروری　　قد ابی القلب ان یحب سواکا

یاعزیزی ونیتی واشتیاقی　　طال شوقی متی یکون لقاکا

لیس سولی من الجنان نعیم　　غیر انی اریدھا لاراکا

(تو ہی میرا انس، آرزو اور سرور ہے۔ دل نے تیرے سوا کسی کو محبوب بنانے سے انکار کر دیا اے میرے پیارے، میری تمنا اور میرے شوق! میرا شوق بڑھ گیا ہے تیری ملاقات کب ہو گی؟ جنت کی نعمتوں کا سوال بھی تیرے دیدار کی خاطر ہی ہے)

ان کے سینہ پر یہ تحریر تھی:

حسب المحب من الحبیب بعلمه　　ان المحب ببابه مطروح

والقلب فیه وان تنفس فی الدجی　　بسهام لوعات الهوی مجروح

(محبّ کے لیے حبیب کا پتہ ہی کافی ہے کیونکہ محبّ حبیب کے دروازے پر پڑا ہوتا ہے اور اس میں دل، اگرچہ وہ تاریکیوں میں سانس ہی لے رہا ہو، کئی ٹکڑوں میں بٹا ہو اور محبت میں زخموں سے چُور ہوتا ہے)

۳۵۔ شیخ علی بن سہل کا فرمان ہے، اللہ تعالیٰ سے اُنس یہ ہے کہ تم مخلوق سے

وحشت کرو البتہ اللہ تعالیٰ کے دوستوں سے محبت کرو کیونکہ ان کی دوستی اللہ تعالیٰ سے انس ہے۔

۳۶۔شیخ ابو عثمان کہتے ہیں، کلام شاہ میں یہ ہے کہ انس کی علامت غافلین سے وحشت، وحدت میں سکون اور احباب کی رفاقت ہے، شیخ عبداللہ رازی کہتے ہیں ابوعثمان کو یہ کہتے ہوئے سنا جب اللہ تعالیٰ سے انسان کو سرور حاصل ہو جاتا ہے تو اس کو مقام انس پیدا ہوتا ہے اور انس کامل ہو جائے تو ماسوا سے وحشت ہو جاتی ہے۔

۳۷۔شیخ سری فرماتے ہیں، میں نے حضرت فضیل سے ان کی بیٹی کے بارے میں سنا اس کے ہاتھ میں تکلیف تھی تو عیادت کرتے ہوئے والد نے پوچھا بیٹی ہاتھ کا کیا حال ہے عرض کیا ابا جان میرے اللہ نے اس قدر مجھ پر ثواب کا دروازہ کھولا ہے کہ میں ہمیشہ شکر ادا نہیں کر سکتی مجھے اس کے حسن یقین پر تعجب ہوا حضرت فضیل فرماتے ہیں میں اس کے پاس بیٹھا تھا تو میرا تین سالہ بیٹا آیا میں نے اسے چوما اور سینے سے لگایا بیٹی کہنے لگی ابا جان! میرا تو گمان تھا کہ آپ اللہ تعالیٰ کے سوا کسی سے محبت نہیں کرتے ہونگے میں نے کہا بیٹی کیا تم اولاد سے محبت نہیں کرتی؟ کہنے لگی۔ابا جان؟

المحبۃ للخالق والرحمۃ للاولاد   محبت صرف خالق کے لئے اور اولاد کے لیے شفقت ہے۔

حضرت فضیل نے سر پر ہاتھ مارا اور کہا یا رب میری بیٹی نے اپنی اور بھائی کی محبت میں مجھے شرمندہ کر دیا ہے۔ تیری عزت کی قسم میں تیری ملاقات تک تیرے سوا کسی کو محبوب نہیں بناوں گا۔

۳۸۔حضرت فضیل کا فرمان ہے مبارک ہو اسے جو لوگوں سے اور اپنے رب سے انس کرتے ہوئے گناہوں پہ روتا ہے۔

۳۹۔حضرت فضیل بن عیاض، انس کا فرمان ہے:

کفی باللہ محبا وبالقرآن مونسا وبا لموت واعظا وکفی بخشیة اللہ علما والاغترار باللہ جھلا

اللہ اور قرآن محبت کے لیے کافی ہیں اور وعظ کے لیے موت کافی ہے، اللہ کی خشیت کے لیے علم اور اللہ سے غفلت کے لیے جہالت کافی ہے۔

۴۰۔شیخ ابراہیم بن احمد خواص رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: فضول کلام کے ساتھ دل کی نرمی کی خواہش نہ کرو۔ حب مال و شرف کے ساتھ اللہ کی محبت کی تمنا نہ کرو، مخلوق کے ساتھ محبت رکھتے ہوئے اللہ کے ساتھ محبت کی خواہش نہ رکھو۔

۴۱۔حضرت ابراہیم بن ادھم رضی اللہ عنہ کے بارے میں ہیں انہوں نے اپنے نفس کی اس قدر تربیت فرمائی کہ ان کے ہاں طیبات کا ترک ان کے تناول سے زیادہ لذیذ تھا اور فرمایا: اللہ تعالیٰ نے حضرت داؤد علیہ السلام پر وحی فرمائی، اے داؤد! ہم نے شہوات و لذات کمزور بندوں کے لیے پیدا کیں ہیں رہے کامل لوگ تو ان کا ان سے کیا تعلق؟ اے داؤدان میں سے کسی کے ساتھ دل متعلق نہ کرنا کیونکہ اس پہ میں کم از کم یہ سزا دوں گا کہ تمہارے دل میں اپنی محبت کی حلاوت ختم کر دوں گا۔

۴۲۔شیخ احمد بن ابی الحواری اپنے بھائی سے بیان کرتے ہیں ایک اسرائیلی نے سمندر کے جزیرہ میں چار سو سال عبادت کی اس کے بال اس قدر طویل ہو گئے

کہ وہ درختوں کی ٹہنیوں میں اُلجھ گئے ایک دن اس کا گزر ایک ایسے درخت کے پاس سے ہوا جس پہ پرندے کا گھونسلا تھا تو اس نے اپنا مصلیٰ اس کے قریب کر لیا آواز آئی تم نے میرے غیر سے محبت کر لی ہے اس کی قسم میں تجھے تیرے مقام سے دو درجے نیچے کر رہا ہوں۔

۴۳۔ شیخ شبلی سے سوال ہوا معرفت کی علامت کیا ہے؟ فرمایا: محبوب کے علاوہ ہر شے سے نسیان، پوچھا صحت محبت کی علامت؟ فرمایا محبوب کے علاوہ کوئی دکھائی نہ دے اور ارشاد باری تعالیٰ

وَمَا كُنَّا عَنِ الْخَلْقِ غٰفِلِيْنَ　　اور ہم خلق سے بے خبر نہیں۔

(پ ۱۸، المومنون: ۱۷)

کے بارے میں شیخ شبلی کا فرمان ہے کہ ہم ان سے غافل نہیں جو ہم سے قریب ہیں اور نہ ان سے جو ہماری طرف مشغول ہو کر متوجہ ہیں۔

۴۴۔ شیخ علی بن سہل نے فرمایا غافل، اللہ کے حلم، ذاکر اللہ کی رحمت، عارف اللہ کے لطف، صادق اللہ کے قرب اور اہل محبت انس باللہ اور شوق الٰہی میں زندگی بسر کرتے ہیں۔

۴۵۔ شیخ علی بن عبد الرحمٰن سے محبت اور عشق میں فرق پوچھا گیا تو فرمایا: محبت ایسی لذت ہے جو غیر محبوب کو دیکھنے سے اندھا کر دیتی ہے اور جب وہ انتہا پر پہنچے تو وہ عشق کہلاتی ہے یہی معنیٰ ہے نبی اکرم ﷺ کے اس اس ارشاد گرامی کا

حبك الشئ يعمی ويصم　　تجھے شے کی محبت اندھا اور بہرا کر دے گی۔

۴۶۔ حضرت ذوالنون ﷺ نے فرمایا: شوق اعلی درجہ اور اعلیٰ مقام ہے جب بندہ اسے پالیتا ہے تو وہ اپنے رب کی ملاقات کے شوق، محبت اور دیدار کی تمنا میں موت کو مؤخر جاننے لگتا ہے۔

۴۷۔ شیخ ابو عثمان نے کلام شاہ سے نقل کیا، اہل محبت کا مقام اپنے محبوب کا شوق اور ان کی طلب، ان کی خدمت کی تمنا ہوتی ہے انہوں نے یہ بھی فرمایا: مشتاق لوگوں کے دس مقامات ہیں: دل کا تعلق محبوب کے ساتھ، دل کی پرواز اسی کی طرف، ذکر کے وقت اضطراب، وحدت سے انس، مجالس سے دوری، کلام رحمٰن کی طرف میں تدبر خلوت میں نفس پر رونا، اس کی مدد کی طلب، مناجات کرنا اور ملاقات کا شوق، شیخ ابو عثمان کہتے ہیں شوق، محبت ہی ہے جس نے اللہ سے محبت کی اسے اس کی ملاقات کا شوق ہوگا، شیخ ابو عثمان نے ارشاد ربانی

مَنْ كَانَ يَرْجُوْا لِقَآءَ اللّٰهِ فَاِنَّ اَجَلَ اللّٰهِ لَاٰتٍ جسے اللہ سے ملنے کی اُمید ہو تو بے شک اللہ کی میعاد ضرور آنے والی ہے (پ ۲۰، العنکبوت: ۵)

کے تحت فرمایا: یہ عشاق لوگوں سے تعزیت ہے کہ میں جانتا ہوں تم پر میرا شوق غالب ہے میں نے تمہاری ملاقات کے لیے وقت مقرر کر رکھا ہے عنقریب شوق رکھنے والوں سے ملاقات ہوگی اور فرمایا جس قدر بندے کے دل میں اللہ کا شوق اور سرور ہوگا اسی قدر وہ اس سے دوری اور اس کی ناراضگی سے ڈرے گا۔

۴۸۔ شیخ ابو حفص کہتے ہیں: اللہ سے محبت صدق پر ہے کہ تیرا دل اور تیرا نام، کس دفتر میں لکھا ہے۔

۴۹۔مالک بن دینار کہتے ہیں ،ایک دن میں قبرستان چلا گیا وہاں میں نے دونوجوان دیکھے جو کچھ لکھ رہے تھے، میں نے ان سے کہا، اللہ تم پر رحم کرے تم کون ہو؟انہوں نے کہا، ہم فرشتے ہیں اور ان لوگوں کا نام لکھ رہے ہیں جو اللہ سے محبت رکھتے ہیں، میں نے اللہ کی قسم دے کر پوچھا کہ بتاؤ ان میں میرا نام بھی ہے ؟انہوں نے کہا، نہیں، مالک بن دینار غش کھا کر گر پڑے جب افاقہ ہوا تو کہا، میں تمہیں اللہ کی قسم دے کر کہتا ہوں کہ میرا نام آخری سطر میں اسی طرح لکھ لو کہ مالک بن دینار طفیلی اللہ کے محبین سے محبت رکھتا ہے جب رات ہوئی تو نیند میں دیکھا کہ کہا جا رہا ہے کہ تو بھی ان میں شامل ہے "المرء مع من احب"

۵۰۔حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، ایک اعرابی حضور علیہ السلام کی بارگاہ میں حاضر ہوا اور عرض کی ، اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم قیامت کب ہے ؟رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: تو نے اس کے لیے کیا تیاری کی ہے؟اعرابی نے عرض کیا، میری ایسی تو کوئی تیاری نہیں جس پر فخر کرسکوں سوائے اس کے کہ میں اللہ اور اس کے رسول سے محبت کرتا ہوں تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تو جس سے محبت کرتا ہے اس کے ساتھ ہے۔

(مسلم)

۵۱۔ابو علی جوزجانی کہتے ہیں، تین اشیاء توحید کی علامت ہیں:

۱۔خوف۔ ۲۔رجاء۔ ۳۔محبت

خوف کی زیادتی گناہوں کی کثرت پر وعید کی وجہ سے ہے اور رجاء کی زیادتی وعید کے باوجود خیر کے حصول پر ہے اور فضل واحسان پر کثرت ذکر کی وجہ

سے محبت میں اضافہ ہوتا ہے ۔لہذا خائف بھاگ کر چھٹکارہ نہیں پا سکتا اُمیدوار طلب سے اور محب، محبوب کے ذکر سے چھٹکارہ نہیں پا سکتا لہذا خوف روشنی پھیلانے والی آگ ہے "رجاء" روشنی پھیلانے والا نور ہے اور محبت نورالانوار ہے۔

۵۲۔محمد بن جعفر الاشنائی کہتے ہیں، میں نے دستر خوان پر کھانا کھاتے یحییٰ بن معاذ کو کہتے سنا کہ تمہاری فطانت نیکی کے لیے ہے اور فراغت اللہ کے ذکر کے لیے اور جب تمہاری فراغت اس کے ذکر کے لیے مختص ہو جائے گی تو وہ تم پر اپنی محبت کا احسان فرمادے گا اور جب محبت پیدا کر دے گا تو تمہیں اپنے قرب میں جگہ دیدے گا۔

۵۳۔ابو الحسن وراق رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں، محبت ایمان باللہ کا حصہ ہے اور یہ اولیاء واصفیاء کے تمام مراتب کی اصل ہے۔

۵۴۔انہی سے ہے کہ محبت کے شعبے اللہ کے احسان کے دوام ذکر سے ہیں جو کہ دائمی ذکر کرتا ہے تو وہ محبت کی خوشبو اپنے قریب سے محسوس کرتا ہے۔

۵۵۔ابوالحسین فارسی کہتے ہیں، میں نے ابن عطا کو فرماتے سنا (اور یہ حدیث بالمعنیٰ ہے) دل اپنے محسن کی محبت اور دشمن کے بغض پر قائم ہوتے ہیں ۔پھر فرمایا: کیسے ممکن ہے کہ تم اللہ سے محبت نہ کرو حالانکہ تم پر مسلسل اس کی نعمتیں نازل ہو رہی ہیں اور کبھی نہیں رکتیں ۔البتہ کمزور یقین یا معرفت وایمان کی کمی تمہیں اس کی محبت اور اس کی طرف میلان سے روک دیتے ہیں۔

۵۶۔ابوالحسین بن مالک سے محبت کی علامت پوچھی گئی تو انہوں نے فرمایا: اپنی پسند کو محبوب کی پسند کے لیے چھوڑ دینا۔

۵۷۔ابوعمرو جوزجانی کہتے ہیں، میں نے جنید سے محبت کے بارے میں سوال کیا تو انہوں نے فرمایا: تمہاری مراد اشارہ سے ہے؟ میں نے عرض کیا، نہیں، انہوں نے پوچھا: تمہاری مراد دعویٰ محبت سے ہے؟ میں نے عرض کیا، نہیں، کہا پھر تمہاری کیا مراد ہے؟ میں نے عرض کی عین محبت کیا ہے؟ کہا، اللہ کے بندوں میں جو چیز اللہ کو پسند ہے تو بھی اسے پسند کرے اور جو چیز اللہ کو ناپسند ہے تو بھی ناپسند کرے۔

۵۸۔جعفر بن محمد کہتے ہیں، میں نے جنید کو کہتے سنا، کہ تم اللہ تعالیٰ کے حقیقی بندے نہیں بن سکتے جبکہ تم اس کی ناپسند چیزیں کرنے والے ہو۔

۵۹۔شیخ احمد بن ابی الحواری فرماتے ہیں: میں نے شیخ بشر بن سری سے سنا یہ محبت کی علامت نہیں کہ تو اس سے محبت کرے جس سے تیرا محبوب نفرت کرے

۶۰۔شیخ ابوسلیمان دارانی سے سوال ہوا، اہل محبت، محبت الٰہی سے کیا پاتے ہیں؟ فرمایا: عفت و پاکیزگی اور تھوڑے رزق میں گذر اوقات۔

۶۱۔حضرت فضیل سے سوال ہوا کب انسان اللہ کی محبت کی انتہا پر ہوتا ہے۔فرمایا جب اللہ کی اسے عطا اور عدم برابر ہو جائے۔

۶۲۔کلام شاہ میں ہے محبت کی تین علامات ہیں: مصیبت میں راضی رہنا، ہر حال میں حسن ظن اور خطرے میں ڈالنے کے وقت تحسین۔

۶۳۔شیخ عبدالواحد بن زید کہتے ہیں، اعمال میں صبر سے بڑھ کر رضا ہے اور رضا سے بڑھ کر کوئی اعلیٰ مقام نہیں اور یہی محبت کی سردار ہے۔

۶۴۔شعیب بن واقد کہتے ہیں میں نے چوکھٹ پر ایک غلام کو ساری رات یہ

کہتے ہوئے سنا اگر تو عذاب دے تو میں تیرے ساتھ محبت کرتا ہوں اور اگر تو مجھ پر رحم فرمادے تو میں تیرا ہوں۔

۶۵۔ شیخ یحییٰ بن معاذ نے فرمایا حقیقی محبت نہ تو صلہ سے بڑھتی ہے اور نہ ناراضگی سے کم ہوتی ہے۔

۶۶۔ شیخ حارث محاسبی سے محبت کے بارے میں سوال ہوا فرمایا: کسی کی طرف کلیۃً میلان محبت ہے پھر اسے اپنی ذات اور مال پر ترجیح دینا پھر خلوت وجلوت میں اس کا ماننا پھر اس کی محبت میں اپنی کوتاہی تسلیم کرنا۔

۶۷۔ حضرت جنید نے فرمایا: محبت کا مغز، خوشی اور ناراضگی میں محبوب کی موافقت ہے شیخ رویحہ نے محبت کے بارے میں فرمایا تمام احوال میں محبوب کی بات ماننا پھر یہ شعر کہوں گا:

ولو قلت مت مت سمعا و طاعة   وقلت لد اعی المرت اھلاً و سھلا

(اگر محبوب تو مرنے کا کہے تو خوشی سے مروں حتی کہ موت لے کر آنے والے کو خوش آمدید کہوں گا)

۶۸۔ شیخ ابوالحسن بوشنجی سے حب کے بارے میں سوال ہوا تو فرمایا محبوب کی معرفت کے ساتھ ساتھ خوب جدوجہد کرنا اور اس جدوجہد کے بارے محبوب جو چاہے کرے

۶۹۔ شیخ اصمعی کہتے ہیں: ایک اعرابی گناہ کا مرتکب ہو رہا تھا اسے کہا گیا افسوس تو اللہ سے محبت نہیں کرتا؟ کہنے لگا: کوئی ایسا محبّ دیکھا ہے جو محبوب کی خوشی کا خیال نہ کرتا ہو؟ اور جو آدمی شکر کے بارے میں سوال کا خوف رکھے گا وہ انعام سے دور رہنا پسند کرے گا۔

۷۰۔ شیخ ابو عبد اللہ المغربی ﷫ فرماتے ہیں: سیدنا ابراہیم علیہ السلام نے ایک رات سیدنا آدم علیہ السلام کے بارے میں تفکر کیا اور عرض کیا، یا رب تو نے انہیں پیدا فرما کر اس میں اپنی روح پھونکی پھر ملائکہ سے سجدہ کروایا پھر ایک لغزش پر انہیں نکالا حتیٰ کہ تمام لوگوں کی زبان پر آیا:

وَعَصٰی اٰدَمُ رَبَّهٗ فَغَوٰی (پ۱۶، طٰہٰ:۱۲۱)

اور آدم سے اپنے رب کے حکم میں لغزش واقع ہوئی تو جو مطلب چاہا تھا اس کی راہ نہ پائی۔

اللہ تعالیٰ نے وحی فرمائی، اے ابراہیم! کیا تمہیں علم نہیں حبیب کی مخالفت حبیب پر شدید ہوتی ہے۔

۷۱۔ حضرت وہب سے ہے اللہ تعالیٰ نے حضرت داؤد علیہ السلام پر وحی فرمائی: اے ابو داؤد! اپنا سر اُٹھاؤ، میں نے تمہیں بخش دیا ہاں سوائے اس کے کہ میرے پاس وہ سابقہ محبت نہیں۔

۷۲۔ حضرت ذوالنون رضی اللہ عنہ سے پوچھا گیا کب بندہ اپنے رب سے پیار کرتا ہے؟ فرمایا: جب اس سے ڈرنے لگے، تو وہ اس سے محبت کرنے لگتا ہے۔ کیا تمہیں علم نہیں جو گناہوں کا مسلسل ارتکاب کرتا ہے وہ محب محبوب کے دروازہ سے دور کر دیا جاتا ہے۔

۷۳۔ انہی سے ہے کہ حضرت ذوالنون فرماتے ہیں کہ ہر کوئی راستہ سے لوٹتا ہے جو پالیتا ہے وہ لوٹتا نہیں دنیا سے دور ہو جاؤ پھر عجائبات دیکھو۔

۷۴۔ انہوں نے فرمایا: میں نے بیت المقدس میں پتھر پر لکھا ہوا دیکھا ہر عاصی

وحشت میں اور ہر مطیع انس میں، ہر خائف بھاگنے والا اور ہر امید وار طالب، ہر صابر غنی اور ہر محبّ ذلیل ہوتا ہے میں نے ان لفظوں میں فکر کیا تو یہ تمام وہ اصول تھے جو مخلوق کو اللہ عزوجل سے دور لے جاتے ہیں۔

۷۵۔حضرت یحییٰ بن معاذ رازی رضی اللہ عنہ نے یہ اشعار پڑھے:

ان الملیك قد اصطفیٰ خداماً — متوددین موطئین کراما

رزقوا المحبة والخشوع لربهم — فتری دموعهم تسح سجاما

یحیون لیلهم بطول صلاتهم — لایسامون اذا لخلی ناماً

قوم اذا رقد العیون رایتهم — صفوا لشدة خوفه اقداماً

وتخالهم موتی لطول سجودهم — یخشون من نار الاله غراماً

شغفوا بحب الله طول حیاتهم — فتجنبوا لودادہ آثاماً

(۱۔بے شک بادشاہ نے ایسے غلام چنے ہیں جو محبت کرنے والے اور عزت دار ہیں۔۲۔انہیں محبت اور رب سے عجز وانکساری کی صفات عطا کی گئی ہیں تم ان کی آنکھوں سے مسلسل آنسو بہتے دیکھو گے۔۳۔وہ لمبی نمازوں سے اپنی راتوں کو زندہ کرتے ہیں اور اکتاتے نہیں جب کہ فارغ آدمی سوجاتا ہے۔ ۴۔وہ ایسے لوگ ہیں جب آنکھیں سوتی ہیں تو تم انہیں اللہ تعالیٰ کے خوف سے صفیں بنائے دیکھو گے۔۵۔ان کے طویل سجدوں کے باعث تم انہیں مردہ خیال کرو گے وہ اپنے رب کے عذاب سے انتہائی ڈرتے ہیں۔۶۔وہ ساری زندگی اللہ تعالیٰ کی محبت میں منہمک رہتے ہیں اور وہ اس کی محبت میں گناہوں سے دور رہتے ہیں)

۷۶۔حضرت سری سقطی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: میں نے ایک دن محبت کے بارے میں گفتگو کی پھر اپنے بازو پر ہاتھ مارا اور کہا اگر میں کہوں یہ اللہ کی محبت میں خشک ہے تو سچ ہے پھران پر غشی طاری ہوگئی پھران کا چہرہ چاند کی طرح ہوگیا

۷۷۔حضرت جنید نے فرمایا: کسی نے حضرت سری سقطی سے کہا آپ کیسے ہو؟ تو انہوں نے یہ شعر پڑھا:

من لم یبت والحب حشو فوادہ　　　لم یدر کیف تفتت الاکباد

(جو سوتا نہیں اور محبت اس کے دل کا لباس ہے ۔وہ نہیں جانتا جگر کیسے کیسے ٹکڑے ہوگیا)

۷۸۔انہی سے ہے ایک مرتبہ حضرت سری سقطی رحمۃ اللہ علیہ نے مجھے کاغذ دیا اور فرمایا اسے محفوظ رکھو اس میں یہ تحریر تھا۔

ولما شکوت الحب قال کذبتنی　　　فمالی اری الاعضاء منك کواسیاً

فما الحب حتی یلصق الجلد بالحشی　　　وتذبل حتی لا تجیب المنادیاً

وتنحل حتی لایبقیٰ لك الھوی　　　سوی مقلة تبکی بھا اوتناجیاً

(ا۔جب میں نے محبت کی شکایت کی تو اس نے کہا تو جھوٹ بولتا ہے اگر ایسا ہے تو تیرے اعضاء پر تہہ بہ تہہ (گوشت) کیسا؟ ۲۔محبت (اس وقت تک کامل) نہیں جب تک جلد انتڑیوں سے نہ مل جائے اور تو اتنا کمزور ہوجائے کہ پکارنے والے کو جواب نہ دے سکے ۔۳۔اور تو اتنا ڈبلا ہوجائے کہ تیری کوئی خواہش باقی نہ رہے سوائے آنکھوں کے جن سے رو سکے یا اشارہ کر سکے)

۷۹۔شیخ حسن بن محمد بن حنیفہ نے کہا جو کسی سے محبت کرتا ہے وہ اسے ناراض نہیں ہونے دیتا۔

پھر یہ اشعار کہے:

تعصی الالہ وانت تظہر حبہ   عار علیک اذا فعلت شنیع

لو کان حبک صادقاً لاطعتہ   ان المحب لمن احب مطیع

(تو اللہ کی نافرمانی کرتا ہے حالانکہ تو اس کی محبت کا اعلان کرتا ہے باعث شرم ہے اگر تو ایسا کرتا ہے تو۔اگر تیری محبت سچی ہوتی تو تو اس کی اطاعت کرتا کیونکہ محبّ، محبوب کا مطیع ہوتا ہے)اور یہ بھی کہا:

ماضر من کانت الفردوس منزلہ   ماکان فی العیش من بؤس واقتار

تراہ یمشی حزیناً خائفاً شعیثاً   الی المساجد یسعی بین اطمار

(کیا حرج ہے اگر دائمی منزل جنت ہو تو بھلے دنیاوی زندگی تکلیف اور تنگ دستی میں گزرے۔تم اسے غمزدہ، خوفزدہ، پراگندہ بال اور پرانے کپڑوں میں ملبوس مسجد کی طرف جاتے دیکھو گے)

۸۰۔شیخ ابو دجانہ کہتے ہیں: جب حضرت رابعہ بصری پر محبت غالب آتی تو وہ پڑھتی:

تعصی الالہ وانت تظہر حبہ   ھذا محال فی الفعال بدیع

لو کان حبک صادقاً لاطعتہ   ان المحب لمن احب مطیع

(تو اللہ کی نافرمانی کرتا ہے حالانکہ تو اس کی محبت کا اعلان کرتا ہے باعث شرم ہے اگر تو ایسا کرتا ہے تو۔اگر تیری محبت سچی ہوتی تو تو اس کی اطاعت کرتا کیونکہ محبّ، محبوب کا مطیع ہوتا ہے)

شیخ سختیانی نے کہا: شیخ اسماعیل بن قاسم بن ابی عتاہیہ نے کہا:

تعصی الالہ وانت تظہر حبہ　　　ھذا محال فی الفعال بدیع

لو کان حبك خالصاً لاطعتہ　　　ان المحب لمن یحب مطیع

(تو اللہ کی نافرمانی کرتا ہے حالانکہ تو اس کی محبت کا اعلان کرتا ہے باعث شرم ہے اگر تو ایسا کرتا ہے تو۔ اگر تیری محبت سچی ہوتی تو تو اس کی اطاعت کرتا کیونکہ محبّ، محبوب کا مطیع ہوتا ہے)

۸۱۔ شیخ ابوعمر بن سعید جرجانی نے یہ اشعار کہے۔

وحبان فی قلبی محال کلاھما　　　محبة فردوس ودار غرور

ومن یرج مولاہ ویرجو جوارہ　　　یسابق فی الخیرات غیر فتور

ومن صادق من یدعی حب ربہ　　　وامسی عن اللذات غیر صبور

اویسالوا عن الدنیا وعن کل شھوة　　　وعن کل مایودی یوصل سرور

(۱۔ دو محبتوں (کا ایک ساتھ) میرے دل میں یکجا ہونا محال ہے، جنت کی محبت اور دنیا کی محبت۔ ۲۔ جو اپنے رب کی ملاقات کی اُمید رکھتا ہو اور اس کے جوار کی اُمید رکھتا ہو وہ بغیر کوتاہی کے نیکیوں میں سبقت لے جاتا ہے۔ ۳۔ وہ کیسے سچا ہو سکتا ہے جو اپنے رب سے محبت کا دعوئ کرتے ہیں اور لذات کو ترک نہیں کرتے۔ ۴۔ بلکہ دنیا، ہر شہوت اور ہر اس چیز کا سوال کرتے ہیں جو انہیں خوشی دینے والی ہے)

۸۲۔ شیخ اصمعی رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں: مالک بن منذر جیل گئے وہاں فرزدق سے ملاقات ہوئی تو انہوں نے کہا، ابھی تم پاک باز کو تہمت لگانے سے باز نہ آؤ گے؟ کہنے لگا،

اللہ کی قسم، اللہ مجھے ان دو آنکھوں سے محبوب ہے جن سے میں دیکھتا ہوں۔

۸۳۔شیخ ابو عثمان سے سوال ہوا آدمی اپنے مولی کی محبت میں کب سچا ہوتا ہے؟ فرمایا: جب محبوب کی مخالفت ترک کر دے گا تو سچا ہوگا اس آدمی نے سر پر مٹی ڈالی، چیخا اور کہنے لگا میں کیسے اس سے محبت کا دعوی کر سکتا ہوں جس کی مخالفت میں نے لحہ بھر کے لیے ترک نہیں کی اس پر شیخ ابو عثمان اور تمام اہل مجلس روئے اور فرمایا: یہ آدمی محبت میں سچا مگر محبوب کے حق میں کوتاہی کرنے والا ہے۔

ہم کہتے ہیں: شیخ ابو عثمان کے اس قول کی تائید ان احادیث سے ہو رہی ہے

ا۔حضرت ابو موسیٰ سے ہے میں نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ آدمی کچھ لوگوں سے محبت کرتا ہے مگر وہ ان جیسا نہیں ہے فرمایا:

المرء مع من احب (بخاری ومسلم) آدمی اپنے محبوب کے ساتھ ہی ہوگا۔

۲۔اہل علم نے صحیح میں حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ سے نقل کیا حضور ﷺ کی ظاہری حیات میں آدمی کا نام عبد اللہ تھا اور اسے شرابی کہا جاتا تھا وہ رسول اللہ ﷺ کو ہنساتا اسے آپ نے شراب کی وجہ سے حد لگائی دوسری دفعہ اسے پھر اسی عمل کی وجہ سے سزا ہوئی تو ایک آدمی نے کہا، تجھ پر اللہ کی لعنت ہو اتنی دفعہ تو نے یہ کام کیا تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

لا تلعنه فو الله ماعلمت انه لیحب الله ورسوله — اس پر لعنت نہ کرو اللہ کی قسم میں یہی جانتا ہوں کہ یہ اللہ اور اس کے رسول سے محبت کرتا ہے

امام بخاری رحمہ اللہ نے بھی اسے یحیٰ بن بکیر عن لیث سے روایت کیا ہے:

شیخ ابو عثمان کی بات کی تائید ہے کہ یہ محبت میں سچا ہو مگر عمل میں کوتاہی

کرنے والا ہے لیکن اس عمل بد کے باوجود اسے آپ ﷺ نے محب قرار دیا۔

۸۴۔ شیخ سمنون سے محبت کے بارے میں سوال ہوا فرمایا: دل کی صفائی کے ساتھ دائمی ذکر۔

۸۵۔ شیخ مالک بن دینار سے ہے اللہ سے محبت کی علامت اس کا دائمی ذکر ہے اس لئے کہ جو کسی سے محبت کرتا ہے وہ کثرت کے ساتھ اس کا تذکرہ کرتا ہے۔

شیخ حلیمی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: بعض نے کہا محبت لزوم ہے اس لئے کہ جو کسی شے سے محبت کرتا ہے اس کا دل اسے اپنے اندر لازم کر لیتا ہے تو اللہ تعالیٰ سے محبت لزوم ذکر ہے فرمایا: محبت کا یہ مفہوم اہل زبان کے مطابق ہے کیونکہ جب اُونٹ اپنی جگہ پر ہی بیٹھے اور دوسری جگہ نہ بیٹھے یعنی جگہ کو لازم بنا لے تو کہتے ہیں "اَحَبَّ الْجمل"۔

۸۶۔ شیخ سری رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں: میں نے بعض حکماء کا قول پڑھا وہ آدمی ملال وتکلیف سے دور ہو گیا جس کا دل اللہ عزوجل کے ذکر سے جدا نہ ہو اور کسی بندے کے صدق کے لئے یہ کافی ہے کہ اسے اللہ عزوجل کا دائمی ذکر نصیب ہو جائے۔

۸۷۔ حضرت ذوالنون مصری رضی اللہ عنہ نے فرمایا: عارف اپنے رب کے ساتھ دوسروں سے بے نیاز ہو جاتا ہے تو اس سے بڑھ کر غنی کون ہو گا؟ اس کی لذت اللہ تعالیٰ کا ذکر ہے اور اس کا ٹھکانہ وسہارا اس کی بارگاہ سے انس وحاضری ہے انہوں نے یہ بھی فرمایا جسے اپنے رب کی معرفت نصیب ہو جائے وہ عبودیت کا ذائقہ اور ذکر وطاعت کی لذت پاتا ہے وہ جسما مخلوق کے ساتھ مگر تصورات وروحانیت میں ان سے جدا ہوتا ہے۔

فصل : اللہ عزوجل کا دائمی ذکر

شیخ حلیمی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: دائمی ذکر جو محبت کی علامت ہے اس کے بارے میں اللہ عزوجل کا فرمان ہے:

یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا اذْكُرُوا اللّٰهَ ذِكْرًا كَثِیْرًا وَّ سَبِّحُوْهُ بُكْرَةً وَّ اَصِیْلًا
اے ایمان والو اللہ کا ذکر کثرت سے کرو اور صبح وشام اس کی تسبیح بیان کرو۔

(پ ۲۱، الاحزاب: ۴۲)

دوسرے مقام پر فرمان باری تعالیٰ ہے:

فَاذْكُرُوْنِیْۤ اَذْكُرْكُمْ
پس تم میرا ذکر کرو میں تمہارا ذکر کرونگا

(پ ۱، البقرہ: ۱۵۲)

پھر لکھا، اس بارے میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی مستند احادیث ہیں جن میں فضیلت ذکر اس کے مستحب اوقات اور اس پر ترغیب اور کثرت کے بارے میں ہیں پھر یہ احادیث ذکر کی ہیں۔

۱۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مکہ کے راستہ سے جمد ان پہاڑ کے پاس سے گزرے تو فرمایا: مفردون سبقت لے گئے، عرض کیا گیا مفردون کون ہیں؟ فرمایا: کثرت کے ساتھ اللہ کا ذکر کرنے والے مرد و خواتین

(مسلم: ۲۰۶۲)

۲۔ انہی سے دوسری روایت میں مفردون سے مراد اللہ عزوجل کے ذکر میں منہمک رہنے والے ہیں۔

۳۔انہی سے ہے فرمایا: اللہ عزوجل کے ذکر میں منہمک رہنے والوں سے ذکر ان کا بوجھ ختم کردے گا اور وہ قیامت میں بلا بوجھ آئیں گے۔

۴۔حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: تم میں سے جو آدمی رات کو بیدار سے عاجز ہو، مال خرچ کرنے میں بخیل ہو اور دشمن سے جہاد کرنے سے بزدل ہو وہ کثرت کے ساتھ اللہ کا ذکر کرے۔

۵۔حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے ہے میں حضرت ابوالقاسم ﷺ کو فرماتے سنا اللہ عزوجل کا فرمان ہے میں اپنے بندے کے ساتھ ہوں جب بھی وہ میرا ذکر کرتا ہے اور میرے ساتھ اس کے ہونٹ حرکت کرتے ہیں۔

۶۔حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جس گھڑی آدمی ذکر نہیں کرتا اس پر وہ روز قیامت افسوس کرے گا۔

۷۔حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ سے ہے اہل جنت اس گھڑی پر افسوس کریں گے جو ان کی بغیر ذکر کے گزری ہوگی۔

۸۔اُم المومنین حضرت اُم حبیبہ رضی اللہ عنہا سے ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: آدمی کی ہر گفتگو اس کے خلاف ہوگی ماسوائے نیکی کے حکم کے، برائی سے روکنا اور اللہ عزوجل کا ذکر۔

۹۔حضرت عبداللہ بن بسر رضی اللہ عنہ سے ہے دو اعرابی آئے اور انہوں نے رسول اللہ ﷺ سے پوچھا یارسول اللہ ﷺ لوگوں میں کون بہتر ہے؟ فرمایا: جس کی عمر لمبی اور اعمال اچھے ہوں دوسرے نے عرض کیا، اسلام کے بہت سے احکام میں مجھے ایک کا حکم دیدیں تاکہ میں اسے ترک نہ کروں، فرمایا: اللہ عزوجل کے ذکر سے ہمیشہ تیری زبان تر ہونی چاہیے۔

۱۰۔حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ سے ہے میں نے رسول اللہ ﷺ سے عرض کیا کونسا عمل اللہ تعالیٰ کو زیادہ پسند ہے: فرمایا تمہیں موت اس حال میں آئے کہ تمہاری زبان اللہ عزوجل کے ذکر سے تر ہو۔

۱۱۔حضرت اُبی بن کعب رضی اللہ عنہ سے ہے کہ جب ایک تہائی رات گزر جاتی تو رسول اللہ ﷺ اُٹھتے اور فرماتے لوگو اللہ تعالیٰ کا ذکر کرو، اللہ تعالیٰ کا ذکر کرو۔

۱۲۔حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: تمہیں ایسا بہتر عمل بتاؤں جو تمہارے درجات میں بہت ترقی اور بلندی عطا کرے، سونے اور چاندی سے افضل اور دشمنوں سے جہاد سے افضل ہو، عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ ضرور فرمایئے: فرمایا: اللہ کا کثرت کے ساتھ ذکر کرو۔

۱۳۔حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ کا فرمان ہے اللہ تعالیٰ کے ذکر سے بڑھ کر انسان کو عذاب سے نجات دلانے والا کوئی نہیں۔

۱۴۔انہی سے ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ہر حال میں اللہ کا کثرت کے ساتھ ذکر کرو، اللہ تعالیٰ کو اس سے محبوب عمل کوئی نہیں اور ذکر اللہ سے بڑھ کر دنیا و آخرت میں عذاب سے بچانے والا بھی کوئی نہیں۔

انہی سے مروی ہے، اللہ تعالیٰ کا ذکر کثرت سے کرو کیونکہ اللہ تعالیٰ کے ذکر سے بڑھ کر کوئی چیز اللہ کو زیادہ پسند نہیں اور نہ ہی دنیا و آخرت میں اس سے بڑھ کر کوئی نجات دینے والی نیکی ہے۔

۱۵۔انہی سے یہ اضافہ بھی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جہاد ہی ذکر اللہ کا شعبہ ہے۔

شیخ حلیمی لکھتے ہیں: ان احادیث میں ذکر سے مراد صرف زبانی نہیں ہے بلکہ زبان اور دل دونوں کا ذکر مراد ہے۔ قلبی ذکر افضل ہے کیونکہ زبان کا ذکر کسی شے سے روکتا نہیں لیکن قلبی ذکر طاعات سے کوتاہی اور معاصی اور سیات کے ارتکاب سے بچاتا ہے ان کے علاوہ کثیر احادیث موجود ہیں۔

۱۶۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ہر شے کو صاف کرنے والا ہوتا ہے اور دلوں کی صفائی اللہ تعالیٰ کا ذکر دیتا ہے اور ذکر اللہ سے بڑھ کر اللہ کے عذاب سے نجات دلانے والی کوئی شی نہیں عرض کیا یارسول اللہ ﷺ جہاد بھی نہیں؟ فرمایا: اگرچہ تم اتنی تلوار چلاؤ کہ وہ ٹوٹ جائے۔

۱۷۔ حضرت ابو درداء رضی اللہ عنہ کا ارشاد ہے ہر شی کی جلا ہے اور دلوں کی جلا اللہ عزوجل کا ذکر ہے۔

۱۸۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جو شخص اللہ اللہ کرتا ہے اس پر قیامت نہ آئے گی۔

۱۹۔ دوسری روایت میں ہے جب تک زمین پر اللہ اللہ کیا جارہا ہے اس وقت تک قیامت نہیں آئے گی۔

۲۰۔ حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

اکثروا ذکر اللہ حتی یقولوا المجنون — اس قدر کثیر ذکر کرو کہ لوگ دیوانہ کہیں۔

۲۱۔ حضرت ابوالجوزاء رضی اللہ عنہ سے ہے آپ ﷺ نے فرمایا: اللہ کا ذکر اتنی کثرت سے کرو۔ حتیٰ کہ منافق کہیں یہ ریاکاری کررہے ہیں۔

شیخ حلیمی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں: یعنی احادیث میں مجالس ذکر کے التزام اور اہل ذکر کی مصاحبت کا تذکرہ آیا ہے پھر ان کا ذکر کیا۔

۲۲۔ حضرت جابر بن عبداللہ انصاری رضی اللہ عنہ سے ہے رسول اللہ ﷺ ہمارے پاس باہر تشریف لائے اور فرمایا اللہ تعالیٰ کے فرشتوں کے لشکر ہیں جو مجالس ذکر میں شامل ہوتے ہیں لھذا تم جنت کے باغ حاصل کرو عرض کیا جنت کا باغ کہاں ہے؟ فرمایا: مجالس ذکر، صبح وشام ذکر ہی میں رہو اور اپنے دلوں میں بھی یاد کرو جو آدمی یہ جاننا چاہتا ہو میرا مقام اللہ تعالیٰ کے ہاں کس قدر ہے وہ اس پر غور کرے کہ اس کے ہاں اللہ تعالیٰ کا مقام کیا ہے؟

فان اللہ تبارك وتعالیٰ ینزل العبد حیث انزله من نفسه (المستدرک، ۱، ۴۹۴)	اللہ تبارک وتعالیٰ بندے کو اس قدر مقام دیتا ہے جو بندہ اپنے ہاں اللہ کو مقام دیتا ہے۔

۲۳۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے ہے فرمایا جب تم باغ جنت میں سے گزرو تو اس سے چر لیا کرو عرض کیا باغ جنت سے کیا مراد ہے؟ فرمایا: حلقہ ہائے ذکر

(سنن ترمذی ۳۵۱۰)

۲۴۔ حضرت ابوہریرہ اور حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہما دونوں نے رسول اللہ ﷺ سے بیان کیا جب لوگ اللہ تعالیٰ کا ذکر کرتے ہیں تو ملائکہ انھیں گھیرے میں لے لیتے ہیں، رحمت انھیں ڈھانپ لیتی ہے، ان پر سکینہ نازل ہوتا ہے اور اللہ تعالیٰ اپنے ہاں ملائکہ میں ان کا ذکر فرماتا ہے (مسلم، ۴، ۲۰۷)

۲۵۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے ہے اللہ تعالیٰ کے کچھ فرشتے ہیں جو کراماً کاتبین

سے افضل ہیں وہ راستوں میں چل کر اہل ذکر کو تلاش کرتے ہیں جب وہ لوگوں کو اللہ تعالیٰ کا ذکر کرتے پالیتے ہیں تو دوسروں کو یہ کہہ کر بلاتے ہیں آؤ یہاں سے تمہاری حاجت پوری ہوگی پھر وہ آسمان دنیا تک اس مجلس کو اپنے پروں میں ڈھانپ لیتے ہیں پھر ان کا رب جاننے کے باوجود ان سے پوچھتا ہے میرے بندے کیا کرر ہے تھے؟ عرض کرتے ہیں تیری تسبیح، تکبیر، حمد اور بزرگی بیان کرر ہے تھے فرمایا: کیا انھوں نے مجھے دیکھا ہے؟ عرض کیا نہیں اللہ کی قسم انھوں نے تجھے نہیں دیکھا فرمایا ان کا کیا حال ہوتا اگر انھوں نے مجھے دیکھا ہوتا؟ عرض کیا اگر وہ آپ کی زیارت کر لیتے اس سے کہیں بڑھ کر تیری عبادت، حمد اور تکبیر بیان کرتے فرمایا: وہ کیا مانگتے تھے؟ عرض کیا جنت۔ فرمایا: کیا انھوں نے جنت کو دیکھا ہے؟ عرض کیا نہیں، اللہ کی قسم انھوں نے اسے نہیں دیکھا فرمایا کیا ہوتا اگر وہ دیکھ لیتے؟ عرض کیا اگر دیکھ لیتے اس سے کہیں بڑھ کر اس کے حریص اور طلب گار بن جاتے فرمایا وہ کس سے پناہ مانگتے تھے؟ عرض کیا دوزخ سے، فرمایا: کیا انھوں نے اسے دیکھا ہے؟ عرض کیا نہیں دیکھا فرمایا کیا حال ہوتا اگر اسے دیکھ لیتے؟ عرض کیا اگر اسے دیکھ لیتے تو اس سے کہیں بڑھ کر اس سے فرار اور خوف کرنے والے ہوتے، فرمایا: میں تمہیں گواہ بنا کر فرمارہا ہوں میں نے انھیں معاف فرمادیا ایک فرشتہ عرض کرتا ہے؟

فیهم فلان ولیس منهم انما جاء الحاجة قال هم الجلساء لایشقی بهم جلیسهم	ان میں فلاں بھی تھا جو ان ذکر کرنے والوں میں نہیں بلکہ کسی اور کام کے لئے آیا ہوا تھا فرمایا یہ ایسے ساتھی ہیں جن کی محبت میں آنے والا بدبخت نہیں رہتا

(مسلم، ۲۰۶۹)

ہم نے کتاب الدعوات میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے یہ اضافہ بھی نقل کیا کہ جس سے وہ پناہ مانگ رہے تھے ہم نے انھیں پناہ دی اور جس کا سوال کر رہے وہ عطا کر دیا، مسلم کی روایت میں ہے فرشتے عرض کرتے ہیں ان میں فلاں تھا "عبد خطاء انمامر فجلس معھم" فرمایا: میں نے اسے بھی معاف فرما دیا کیونکہ یہ ایسے لوگ ہیں ان کا ساتھی بھی محروم نہیں رہتا۔

۲۶۔ حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے ہے حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ مسجد میں منعقد حلقہ میں تشریف لائے فرمایا: کس لیے بیٹھے ہو؟ بتایا ہم اللہ تعالیٰ کا ذکر کر رہے ہیں فرمایا: اللہ کی قسم صرف اسی کی خاطر یہاں بیٹھے ہو؟ بتایا اللہ کی قسم یہی مقصود ہے فرمایا: میں نے کسی شک کی بنا پر حلف نہیں لیا اور نہ ہی تم میں سے کوئی میری نسبت کم حدیث بیان کرنے والا ہوگا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم صحابہ کے حلقہ میں تشریف لائے فرمایا: کیوں بیٹھے ہو؟ عرض کیا ہم بیٹھ کر

نذکر اللہ ونحمدہ علی ماھدانا اللہ کا ذکر اور حمد کر رہے ہیں اس نے

الاسلام ومن علینابك ہمیں اسلام کی توفیق بخشی اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم

کی صورت میں ہم پر احسان فرمایا۔

فرمایا: اللہ کی قسم تم اس ذکر کی خاطر بیٹھے ہو؟ عرض کیا اللہ کی قسم ہم اسی خاطر یہاں اکٹھے ہیں فرمایا میں نے تم پر شک کی بنا پر حلف نہیں لیا میرے پاس جبریل امین آئے تھے اور اطلاع دی اللہ تعالیٰ تم پر ملائکہ میں فخر فرما رہا ہے۔

(مسلم، ۲۰۷۵)

۲۷۔ حضرت عبداللہ بن مغفل رضی اللہ عنہ سے ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب لوگ

کسی مجلس میں اکھٹے ہوں اور بغیر ذکر الٰہی وہاں سے متفرق ہو جائیں تو یہ مجلس روز قیامت ان کے لئے افسوس کا مقام ہو گی۔ (مجمع الزوائد،۱۰،۸۰)

۲۸۔انہی سے مروی ہے جو لوگ اکھٹے ہوئے اور انھوں نے ذکر الٰہی کیا تو آسمان سے آواز آتی ہے اب تم بخشے ہوئے اُٹھو اور میں نے تمہاری بُرائیاں نیکیوں میں بدل دی ہیں۔

۲۹۔حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے ہے رسول کریم ﷺ نے فرمایا روز قیامت اللہ تعالیٰ فرمائے گا آج اہل قیامت جان لیں گے اہل کرم کون ہیں؟ عرض کیا اہل کرم سے کیا مراد ہے؟ فرمایا:

مجالس الذکر فی المساجد — مساجد میں ذکر کی مجالس۔

امام حلیمی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: کچھ احادیث میں گھر کو ذکر الٰہی سے آباد کرنے کا تذکرہ ہے۔ مثلاً

۳۰۔حضرت ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ سے ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جس گھر میں ذکر الٰہی ہوتا ہے اور جس میں نہیں ہوتا ان کی مثال زندہ اور مردہ کی ہے۔

(بخاری و مسلم)

۳۱۔حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کا فرمان ہے ایک پہاڑ دوسرے پہاڑ سے ذکر الٰہی کی خوشخبری سننے کے لیے پوچھتا ہے کیا آج تجھ پر کوئی اللہ کا ذکر کرنے والا گزرا ہے۔ (حلیہ لابی نعیم،۴،۲۷)

۳۲۔انہی سے ہے ایک پہاڑ دوسرے کا نام لے کر پوچھتا ہے آج تجھ پر کوئی ذاکر گزرا ہے؟ اگر وہ کہے ہاں تو اسے مبارک دیتا ہے اس کے بعد یہ آیت مبارکہ تلاوت کی:

لَقَدْ جِئْتُمْ شَيْئًا اِدًّا تَكَادُ السَّمٰوٰتُ يَتَفَطَّرْنَ مِنْهُ وَتَنْشَقُّ الْاَرْضُ وَتَخِرُّ الْجِبَالُ هَدًّا

بے شک تم حد کی بھاری بات لائے قریب ہے کہ آسمان اس سے پھٹ پڑیں اور زمین شق ہو جائے اور پہاڑ گر جائیں ڈھ کر۔ (مریم،۹۰)

کہ انھوں نے بری بات سنی نہ کہ نیکی کی بات۔

ذکر الٰہی اور شیطان سے حفاظت

ذکر الٰہی سے انسان شیطان سے محفوظ ہو جاتا ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اللہ تعالیٰ نے حضرت یحییٰ علیہ السلام کو پانچ باتیں عطا کر کے فرمایا خود بھی ان پر عمل کرو اور اُمت کو بھی اس کا پابند بناؤ، فرمایا: اللہ کا ذکر کثرت کے ساتھ کرو ذاکر کی مثال اس آدمی کی طرح ہے جس کے پیچھے دشمن لگ جائے حتیٰ کہ وہ قلعہ میں آ کر اپنے آپ کو محفوظ کر لے اسی طرح بندہ شیطان سے ذکر الٰہی کے بغیر محفوظ نہیں ہو سکتا۔

ہم نے ''کتاب الدعوات'' میں اسے تفصیل کے ساتھ نقل کیا ہے۔

۳۳۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا شیطان آدمی کے دل میں اپنی سونڈھ رکھتا ہے جب وہ ذکر کرے تو ہٹا لیتا ہے اور جب غافل ہو جائے تو داخل ہو جاتا ہے۔

امام حلیمی رحمۃ اللہ علیہ نے بغیر ذکر الٰہی مجلس سے اُٹھ جانے کے بارے میں بھی احادیث نقل کی ہیں۔

۳۴۔حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جو لوگ کسی اجتماع میں اکھٹے ہوئے اور بغیر ذکر الٰہی جدا ہو گئے تو گویا وہ مردار گدھے سے جدا ہوئے اور یہ ان پر بروز قیامت حسرت وافسوس ہو گا۔اسے اعمش نے ابو صالح سے روایت کیا۔

۳۵۔حضرت ابو صالح سے بھی اسی طرح مروی ہے۔

شیخ حلیمی رحمۃ اللہ علیہ نے لکھا بعض احادیث میں لیٹے ہوئے ذکر، چلتے وقت اور ہر پتھر، ریت اور درخت کے پاس ذکر کا تذکرہ ہے۔

۳۶۔حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جو لیٹا اور اللہ تعالیٰ کا ذکر نہ کیا روز قیامت اس کے لئے پریشانی کا سبب ہو گا۔جو کسی مجلس سے ذکر الٰہی کے بغیر اُٹھا وہ روز قیامت اس کے لئے پریشانی کا سبب ہو گا جو آدمی چلا مگر ذکر نہ کیا اس کے لئے بھی پریشانی کا سبب بنے گا۔

(سنن ابو داود، ۴۸۵۶)

۳۷۔انہی سے مروی ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جو آدمی لیٹا اور اس نے ذکر الٰہی نہ کیا وہ اس کے لئے پریشانی کا ذریعہ بنے گا۔

۳۸۔انہی سے ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جو آدمی لیٹا اس نے ذکر اللہ نہ کیا وہ اس کے لئے پریشانی کا ذریعہ بنے گا جس آدمی نے قیام کیا مگر ذکر الٰہی نہ کیا وہ اس کے لئے پریشان کن ہو گا جو لیٹا اور ذکر نہ کیا اس کے لئے یہ ذریعہ پریشانی ہو گا۔

۳۹۔اسی صحابی سے ہے آپ ﷺ نے فرمایا: لوگ جس اجتماع میں بغیر ذکر الٰہی کے جدا ہو گئے وہ مجلس ان کے لئے پریشانی کا سبب بنے گی اور جو لوگ چلے مگر بغیر ذکر کے تو یہ ان کے لئے پریشانی کا سبب ہو گا۔ (مسند احمد، ۲، ۴۳۲)

۴۰۔اسی صحابی سے ہے ایک آدمی نے حبیب خدا ﷺ سے عرض کیا میں سفر کا ارادہ رکھتا ہوں فرمایا: میں تجھے تقوی کی نصیحت کرتا ہوں ہر بلندی پر اللہ تعالیٰ کی بڑائی بیان کرو جب وہ چلا آپ ﷺ نے یہ دعا دی اے اللہ زمین اس کے لیے سمیٹ دے اور اس کا سفر آسان فرمادے۔ (سنن ابن ماجہ، ۱۷۷،۲)

۴۱۔حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ کو جب رسول اللہ ﷺ نے یمن روانہ کیا تو فرمایا: زیادہ اللہ تعالیٰ کی عبادت کرو اس کے ساتھ کسی کو شریک نہ بناؤ یوں عمل کرو جیسے اللہ تعالیٰ کو دیکھ رہے ہو ہر حجر وشجر کے پاس اللہ تعالیٰ کا ذکر کرو اگر تم نے مخفی طور پر برائی کی تو مخفی طور پر نیکی بھی کرو اور اگر تم اعلانیہ طور پر برائی کی ہے تو اعلانیہ نیکی بھی کرو اللہ سے ڈرو اور مظلوم کی بددعا سے بھی۔

(الحلیہ لابی نعیم، ۱،۳۶۶)

خلوت میں یادِ الٰہی

۴۲۔حضور علیہ السلام نے حضرت ابو رزین رضی اللہ عنہ سے فرمایا:

اذا خلوت فاکثر ذکر اللّٰہ — خلوت ہو تو وہاں کثرت کے ساتھ اللہ کا ذکر کرو۔

ہمارے نزدیک اس سے غالباً ذکر قلبی مراد ہے تا کہ خلوت میں ایسا گناہ نہ ہو جس کی ہمت جلوت مں نہ ہو آپ ﷺ کا فرمان ہے روز قیامت سات آدمیوں کو اللہ تعالیٰ دائمی سایہ عطا فرمائے گا جبکہ سایہ نہ ہوگا ان میں ایک آدمی یہ ہے:

ذکر اللہ خالیا ففاضت عیناہ اللہ تعالیٰ کو خلوت میں اس طرح یاد کرتا ہے کہ اس کی آنکھوں سے آنسو بہہ جاتے ہیں

۴۳۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا سات افراد کو اللہ تعالیٰ دائمی سایہ عطا فرمائے گا جبکہ اس کے عرش کے سایہ کے سوا کسی کا سایہ نہ ہوگا۔ عادل حکمران، نوجوان عابد، وہ آدمی جس کا دل مسجد میں لگا ہے اللہ تعالیٰ کی خاطر اس طرح محبت کرنے والے کہ اس کے لئے جمع ہوں اور اسی کے لئے جدا ہوں، خلوت میں یادِ الٰہی کرنے والا کہ اس کی آنکھوں سے آنسو بہہ جائیں جیسے صاحب عزت و مال عورت نے دعوت دی مگر اس نے کہا میں اللہ تعالیٰ سے ڈرتا ہوں جس نے اس قدر مخفی طور پر صدقہ کیا کہ بائیں کو علم نہیں دائیں نے خرچ کیا گیا۔ (البخاری، ۱، ۱۶۷)

جلوت میں ذکر

۴۴۔ انہی سے مروی ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے میرے بندے کا میرے بارے میں جو گمان ہے میں اس کے پاس ہوتا ہوں جب وہ مجھے یاد کرتا ہے تو میں اس کے ساتھ ہوتا ہوں اگر دل میں یاد کرے تو میں اسے اپنے ہاں یاد کرتا ہوں اگر وہ اجتماع میں ذکر کرے تو میں اس کا ذکر اس سے بہتر اجتماع میں کرتا ہوں۔ (مسلم، ۲۰۶۸۴)

۴۵۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جب میرا بندہ مجھے خلوت میں یاد کرتا ہے تو میں اسے خلوت میں یاد کرتا ہوں اگر وہ مجھے اجتماع میں یاد کرے تو میں اسے اس سے بہتر اور زیادہ اجتماع میں یاد کرتا ہوں۔

ذکر خفی

اس کی دو اقسام ہیں:

پہلی قسم: ذکر قلبی

اس کا ذکر ارشاد ربانی ہے:

وَاذْكُرْ رَّبَّكَ فِيْ نَفْسِكَ تَضَرُّعًا وَّخِيفَةً (الاعراف:۲۰۵)
اور اپنے رب کو اپنے دل میں یاد کرو زاری اور ڈر سے۔

دوسری قسم: زبان کا ذکر

جسے صرف کرنے والا ہی سنے حضور ﷺ کا فرمان ہے۔

خیر الذکر الخفی وخیر الرزق مایکفی
افضل ذکر خفی ہے اور افضل رزق جو کفایت کر جائے۔

۴۶۔حضرت سید بن مالک رضی اللہ عنہ سے یہی الفاظ منقول ہیں۔

(مسند احمد،۱،۱۸۰)

۴۷۔اسی طرح حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ سے بھی یہی روایت ہے۔

(مسند احمد،۱،۱۷۲)

۴۸۔اُم المومنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا وہ ذکر جسے فرشتے نہیں سن پاتے، وہ اس سے ستر گنا افضل ہوتا ہے جسے وہ سن پاتے ہیں۔
(کنز العمال،۱۷۵۰)

۴۹۔حضرت معاویہ بن یحییٰ رضی اللہ عنہ سے بھی اسی طرح مروی ہے۔

بوقت تکلیف ذکر الٰہی

۵۰۔حضرت عمارہ بن زعکرہ رضی اللہ عنہ سے ہے وہ بندہ میرا کامل ہے جو بوقت قتال یاد کرے یہی الفاظ حضرت جبیر بن نضیر رضی اللہ عنہ سے بھی مروی ہیں۔

۵۱۔رسول اللہ ﷺ سے عرض کیا گیا کونسی مسجد افضل ہے؟ فرمایا جہاں کثرت کے ساتھ اللہ تعالیٰ کا ذکر ہو عرض کیا کونسا جنازہ افضل ہے؟ فرمایا جس میں ذکر الٰہی کی کثرت ہو، کونسا جہاد افضل ہے؟ فرمایا: جو یاد الٰہی میں کثرت کریں، عرض کیا کونسے مجاہدین افضل ہیں؟ فرمایا سب سے زیادہ ذکر الٰہی کرنے والے، کونسے عبادت کرنے والے افضل ہیں؟ فرمایا: یاد الٰہی میں کثرت کرنے والے۔

طلوع فجر سے طلوع آفتاب اور بعد از عصر غروب آفتاب تک ذکر

۵۲۔حضرت اعمش کہتے ہیں ہمارا قصہ گوئی کے بارے میں اختلاف ہوا، حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ کی خدمت میں حاضر ہو کر پوچھا کیا رسول اللہ ﷺ کا یہ معمول تھا کہنے لگے رسول اللہ ﷺ تو تلوار کے ساتھ مبعوث ہوئے لیکن میں نے آپ ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا لوگوں کیساتھ نماز فجر کے بعد طلوع آفتاب تک اللہ کا ذکر دنیا و مافیہا سے زیادہ محبوب ہے اور عصر کے بعد غروب آفتاب تک لوگوں کے ساتھ ذکر الٰہی کرنا دنیا و مافیا سے زیادہ پیارا ہے۔

۵۳۔انہی سے روایت ہے آپ ﷺ نے فرمایا: لوگوں کے نماز فجر کے بعد طلوع آفتاب تک ذکر الٰہی کرنا اس سے محبوب ہے جس پر سورج طلوع ہوا اور عصر کے بعد غروب تک لوگوں کے ساتھ ذکر کرنا اولاد اسماعیل میں سے ایسی

آٹھ غلاموں کے آزاد کرنے سے محبوب ہے جن میں سے ہر ایک کی قیمت بارہ ہزار ہو۔

۵۴۔انہی سے روایت ہے اولاد اسماعیل میں سے چار غلاموں کی آزادی سے محبوب اللہ کا ذکر ہے۔

۵۵۔انہی سے مروی ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جو عصر پڑھ کر شام تک ذکر خیر میں رہا وہ اولاد اسماعیل میں سے آٹھ غلاموں سے آزاد کرنے سے افضل ہے۔

۵۵۔ایک بدری صحابی سے ہے میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا اس مجلس میں بیٹھنا جو چار غلاموں کی آزادی سے زیادہ محبوب ہے میں نے پوچھا کونسی مجلس مراد ہے؟ فرمایا مجلس ذکر۔ (مسند احمد، ۵، ۳۶۶)

غافلوں میں ذکر الٰہی

۵۶۔حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: غافلوں میں ذکر الٰہی جنگ سے بھاگنے والوں کی طرف سے جہاد کی مانند ہے غافلوں میں ذکر کرنے والے کی اولاد آدم اور بہائم کی تعداد کے مطابق بخشش ہوتی ہے ایسے بندے کو اللہ تعالیٰ اس کا جنتی ٹھکانہ دکھا دیتا ہے۔

ہماری روایت میں ہے غافلوں میں ذکر کرنے والا تاریک گھر میں چراغ کی مانند ہے۔

۵۷۔غافلوں میں اللہ کا ذکر کرنے والا جنگ سے بھاگنے والوں کی طرف سے قتال کرنے والے کی مانند ہے اور غافلوں میں اللہ کا ذکر کرنے والا، تاریک گھر میں چراغ کی مانند ہے اللہ اسے اس کا ٹھکانہ دکھا دیتا ہے اور اس کے بعد اسے

عذاب نہیں دیا جائے گا اور اسے اتنا اجر دیا جائے گا جتنے بازار میں انسان اور جانوار ہوتے ہیں اور اللہ تعالیٰ ان کی طرف نظر کرم کرے گا اور انہیں کبھی عذاب نہیں دے گا۔ روز قیامت اللہ تعالیٰ سے ملاقات کا شرف پائے گا اور اس کا ہر بال نور سے منور ہوگا۔

ہماری تحقیق کے مطابق یہ روایت منقطع ہے اور اس کی سند قوی نہیں۔

۵۸۔ یحییٰ بن کثیر کہتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے ایک شخص سے فرمایا تو ہمیشہ خشوع کے ساتھ نماز ادا کرنے والا ہی رہے گا جب تو بیٹھے کھڑے اللہ کا ذکر کرے گا، خواہ بازار میں یا دادی میں یا جہاں بھی ہو۔

۵۹۔ حضرت ابن ابی ہذیل رضی اللہ عنہ سے ہے اللہ تعالیٰ بازار میں ذکر کو پسند فرماتا ہے اس لیے کہ وہاں شور اور غفلت زیادہ ہوتی ہے میں بازار جاتا ہوں اور ذکر الٰہی کے سوا میرا کوئی کام نہیں ہوتا۔

۶۰۔ حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: غفلت تین میں ہے ذکر الٰہی میں غفلت، نماز صبح سے لیکر طلوع آفتاب تک، دین کے حوالہ سے اپنی ذات سے غفلت۔

یاد میں انہماک کی وجہ سے نہ مانگنا

۶۱۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ کا فرمان مقدس ہے جسے میرے ذکر نے مجھ سے مانگنے سے مصروف رکھا:

اعطیته افضل ما اعطی السائلین	میں اسے مانگنے والوں سے بہتر
(بخاری فی التاریخ)	عطا کروں گا۔

۶۲۔حضرت جابر بن عبد اللہ اور مالک بن حارث رضی اللہ عنہما سے بھی یہی حدیث مروی ہے۔

۶۳۔شیخ حسین بن حسن مروزی رضی اللہ عنہ (جو موت تک مکہ میں رہے) کہتے ہیں میں نے حضرت سفیان بن عیینہ سے رسول اللہ ﷺ کے فرمان کی تفسیر پوچھی میری اور سابقہ انبیاء کی عرفہ میں یہ دعا ہے، اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں وہ وحدہ لاشریک ہے ملک اس کا اور حمد بھی اس کی اور وہ ہر شی پر قادر ہے انھوں نے کہا یہ ذکر ہے نہ کہ دعا پھر فرمایا کیا تم نے مالک بن حارث کی روایت سنی ہے؟ عرض کیا ہاں فرمایا وہ اس کی تفسیر ہے پھر فرمایا تم جانتے ہو امیہ بن ابی صلت نے اس وقت کیا کہا تھا جب اس کے پاس ابن جدعان نائلہ اور معروفہ کا مطالبہ لے کر آیا تھا میں نے کہا نہیں انھوں نے یہ شعر پڑھا

أأذكر حاجتي ام قد كفاني — جباءك ان شيمتك الحباء

اذا اثنى عليك المرء يوماً — كفاه من تعرضك الثناء

(میں اپنی حاجت ذکر کروں یا مجھے تیری وفا ہی کافی ہے کیونکہ وفا کرنا تیری عادت ہے جب تیری کسی نے تعریف کی تو وہ مانگنے والوں سے آگے ہو گیا)

حضرت سفیان فرمانے لگے جب مخلوق کا یہ حال ہے کہ ثناء کرنے والا اس سے سب کچھ پالیتا ہے تو خالق کا عالم کیا ہوگا۔

امام حلیمی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں ان تمام کی تائید رسول اللہ ﷺ کے اس ارشاد گرامی سے ہو جاتی ہے:

من اکثر ذکر الله بری من النفاق — جس نے اللہ تعالیٰ کا زیادہ ذکر کیا وہ نفاق سے بری ہو گیا۔

۶۴۔ حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ سے ہے میں نے رسول اللہ ﷺ سے پوچھا کون سا ایمان افضل ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا:

ان تعمل لسانک فی ذکر الله — تم اپنی زبان ذکر الٰہی میں مصروف کر دو

۶۵۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اللہ تعالیٰ نے کلام میں "سبحان الله والحمد لله ولااله الاالله والله اکبر" کو چن لیا ہے جس نے سبحان اللہ کہا اس کی بیس نیکیاں لکھ دی جاتی ہیں اور اس کے بیس گناہ مٹا دیئے جاتے ہیں جس نے "الحمد لله" پڑھا اس نے اللہ تعالیٰ کی ثناء کی اس کے لئے تیس نیکیاں لکھ دی جاتی ہیں اور اس کے تیس گنا مٹا دیئے جاتے ہیں جس نے قرآن سے دس آیات کی تلاوت کر لی وہ غافلوں میں شمار نہیں ہوگا اور جس کسی نے رات کو سو آیات پڑھیں وہ خشوع کرنے والوں میں شمار ہوگا سہیل کہتے ہیں مجھے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے یہاں پر یہ اضافہ بھی منقول ہے کہ جس نے ذکر الٰہی میں کثرت کی وہ نفاق سے بری ہو گیا۔ (المستدرک۔ ۱،۵۱۲)

۶۶۔ حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ سے ہے، میں نے عرض کیا یا نبی اللہ کونسا ایمان افضل ہے؟ فرمایا:

تحب الله وتبغض لله وتعمل لسانک بذکر الله — اللہ کی خاطر محبت، اللہ کی خاطر دشمنی، اور اپنی زبان کو یاد الٰہی میں مصروف کر دے۔

یانبی اللہ اس کیساتھ اور کیا؟ فرمایا لوگوں کے لئے وہی پسند کرو جو تم اپنی ذات کے لئے پسند کرتے ہو اور ان کے لئے وہی ناپسند کرو جو اپنے لیے ناپسند کرتے ہو اچھی بات کرو ورنہ خاموش رہو کہیں زبان کی وجہ سے جہنم میں اوندھے نہ گرا دیئے جاؤ۔

۶۷۔ حضرت عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک آدمی کے بارے میں فرمایا جنہیں ذوالبجادین کہا جاتا تھا" وہ رجوع کرنے والا" اور کثرت کے ساتھ قرآن اور دعا کے ذریعے اللہ کا ذکر کرتے تھے۔ (مجمع الزوائد، ۹، ۳۶۹)

۶۸۔ حضرت ابن ادرع اسلمی رضی اللہ عنہ سے ہے ایک رات میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا پہریدار تھا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم باہر تشریف لائے میرا ہاتھ پکڑ کر چل دیئے ہم مسجد کے پاس سے گزرے وہاں ایک آدمی اونچی آواز میں نماز ادا کر رہا تھا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: شاید یہ ریاکار ہے، عرض کیا، یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یہ نماز ادا کر رہا ہے؟ فرمایا: تم اس معاملہ میں غالب نہیں آسکتے دوسری رات بھی ایسا ہی ہوا میں نے عرض کیا یہ کوئی ریاکار ہے؟ فرمایا: یہ رجوع کرنے والا اور نرم دل ہے میں نے آگے بڑھ کر دیکھا تو وہ حضرت عبداللہ ذوالبجادین رضی اللہ عنہ تھے درست نام البجادین ہی ہے نام میں وجہ یہ ہے جب یہ اسلام لائے تو ان سے کپڑے چھین لیے گئے تو ماں نے کمبل دیا جسے انھوں نے دو حصے کر کے ایک کو تہہ بند جبکہ دوسرے کو چادر بنالیا یہ روایت مرسل ہے۔

۶۹۔ حضرت سلمہ بن اکوع رضی اللہ عنہ سے بھی یہی واقعہ منقول ہے لیکن ہمارے نزدیک یہ درست نہیں بلکہ سابقہ روایت صحیح ہے۔

۷۰۔ حضرت ادرع اسلمی رضی اللہ عنہ کا بیان ہے میں ایک رات رسول اللہ ﷺ کا پہرہ دے رہا تھا تو اچانک مسجد میں حضرت عبداللہ ذوالبجادین بلند آواز سے تلاوت کر رہے تھے رسول اللہ ﷺ تشریف لائے میں نے عرض کیا، میرے ماں باپ فدا ہوں یہ ریا کار ہے؟ فرمایا: معاذ اللہ یہ عبداللہ ذوالبجادین ہیں جب ان کا وصال مدینہ منورہ میں ہوا تو فرمایا ان سے عرض کرو اللہ تعالیٰ نے ان پر نرمی فرمائی ہے پھر ان کی قبر بنائی گئی فرمایا کشادہ کرو اللہ نے ان پر کشادگی فرمائی ہے بعض صحابہ نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ کیا آپ ان پر غمگین ہیں فرمایا یہ اللہ اور اس کے رسول ﷺ سے پیار کرتے تھے۔

۷۱۔ حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے ہے کچھ لوگوں نے قبرستان میں روشنی دیکھی آئے تو رسول اللہ ﷺ تشریف فرما ہو کر فرما رہے تھے اپنے دوست کو مجھے پکڑاؤ یہ نرم دل تھے جو بلند آواز سے ذکر الٰہی کرتے۔ (المستدرک، ا، ۳۶۷)

۷۲۔ انہی سے مروی ایک آدمی بلند آواز سے ذکر کیا کرتے دوسرے نے کہا کاش یہ آواز آہستہ کرلیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کثیر دعا کرنے والے ہیں۔

۷۳۔ حضرت ابو ذر رضی اللہ عنہ سے ہے ایک آدمی بیت اللہ کا طواف کرتے ہوئے دعا کر رہا تھا رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: کثیر دعا کرنے والا ہے ایک رات میں نکلا تو قبرستان میں آپ ﷺ کو اس آدمی کی تدفین میں شریک پایا۔

۷۴۔ حضرت ابن سعد رضی اللہ عنہ سے ہے "ان ابراھیم لاواہ" کی تفسیر کثرت کے ساتھ دعا کرنے والے منقول ہے۔

۷۵۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے نبی کریم ﷺ نے فرمایا تین افراد کی دعا رد نہیں

کی جاتی کثرت کیساتھ ذکر کرنے والا، مظلوم کی فریاد، عادل حکمران۔

۷۶۔ حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے عرض کیا گیا یارسول اللہ ﷺ کس کا درجہ سب سے بڑا ہے؟ فرمایا: اللہ کے ذکر کرنے والوں کا۔ (سنن ترمذی، ۳۳۷۶)

۷۷۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: سونا و چاندی ہلاکت ہے تم اپنی زبان کو ذاکر، قلب کو شاکر اور بیوی کو آخرت میں معاون بناؤ۔

(مسند احمد، ۵، ۳۶۶)

امام حلیمی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: واضح ہو گیا ذکر الٰہی ایمان ہے جب ذکر کا مقام یہ ہے جو ہم نے بیان کر دیا تو انسان پر لازم ہے وہ اس کی محافظت کرے اور فضیلت والے اذکار کی تلاش کرے جن کی نشاندہی رسول اللہ ﷺ نے فرمائی اور ان کی ترغیب دلائی ہے۔

ہم کہتے ہیں ہم نے "کتاب الدعوات" میں بہت سی روایات اس پر ذکر کیں ہیں بعض کا تذکرہ یہاں لا رہے ہیں۔

۷۸۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے ہے نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: دو کلمے زبان پر آسان ہیں میزان میں بھاری اور رحمٰن کے محبوب ہیں" سبحان الله وبحمده سبحان الله العظيم۔" (مسلم، ۲۰۷۲)

۷۹۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے عرض کیا یارسول اللہ ﷺ میرے والدین آپ پر قربان کونسا کلام اللہ تعالیٰ کو زیادہ محبوب ہے؟ فرمایا: جو اپنے ملائکہ کے لئے اس نے چنا ہوا ہے سبحان ربی وبحمده، سبحان رب وبحمده۔

(المستدرک، ۱، ۵۰۱)

۸۰۔ حضرت ابو ایوب انصاری رضی اللہ عنہ سے ہے نبی کریم ﷺ نے فرمایا جس نے یہ کلمات دن میں کہے "لا الہ الااللہ وحدہ لاشریک لہ لہ الملک ولہ الحمد وھو علی کل شیءٍ قدیر" اسے دس غلاموں کی آزادی کا ثواب ملے گا، انہی سے چار کی آزادی کا بھی منقول ہے۔

۸۱۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جس نے مذکورہ کلمات سو مرتبہ پڑھے اس کے لیے دس غلاموں کی آزادی کا ثواب ہے اس کے لئے سو نیکی لکھ دی جاتی ہے اور اس کی سو برائیاں مٹا دی جاتی ہیں اور وہ شام تک دوزخ سے محفوظ ہو جاتا ہے اور اس سے بڑھ کر عمل کے علاوہ اس سے افضل نہ ہو گا اور جس نے سو مرتبہ "سبحان اللہ وبحمدہ" پڑھا اس کے گناہ معاف کر دیئے جائیں گے اگرچہ وہ سمندر کی جھاگ کے برابر ہوں۔

۸۲۔ انہی سے ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا مجھے "سبحان اللہ والحمدللہ والہ الااللہ واللہ اکبر" کہنا ان تمام سے زیادہ محبوب ہے جن پر سورج طلوع ہوتا ہے۔ (مسلم، ۲۰۷۲)

۸۳۔ حضرت سعد رضی اللہ عنہ سے ہے رسول اللہ ﷺ نے مجلس کے لوگوں سے فرمایا کیا تم ہر دفعہ ہزار نیکی نہیں کر سکتے؟ عرض کیا ایسا کیسے ہو سکتا ہے فرمایا: سو دفعہ تسبیح پڑھو ہزار نیکی مل جائے گی، اور ہزار گناہ معاف ہو جائیں گے۔ (مسند احمد، ۱، ۱۷۴)

۸۴۔ حضرت سمرہ بن جندب رضی اللہ عنہ سے ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اللہ تعالیٰ کو چار جملے نہایت ہی پسند ہیں "لاالہ الااللہ، اللہ اکبر، سبحان اللہ، الحمدللہ" جس سے ابتدا کرلو حرج نہیں۔ (مسلم، ۱۶۸۵)

۸۵۔ حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ سے ہے ایک دن رسول اللہ ﷺ ان کے ساتھ ایک عورت کے ہاں گئے تو اس کے پاس کھجوروں کی گٹھلیاں یا سنگریزے تھے جن پر تسبیح کر رہی ہیں آپ ﷺ نے فرمایا: میں تمہیں اس سے آسان طریقہ نہ بتاؤں؟ فرمایا: یوں کہو آسمانی مخلوق کے برابر سبحان اللہ، زمینی مخلوق کے برابر سبحان اللہ اور ان کے درمیان اشیاء کے برابر "سبحان اللہ" اسی طرح " لاالہ الا اللہ، اسی طرح الحمد للہ اور لاحول ولاقوۃ الاباللہ العلی العظیم کو بھی اسی طریقہ سے پڑھا کرو۔ (سنن ابوداود، ۱۵۰۰)

۸۶۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے ہے ایک دن آپ ﷺ حضرت جویریہ رضی اللہ عنہا کے حجرہ سے باہر آئے (ان کا نام برہ تھا آپ ﷺ نے تبدیل کر دیا تھا) اور وہ اس وقت مسجد میں تھیں آپ سورج بلند ہونے کے بعد واپس آئے تو فرمایا: جب سے میں نکلا تم وہیں تھیں؟ عرض کی ہاں، فرمایا: میں نے تمہارے بعد تین دفعہ یہ چار کلمات پڑھے " سبحان اللہ وبحمدہ عدد خلقہ ورضا نفسہ وزنۃ عرشہ ومداد کلماتہ (مسلم، ۲۰۹۰)

۸۷۔ حضرت ابوسعید رضی اللہ عنہ سے ہے حضور سرور عالم ﷺ نے فرمایا باقی رہنے والی نیکیاں کثرت سے کیا کرو عرض کیا وہ کونسی ہیں؟ فرمایا "المسالۃ" عرض کی اس سے کیا مراد ہے؟ فرمایا: " اللہ اکبر سبحان اللہ، لاالہ الا اللہ الحمد للہ لاحول ولاقوۃ الاباللہ" (عمل الیوم، للنسائی)

۸۸۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ڈھال حاصل کرو عرض کی کیا دشمن سے؟ فرمایا: نہیں دوزخ سے یوں کہو "سبحان اللہ والحمد للہ ولاالہ

الاللہ واللہ اکبر" روز قیامت یہ چیزیں تمہارے آگے حفاظت کرنے والی اور دائمی نیکیاں ہیں۔ (ایضاً)

۸۹۔حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ سے ہے نبی کریم ﷺ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ نے تمہارے درمیان رزق کی طرح اخلاق بھی تقسیم کیے ہیں وہ مال دوست و غیر دوست دونوں کو مگر ایمان صرف دوست کو دیتا ہے، جب وہ کسی بندے سے پیار کرتا ہے تو اسے ایمان عطا فرماتا ہے جو بندہ مال خرچ کرنے سے بخل کرے رات کی تکالیف اور دشمن کے خلاف جہاد سے ڈرے وہ کثرت کیساتھ یہ پڑھے "سبحان اللہ والحمد للہ ولاالہ الا اللہ واللہ اکبر" یہ تمام محفوظ اور بچانے والے ہیں اور باقی رہنے والی نیکیاں ہیں۔ (مسند احمد، ۱، ۳۸۷)

۹۰۔حضرت علی رضی اللہ عنہ سے ہے رسول اللہ ﷺ تشریف لا کر میرے اور فاطمہ کے درمیان تشریف فرما ہوتے اور ہمیں اس وظیفہ کی تعلیم دی فرمایا جب تم بستر پر سونے لگو تو تینتیس دفعہ "سبحان اللہ" تینتیس دفعہ "الحمدللہ" اور چونتیس دفعہ "اللہ اکبر" پڑھو حضرت علی رضی اللہ عنہ کہتے ہیں میں نے کبھی بھی یہ وظیفہ ترک نہیں کیا حتیٰ کہ صفین کی رات بھی پڑھا۔ (مسلم، ۲۰۹۲)

۹۱۔حضرت عمران بن حصین رضی اللہ عنہ سے ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تم ہر روز احد کی مانند عمل کر سکتے ہو؟ عرض کیا یارسول اللہ ﷺ ہر روز اس قدر طاقت کس کے پاس ہے؟ فرمایا: تم سب طاقت رکھتے ہو عرض کیا کیسے؟ فرمایا: سبحان اللہ اعظم من احد، لاالہ الااللہ اعظم من احد، اللہ اکبر اعظم من احد"

(عمل الیوم، للنسائی)

امام حلیمی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا ان اذکار کے لئے نماز بھی مخصوص ہے اور وہ نماز تہجد کہلاتی ہے

۹۲۔ حضرت ابو رافع رضی اللہ عنہ سے ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عباس رضی اللہ عنہ سے فرمایا: اے چچا کیا میں تمہیں نفع بتادوں عرض کی ضرور فرمایا: چار رکعتیں پڑھو ہر رکعت میں فاتحۃ الکتاب اور سورت پڑھو جب قرأت کرلو رکوع جانے سے پہلے پندرہ دفعہ پڑھو "اللہ اکبر، الحمد للہ، سبحان اللہ، لاالہ الا اللہ" پھر رکوع کرو سر اُٹھانے سے پہلے دس دفعہ پڑھو پھر سر رکھ کر سجدہ سے پہلے دس دفعہ پڑھو سجدہ میں دس دفعہ پھر دو سجدوں کے درمیان دس دفعہ پھر سجدہ میں دس دفعہ پھر سر اُٹھا کر دس دفعہ تو ہر رکعت میں پچھتر دفعہ ہے حتیٰ کہ چار رکعات میں تین سو دفعہ ہے اگر تمہارے گناہ ریت کے ذرات کے برابر ہوتے تب بھی اللہ تعالیٰ معاف فرمادے گا عرض کیا یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہر روز کوئی ایسا کرسکے گا فرمایا ہر روز نہیں تو جمعہ کو کرلو اگر طاقت نہیں تو مہینہ میں ایک دفعہ اگر اس کی طاقت نہیں تو سال میں ایک دفعہ۔ (سنن ترمذی، سنن ابی داود)

حضرت عبداللہ بن مبارک رضی اللہ عنہ یہ نماز ادا کرتے اور صالحین ایک دوسرے کو بتایا کرتے اس عمل سے اس مرفوع حدیث کو تقویت مل رہی ہے وباللہ التوفیق

۹۳۔ شیخ ابو وھب محمد بن مزاحم کا بیان ہے میں حضرت عبد اللہ بن مبارک سے نماز تسبیح کے بارے میں پوچھا تو فرمایا: تکبیر کے بعد "سبحانك اللھم" پڑھو پھر پندرہ دفعہ سبحان اللہ ولحمدللہ ولاالہ الا اللہ واللہ اکبر" پڑھو پھر تعوذ پھر

"بسم اللہ" اور فاتحہ پڑھو پھر دس دفعہ "سبحان اللہ" پھر رکوع کرو وہاں بھی دس دفعہ پھر سر اُٹھا کر دس دفعہ پھر سجدہ میں دسؔ دفعہ پھر سر اُٹھا کر دس دفعہ پھر دوسرے سجدہ میں دس دفعہ پھر سر اُٹھا کر دس دفعہ اسی طرح چار رکعتیں ادا کریں ہر رکعت میں پچھتر دفعہ تسبیح ہوگی اور تمام میں تین سو دفعہ اگر رات کو پڑھو تو دو دو رکعت پڑھنا بہتر ہے اگر دن میں پڑھے تو جس طرح چاہے ادا کرو۔

ہمارا خیال یہ ہے کہ دوسرے سجدہ کے بعد سر اُٹھا کر دس دفعہ پڑھنا گویا کاتب کی غلطی ہے کیونکہ اس کے بغیر پچھتر کا عدد پورا ہو چکا ہے۔

۹۴۔ شیخ ابوالجوزاء سے ہے حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ نے بتایا مجھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کیا میں تیرے ساتھ محبت کا اظہار کروں کیا میں تجھے عطا کروں کیا میں صلہ رحمی کی تجھے اجازت نہ دوں؟ چار رکعات جو انھیں پڑھے اس کے تمام گناہ پرانے، نئے، چھوٹے، بڑے، دانستہ، نادانستہ معاف کر دیئے جاتے ہیں تکبیر سے شروع کرو پھر قرأت سے پہلے پندرہ دفعہ "سبحان اللہ والحمدللہ ولاالٰہ الااللہ واللہ اکبر" پڑھو پھر فاتحہ پھر سورت پھر دس دفعہ تسبیح پھر رکوع میں دس دفعہ پھر سر اُٹھا کر دس دفعہ پھر سجدہ میں دس دفعہ پھر سر اُٹھا کر دس دفعہ پھر دوسرے سجدہ میں دس دفعہ حضرت عباس رضی اللہ عنہ نے عرض کیا اس کی طاقت کون رکھتا ہے فرمایا سال میں ادا کرلو ہفتہ میں یا ہر جمعہ اگرچہ "قل ھو اللہ" ہی پڑھو۔

۹۵۔ انہی سے ہے حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاص میرے مہمان تھے اور انھوں نے حدیث سنائی مگر اسے مرفوعاً بیان نہ کیا اور قرأت کی ابتدا میں تسبیحات کا ذکر نہ کیا بلکہ بعد میں ذکر کیا اور اسی طرح جلسہ استراحت میں اس کا ذکر کیا جس

طرح دیگر رویوں نے کیا ہے۔

۹۶۔حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ سے ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا دو خصلتیں ایسی ہیں جو آدمی کو جنت میں لے جائیں گی وہ قلیل ہیں اور ان پر عمل کرنے والے بھی قلیل ہیں عرض کیا کونسی ہیں؟ فرمایا ہر نماز کے بعد دس دفعہ تسبیح، دس دفعہ حمد اور دس دفعہ تکبیر کہنا یہ زبان سے ڈیڑھ سو دفعہ ادا ہوئیں مگر میزان میں ڈیڑھ ہزار ہیں جب بستر پر لیٹو تو تسبیح، تحمید، تکبیر سو دفعہ کرو تو زبان سے سو دفعہ ہے لیکن میزان میں ہزار ہے کون ہے جو دن رات میں اڑھائی ہزار بُرائی کرتا ہے؟ میں نے حضور ﷺ کو یہ تسبیحات ہاتھوں پر شمار کرتے ہوئے دیکھا تو عرض کی کہ ان دو کو کیسے شمار نہیں کیا جا سکتا؟ فرمایا: تمہارے پاس شیطان آجائے گا اور کہے گا فلاں فلاں ضرورت یاد دلائے گا حتیٰ کہ بندہ ذکر سے پھر جائے گا۔

(مسند احمد،۲،۲۰۴)

۹۷۔حضرت کعب بن عجرہ رضی اللہ عنہ سے ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: فرض نماز کے بعد کچھ چیزیں ہیں جن کا عامل محروم نہیں ہوتا تینتیس تینتیس دفعہ تسبیح (سبحان اللہ) وتحمید (الحمدللہ) اور چونتیس دفعہ تکبیر (اللہ اکبر) ہے۔

۹۸۔حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ سے ہے عرض کیا گیا یارسول اللہ ﷺ اہل ثروت تمام اجروثواب لے گئے وہ ہماری طرح نماز اادا کرتے ہیں روزہ رکھتے ہیں اور پھر ان کے پاس مال ہے جسے صدقہ کرتے ہیں ہمارے پاس صدقہ کے لئے مال نہیں فرمایا اے ابوذر کیا میں تمہیں ایسے کلمات نہ سکھاؤں جو پڑھے وہ ان سے آگے بڑھ جائے اور اسے کوئی بعد والا پہنچ نہ پائے عرض کیا یارسول اللہ ضرور

بتائے فرمایا ہر نماز کے بعد تینتیس دفعہ تکبیر تینتیس دفعہ تحمید تینتیس دفعہ تسبیح اور اختتام "لاالہ الاالله وحدہ لاشریك له له الملك وله الحمد وھو علی کل شیء قدیر" پڑھو۔ (ابوداؤد،۲،۱۵۰۴)

۹۹۔حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی روایت ہے میں نماز کے بعد دس دس دفعہ تسبیح، تحمید اور تکبیر کا تذکرہ ہے۔ (البخاری، ۸۹۷۸)

۱۰۰۔حضرت عبداللہ بن ابی اوفی رضی اللہ عنہ سے ہے ایک آدمی نے عرض کیا یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں نے قرآن سے کچھ بھی نہیں سیکھا مجھے ایسی شیء بتائیں جو قرآن کی جگہ کافی ہو فرمایا پڑھا کرو "سبحان الله والحمدلله ولاالہ الاالله والله اکبر ولاحول ولاقوۃ الاباالله" (السنن الکبریٰ،۲،۳۸۱)

۱۰۱۔حضرت انس رضی اللہ عنہ سے ہے ایک اعرابی نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مجھے خیر کی تعلیم دیجئے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کا ہاتھ پکڑ کر فرمایا یہ پڑھو سبحان الله والحمدلله والاالہ الاالله والله اکبر اعرابی نے انگلیوں کو بند کیا چلا سوچا اور پھر لوٹا آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے تبسم فرمایا: حاجتمند نے غور کیا اور کہا یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم "سبحان الله" الخ یہ تو اللہ تعالیٰ کی حمد وثناء ہے میرے لئے کیا ہے؟ فرمایا: اعرابی جب تو "سبحان الله" کہے گا تو اللہ تعالیٰ فرمائے گا "صدقت" جب تو نے "الحمد لله" کہا تو فرمایا: صدقت، جب تو نے "لاالہ الاالله" پڑھا تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا "صدقت" جب تو نے "الله اکبر" کہا تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا تو نے سچ کہا جب تو نے کہا "اللھم اغفرلی" (اے اللہ مجھے معاف فرمادے) کہا، تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا: میں نے معاف کردیا جب تو نے کہا "اللھم

ارحمنی ''(اے اللہ مجھ پر رحم فرما) تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا: میں نے رحم کیا جب تو نے کہا'' اللھم ارزقنی'' (اے اللہ مجھے رزق عطا فرما) تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا: میں نے عطا کردیا تو اعرابی نے ان سات کو انگلیوں پر گنا اور لوٹ گیا۔

۱۰۲۔ حضرت سعد رضی اللہ عنہ سے ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جب یونس علیہ السلام نے مچھلی کے پیٹ میں پڑھا ''لاالہ الاانت سبحانك انی کنت من الظالمین'' کوئی مسلمان بھی اسے کسی تکلیف میں پڑھے اللہ تعالیٰ اسے رفع فرمائے گا۔ (مسند احمد، ۱، ۱۷۰)

۱۰۳۔ حضرت اُم ہانی رضی اللہ عنہا سے ہے ایک دن رسول اللہ ﷺ میرے ہاں سے گزرے میں نے عرض کیا، یارسول اللہ ﷺ میں بوڑھی اور ضعیف ہوگئی ہوں مجھے ایسا عمل بتایئے جو میں بیٹھ کر ہی کرلوں فرمایا: سو دفعہ اللہ تعالیٰ کی تسبیح پڑھو کیونکہ یہ اولاد اسماعیل سے سو غلام آزاد کرنے کے برابر ہے سو دفعہ اللہ تعالیٰ کی تحمید کرو سو گھوڑے جہاد میں بھیجنے کے برابر ہے سو دفعہ اللہ تعالیٰ کی تکبیر کرو تو سو اونٹنی قبول کے برابر ہے سو دفعہ تہلیل (لاالہ الااللہ) کہو تو آسمان اور زمین کا مابین اس سے بھر جائے گا اور اس روز تیرے اس عمل کے برابر کسی کا عمل نہ ہوگا۔

۱۰۴۔ حضرت زید بن ارقم رضی اللہ عنہ سے ہے رسول اللہ ﷺ نمازوں کے بعد یہ پڑھا کرتے اے اللہ! تو ہمارا رب ہے اور ہر شی کا رب ہے میں گواہی دیتا ہوں تو وحدہ لاشریک رب ہے اے اللہ! تو ہمارا اور ہر شیء کا رب ہے میں اعلان کرتا ہوں محمد تیرے بندے اور رسول ﷺ ہیں اے اللہ تو ہمارا رب اور ہر شیء کا رب

ہے میں اعلان کرتا ہوں تمام بندے آپس میں بھائی ہیں اے اللہ ہمارے رب اور ہر شیء کے رب مجھے اپنے لئے مخلص بنا دے اور میرے اہل کو بھی دنیا و آخرت میں ،اے صاحب جلال و اکرام میری دعا سن اور قبول فرما ''اللہ اکبر اللہ اکبر اللہ نور السموات والارض ، اللہ اکبر اللہ اکبر، حسبی اللہ ونعم الوکیل، اللہ اکبر اللہ اکبر، (سنن ابو داؤد، ۱۵۰۸)

۱۰۵۔حضرت عبداللہ بن جعفر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں ، مجھے حضرت علی رضی اللہ عنہ نے اور انہیں رسول اللہ ﷺ نے یہ کلمات سکھائے کہ مصیبت و پریشانی کے وقت یہ پڑھا کرو۔''لاالہ الااللہ الحلیم سبحان اللہ وتبارك اللہ رب العرش العظیم،الحمدللہ رب العالمین'' (المستدرک،۱،۵۰۸)

۱۰۶۔حضرت مصعب رضی اللہ عنہ کا بیان ہے عبدالملک بن مروان نے گورنر مدینہ شام بن الحیل کی طرف لکھا مجھے اطلاع ملی ہے کہ حسن بن حسن نے اہل عراق کی طرف خط لکھا ہے انھیں میرے پاس بھجواؤ،انہیں بلایا گیا تو وہ کسی اور کی طرف معروف تھا حضرت علی بن حسین رضی اللہ عنہما ان کے پاس آئے اور کہا ،اے چچا زاد بھائی تکلیف دور کرنے والے یہ کلمات پڑھا:''لاالہ الااللہ الحلیم،الکریم لاالہ الااللہ العلی العظیم سبحان اللہ رب السموات السبع ورب العرش الکریم الحمدللہ رب العالمین''

حاکم کسی اور کی طرف متوجہ ہوا ان کی طرف صرف دیکھ کر کہنے لگا ان پر جھوٹا الزام ہے لہذا انہیں چھوڑ دو۔

۱۰۷۔حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے ہے جب ہم تم سے حدیث بیان کریں

تو اس کی تصدیق کتاب اللہ سے لائیں گے جب بندہ کہتا ہے:

سبحان الله والحمد لله ولااله الاالله والله اکبر وتبارك الله

تو اس پر فرشتہ مقرر ہو جاتا ہے جو ہر دن میں سے لے کر اُوپر لے جاتا ہے جیسے ہی وہ ملائکہ کے پاس سے گزرتا ہے تو وہ پڑھنے والے کے لئے بخشش طلب کرتے ہیں یہاں تک کہ وہ بارگاہ رحمٰن میں لے کر پہنچ جاتا ہے پھر یہ آیت مبارکہ تلاوت کی:

اِلَيْهِ يَصْعَدُ الْكَلِمُ الطَّيِّبُ وَالْعَمَلُ الصَّالِحُ يَرْفَعُهٗ (الفاطر:۱۰) اسی کی طرف چڑھتا ہے پاکیزہ کلام اور جو نیک کام ہے وہ اسے بلند کرتا ہے۔

۱۰۸۔ حضرت ثابت بنانی سے ہے ایک آدمی نے چار غلام آزاد کیے دوسرے نے یہ کلمات پڑھے "سبحان الله والحمدلله ولااله الا الله والله اکبر" پھر مجھ سے پوچھا اس میں سے افضل کون ہے؟ وہاں حضرت حبیب سلمی اور اس کے تلامذہ تھے پوچھا جس آدمی نے چار غلام آزاد کیے اس کے بارے میں تمہاری کیا رائے ہے جبکہ دوسرے نے چار غلام آزاد نہیں کیے اور یہ کلمات پڑھے ہیں ان میں سے کون افضل ہے؟ انھوں نے کہا مبارک ہو "مانعلم شیئاً افضل من ذکر الله عزوجل" ہم اللہ تعالیٰ کے ذکر سے بڑھ کر کسی شی کو نہیں جانتے۔

۱۰۹۔ حضرت سالم رضی اللہ عنہ کہتے ہیں ایک آدمی نے حضرت ابو درداء رضی اللہ عنہ سے کہا ابوسعید بن عتبہ نے سو غلام آزاد کیے ہیں فرمایا یہی کثیر ہے لیکن اس سے افضل بتادوں؟ وہ دن ورات ایمان کی سلامتی اور

لایزال لسانك رطباً بذکر الله تعالیٰ — تمہاری زبان کا ذکر الٰہی سے تر رکھنا۔

۱۱۰۔حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جو ایسی مجلس میں شریک ہوا جس میں گپیں کثیر ہیں تو اٹھنے سے پہلے یہ پڑھ لیا تو معافی مل جائے گی

سبحانك ربنا وبحمدك لا اله الاانت استغفرك واتوب الیك — ہمارے رب تیری ذات پاک ہے حمد تیری ہی ہے تیرے سوا کوئی معبود نہیں میں معافی مانگتا ہوں اور تیری طرف رجوع کرتا ہوں۔

(سنن ترمذی: ۳۴۳۳)

۱۱۱۔سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے ہے رسول اللہ ﷺ نے کسی مجلس میں بیٹھے یا نماز پڑھتے تو کچھ کلمات ادا کرتے۔ میں نے آپ سے کلمات کے بارے میں پوچھا تو آپ نے فرمایا: اگر وہ کلمات خیر تھے تو روز قیامت تک یہ ان پر اضافہ ہیں اور اگر ان کے علاوہ باتیں تھیں تو یہ دعائیہ کلمات ان کا کفارہ ہوں گے۔

سبحانك اللهم وبحمد ك لااله الا انت استغفرك واتوب الیك — ہمارے رب تیری ذات پاک ہے حمد تیری ہی ہے تیرے سوا کوئی معبود نہیں میں معافی مانگتا ہوں اور تیری طرف رجوع کرتا ہوں۔

(سنن نسائی: کتاب الصلوٰۃ)

۱۱۲۔حضرت عبد اللہ رضی اللہ عنہ سے ہے رسولِ اللہ ﷺ نے فرمایا اللہ تعالیٰ کو یہ کلمات سب سے زیادہ محبوب ہیں:

سبحانك اللهم وبحمدك وتبارك اسمك وتعالیٰ جدك ولااله غیرك — اے اللہ تیری ذات پاک ہے تیرا نام بڑا بابرکت ہے تیری بزرگی تمام سے بڑھ کر اور تیرے سوا کوئی معبود نہیں۔

اور سب سے ناپسند کلام یہ ہے کہ ایک آدمی دوسرے سے کہے کہ اللہ سے ڈر وہ کہے کہ تو اپنی فکر کر۔

۱۱۳۔ بنی سلیم کے ایک آدمی نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے اپنے دست مبارک پر شمار کیا ''سبحان اللہ'' نصف میزان ''الحمد لله'' اسے بھرنے والا ''الله اکبر'' آسمان و زمین کے مابین کو بھرنے والا ہے روزہ نصف صبر اور طہارت نصف ایمان ہے۔ (سنن ترمذی: ۳۵۱۹)

۱۱۴۔ حضرت ابوحیان کا بیان ہے کہ ہمارا ایک بوڑھا تھا جب بھی کسی سائل کی یہ آواز سنتے کہ اللہ تعالیٰ کو کون قرض دینے والا ہے؟ تو کہتے ''سبحان الله والحمد لله ولا اله الا الله والله اکبر'' یہ قرض حسن ہے۔ (الترغیب للاصفہانی: ۷۴۵)

۱۱۵۔ شیخ عیسیٰ بن عمر سے ہے نابغہ جب شعر کہتا تو اپنی زبان کو پکڑ کر کہتا میں تجھ پر ایسی چیز مسلط کرونگا جو تجھے پسند ہے ''سبحان الله والحمد لله ولا الٰه الا الله والله اکبر''

۱۱۶۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے دو آدمیوں کو سزا کا حکم دیا ایک نے ''بسم الله'' اور دوسرے نے ''سبحان الله'' کہنا شروع کر دیا فرمایا: ان پر تخفیف کرو کیونکہ اللہ کی تسبیح مومن کے دل کو ہی نصیب ہے۔

۱۱۷۔ حضرت حسن بصری رضی اللہ عنہ نے بیان کیا ایک آدمی نے خواب میں آسمانی

منادی کو یہ کہتے سنا اے لوگو! خوف کے وقت کے لیے اسلحہ حاصل کرو لوگوں نے اسلحہ پکڑ لیا حتیٰ کہ آدمی کے پاس عصا تھا منادی نے کہا کہ یہ اسلحہ خوف نہیں پوچھا وہ اسلحہ کیا ہے؟ فرمایا "لا اله الاالله سبحان الله والله اکبر والحمد لله"

۱۱۸۔ شیخ ادریس بن ابوبکر کہتے ہیں، جب ہم حضرت عثمان بتی کے پاس تھے وہ فوت ہوئے تو انہیں خواب میں دیکھا اور پوچھا کہ تمہارا حال کیسا ہے فرمایا: آخرت میں میں نے ان کلمات سے بڑھ کر کسی چیز کو زیادہ نفع بخش نہیں دیکھا "سبحان الله والحمد لله ولا اله الا الله والله اکبر"

۱۱۹۔ شیخ ابراہیم بن علی ذہلی کا بیان ہے کہ ہم نے بعض مشائخ سے سنا کہ ہم نے امام خلیل بن احمد کو خواب میں دیکھا پوچھا کیا حال ہے؟ فرمایا آخرت میں ان سے بڑھ کر کسی کو نہیں پایا "سبحان الله والحمدلله ولااله الاالله والله اکبر"

امام حلیمی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں، اس ذکر میں استغفار بھی ہے اللہ تعالیٰ کا مقدس فرمان بھی ہے:

اَسْتَغْفِرُوْا رَبَّكُمْ اِنَّهٗ كَانَ غَفَّارًا — اپنے رب سے بخشش مانگو کیونکہ وہ نہایت ہی بخشش فرمانے والا ہے۔ (النوح،۱۰)

استغفار اور احادیث

پھر اس پر انھوں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشادات ذکر کیے ہم نے تمام اپنی "کتاب الدعوات" میں لائے ہیں ہاں کچھ اللہ کی توفیق سے یہاں بھی ذکر کر دیتے ہیں۔

۱۲۰۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے ہے اللہ تعالیٰ کے اس مبارک ارشاد "وَاسْتَغْفِرْ لِذَنْبِكَ وَلِلْمُؤْمِنِينَ وَالْمُؤْمِنٰتِ" (محمد، ۱۹) کی تفسیر میں کہا، حضور ﷺ نے فرمایا: میں اللہ تعالیٰ سے ستر دفعہ استغفار کرتا ہوں۔

۱۲۱۔ انہیں سے یہ بھی مروی ہے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے سنا اللہ کی قسم

انی لاستغفرواتوب فی الیوم اکثر من سبعین مرۃ (البخاری)

میں دن میں ستر سے زیادہ مرتبہ استغفار اور توبہ کرتا ہوں۔

۱۲۲۔ حضرت المزنی کہتے ہیں، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: میں دل میں بوجھ محسوس کرتا اور میں دن میں سو دفعہ اللہ تعالیٰ کی بارگاہ اقدس میں استغفار کرتا ہوں۔ (مسلم، ۴، ۲۰۷۵)

۱۲۳۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے ہے ہم ہر مجلس میں رسول اللہ ﷺ سے سو دفعہ یہ کلمات شمار کرتے۔

رب اغفرلی وتب علیّ انك انت التواب الرحیم (مسند احمد، ۲، ۲۱)

اے میرے رب مجھے معاف فرما مجھ پر رحمتوں کا نزول فرمایا بلاشبہ تو ہی توبہ قبول کرنے والا اور رحم فرمانے والا ہے

۱۲۴۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سے ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جو آدمی استغفار کرے اسے دن میں ستر دفعہ گناہ نقصان دہ نہیں۔ (سنن ابو داود، ۱۵۱۴)

۱۲۵۔ حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ سے ہے، میں نے حضور ﷺ سے عرض کیا میں اپنے اہل پر تیز زبان ہوں مجھے ڈر ہے کہیں میری زبان مجھے دوزخ میں نہ لے جائے آپ ﷺ نے فرمایا: استغفار کیوں نہیں کرتے میں دن میں سو دفعہ اللہ تعالیٰ کی

بارگاہ میں استغفار کرتا ہوں۔

۱۲۶۔حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جس نے کثرت کے ساتھ استغفار کی اللہ تعالیٰ ہر غم میں ازالہ، ہر تنگی میں کشادگی اور اسے وہاں سے رزق دے گا جہاں سے اس کا گمان نہ ہو۔

۱۲۷۔سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کا ارشاد گرامی ہے:

طوبی لمن وجدفی صحیفتہ استغفاراً کثیراً　　مبارک ہو اسے جس کے اعمال نامہ میں زیادہ استغفار ہو۔

بعض راویوں نے اسے رسول اللہ ﷺ کے ارشاد گرامی کے طور پر نقل کیا ہے لیکن صحیح یہی ہے کہ یہ سیدہ کا قول ہے۔

۱۲۸۔حضرت زبیر رضی اللہ عنہ سے ہے حضور ﷺ نے فرمایا: جو آدمی چاہتا ہے کہ اس کا اعمال نامہ اسے خوش کردے وہ کثرت کیساتھ استغفار کرے۔

۱۲۹۔حضرت انس رضی اللہ عنہ سے ہے سرور عالم ﷺ نے فرمایا: دلوں پر لوہے کی طرح زنگ لگ جاتا ہے:

وجلائوھا الاستغفار　　اس کا ازالہ استغفار ہے۔

۱۳۰۔حضرت سفیان ثوری سے ہے میں حضرت جعفر بن عمر رضی اللہ عنہ کے پاس مسجد میں حاضر ہوا پوچھا کیسے آئے؟ عرض کی طلب علم کے لئے، فرمایا: جب اللہ تعالیٰ کی نعمت تم پر ہو تو اللہ تعالیٰ کا تقویٰ اختیار کرو اور اگر رزق میں کمی آئے تو اللہ تعالیٰ سے استغفار کرو، جب کوئی معاملہ پریشان کرے تو ''لا حول ولاقوۃ الاباللہ'' پڑھو۔

۱۳۱۔دوسری روایت میں ہے تم بادشاہ کا قرب چاہتے ہو ہم اس سے بچتے ہیں پھر رسول اللہ ﷺ نے مذکورہ وظیفہ بتایا۔

۱۳۲۔حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے ہے ہم سفر میں حضور ﷺ کے ساتھ تھے فرمایا: اللہ تعالیٰ سے بخشش مانگو ہم نے استغفار شروع کی تو فرمایا: ستر دفعہ کرو ہم نے ستر دفعہ کیا تو فرمایا: جو بندہ یا اُمت دن میں ستر دفعہ استغفار کرے اللہ تعالیٰ اس کے سات سو گناہ معاف فرما دیتا ہے۔ (الترغیب، ۲، ۴۷۱)

۱۳۳۔امام محمد بن علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا: جب کوئی ''استغفراللہ واتوب الیہ'' اور اس نے کوئی گناہ نہیں کیا تو یہ جھوٹ ہو گا بلکہ اسے اس طرح کہنا چاہیے:

اللھم اغفرلی وتب علی — اے اللہ مجھے بخش دے اور مجھ پر کرم فرما

۱۳۴۔سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے ہے تمہارے اندر دو چیزیں ذریعہ امان ہیں ایک چلی گئی جبکہ دوسری باقی ہے۔

وَمَا كَانَ اللّٰهُ لِيُعَذِّبَهُمْ وَاَنْتَ فِيْهِمْ وَمَا كَانَ اللّٰهُ مُعَذِّبَهُمْ وَهُمْ يَسْتَغْفِرُوْنَ (الانفال، ۳۳)

اور اللہ کا کام نہیں کہ انہیں عذاب کرے جب تک اے محبوب تم ان میں تشریف فرما ہو اور اللہ انہیں عذاب کرنے والا نہیں جبتک وہ بخشش مانگ رہے ہیں۔

اسی طرح حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ سے بھی مروی ہے۔ (در منثور، ۳، ۱۸۱)

۱۳۵۔شیخ رجا بن حیوۃ نے مسجد منیٰ میں واعظ کو یہ کہتے ہوئے سنا لوگو! تین چیزیں ہیں اگر تم ان کو اپناؤ تو اللہ تعالیٰ عذاب نہیں دے گا، شکر، دعا، استغفار، پھر ان آیات کی تلاوت کی:

مَا يَفْعَلُ اللّٰهُ بِعَذَابِكُمْ اِنْ شَكَرْتُمْ وَاٰمَنْتُمْ (النساء، ۱۴۷) — اور اللہ تمہیں عذاب دے کر کیا کرے گا اگر تم حق مانو اور ایمان لاؤ۔

اور فرمایا:

قُلْ مَا يَعْبَؤُا بِكُمْ رَبِّيْ لَوْ لَا دُعَاؤُكُمْ (الفرقان، ۷۷) — تم فرماؤ تمہاری کچھ قدر نہیں میرے رب کے یہاں اگر تم اسے نہ پوجو۔

اور فرمایا:

وَمَا كَانَ اللّٰهُ لِيُعَذِّبَهُمْ وَاَنْتَ فِيْهِمْ وَمَا كَانَ اللّٰهُ مُعَذِّبَهُمْ وَهُمْ يَسْتَغْفِرُوْنَ (الانفال، ۳۳) — اور اللہ کا کام نہیں کہ انہیں عذاب کرے جب تک اے محبوب تم ان میں تشریف فرما ہو اور اللہ انہیں عذاب کرنے والا نہیں جبتک وہ بخشش مانگ رہے ہیں۔

۱۳۶۔امام حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا، اپنے گھروں ، دسترخوانوں ، راستوں ، بازاروں ، مجالس بلکہ جس جگہ بھی ہوں استغفار میں کثرت کرو:

لاتدرون فی ای وقت تنزل البرکۃ — تم کیا جانو کس وقت برکت کا نزول ہو جائے۔

حضرت ابوایوب رضی اللہ عنہ کا بیان ہے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم شب معراج سیدنا ابراہیم علیہ السلام کے پاس سے گزرے تو انھوں نے جبرائیل علیہ السلام سے پوچھا یہ کون ہیں؟ بتایا یہ محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہیں ، حضرت ابراہیم علیہ السلام نے فرمایا: اپنی اُمت کو جنت میں کثیر پودے لگانے کا حکم دو کیونکہ اس کی زمین خوب ہی زرخیز اور وسیع ہے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے پوچھا، جنت کے پودوں سے کیا مراد ہے؟ بتایا ”لاحول ولا قوۃ الا باللہ“

۱۳۸۔ حضرت عبد اللہ بن عبد الرحمٰن نے بتایا ہے حضرت سالم نے حضرت محمد بن کعب قرظی کے پاس بھیجا اور کہا میں چاہتا ہوں آپ مجھے قبر کے پاس ملیں وہاں ملاقات پر حضرت سالم رضی اللہ عنہ نے پوچھا، باقیات صالحات کون ہیں ؟ انھوں نے بتایا "سبحان اللہ والحمدللہ ولاالہ الااللہ واللہ اکبر ولا حول ولاقوۃ الاباللہ" حضرت سالم کہنے لگے، اس میں آپ نے "لا حول ولا قوۃ الا باللہ" کا اضافہ کیا ہے فرمایا: نہیں میں نے دو یا تین دفعہ پوچھا انھوں نے کہا نہیں، اس کے بعد انھوں نے حضرت ابوایوب رضی اللہ عنہ سے سابقہ حدیث بیان کی۔

۱۳۹۔ حضرت قیس بن سعد کہتے ہیں، والد گرامی نے مجھے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں بھیجا، میں مسجد میں ذرا رُکا، نماز ادا کی اور لیٹ گیا اتنے میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے مجھے ٹھوکر لگا کر فرمایا: کیا میں تجھے جنت کا دروازہ بتاؤں؟ عرض کیا ضرور فرمایا: پڑھو "لاحول ولاقوۃ الاباللہ"

۱۴۰۔ حضرت ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ سے ہے ہم غزوہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تھے ہم بلند جگہ پر چڑھتے اور اُترتے وقت بلند آواز سے تکبیر کہتے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ہماری طرف متوجہ ہو کر فرمایا: لوگو! اپنی آوازوں کو پست کرو تم کسی بہرے غائب کو نہیں پکار رہے تم تو اپنے ساتھ والی ہستی کو پکار رہے ہو، فرمایا: ابو موسیٰ عرض کیا حاضر، فرمایا: میں تمہیں جنت کا خزانہ بتاؤں؟ عرض کیا یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ضرور، فرمایا: پڑھو "لاحول ولاقوۃ الاباللہ"

۱۴۱۔ حضرت ابو ہریرہ اور حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہما سے ہے جب بندہ کہتا ہے "لاالہ الااللہ واللہ اکبر" تو رب تعالیٰ اسے سچا قرار دیتے ہوئے فرماتا ہے

میرے بندے تم نے سچ کہا "لاالہ الااللہ" میں تنہا ہوں جب بندہ کہتا ہے "لاالہ الااللہ وحدہ لاشریک لہ" فرماتا ہے میرے بندے نے سچا کہا، میرے سوا کوئی معبود نہیں اور میرا کوئی شریک نہیں جب بندہ کہتا "لاالہ الااللہ لہ الملک ولہ الحمد" تو فرماتا ہے میرے بندے نے سچ کہا میرے سوا کوئی معبود نہیں ملک و حمد میرے لئے ہی ہے جب بندہ کہتا ہے "لاالہ الااللہ ولاحول ولاقوۃ الاباللہ" فرمایا: میرے بندے نے سچ کہا میرے سوا کوئی معبود نہیں اور میرے علاوہ نہ کوئی قوت وحرکت ہے۔ (سنن ابن ماجہ، ۳۷۹۴)

۱۴۲۔حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے ہے ایک دن میں رسول اللہ ﷺ کے ساتھ تھا میں نے پڑھا "لاحول ولا قوۃ الاباللہ" آپ ﷺ نے فرمایا: تم اس کی تفسیر جانتے ہو؟ عرض کی، اللہ اور اس کے رسول ﷺ ہی بہتر جانتے ہیں فرمایا:

لاحول عن معصیۃ اللہ الا بعصمۃ اللہ ولا قوۃ علی طاعۃ اللہ الابعون اللہ	اللہ کی نافرمانی سے اس کی حفاظت ہی کی وجہ سے پھرا جاسکتا ہے اور اللہ کی فرمانبرداری کی قوت اس کی توفیق کے ساتھ ہے۔

اور فرمایا: یہ تفسیر ہے جبریل امین نے بتائی ہے (تاریخ الخطیب، ۱۲، ۳۶۲)

۱۴۳۔حضرت شداد بن اوس رضی اللہ عنہ سے ہے حضور ﷺ نے فرمایا: سید الاستغفار ہے:

اللھم انت ربی لاالہ انت خلقتنی وانا عبدک وانا علی عھدک ووعدک ما استطعت اعوذبک من شرما صنعت	یا اللہ تو میرا رب ہے تیرے سوا کوئی معبود نہیں تو نے مجھے پیدا کیا میں تیرا بندہ ہوں میں اپنی بساط کے مطابق تیرے ساتھ کیے ہوئے وعدہ پر قائم ہوں

ابوء لك بذنوبى ابوء لك بنعمتك	اپنے کرتوتوں کے شر سے تیری پناہ
علی فاغفرلی انه لایغفر الذنوب	چاہتا ہوں اپنے گناہوں سے میں
الاانت	تیری طرف رجوع کرتا ہوں مجھے
(البخاری:۸۔۸۸)	معاف کر دے بے شک صرف تو ہی
	گناہ معاف کر سکتا ہے۔

دوسری فصل

ذکر الٰہی اور آثار صحابہ واخبار

۱۴۴۔حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ کا فرمان ہے مجھے اللہ تعالیٰ کی تسبیحات کہنا دینار فی سبیل اللہ خرچ کرنے سے زیادہ محبوب ہیں۔

۱۴۵۔حضرت سلمان رضی اللہ عنہ سے سوال ہوا کونسا عمل افضل ہے؟ فرمایا:

ذکر الله اکبر — اللہ کا ذکر سب سے افضل ہے۔

۱۴۶۔حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے یہی سوال ہوا تو فرمایا: ذکر الٰہی سب سے افضل ہے تین دفعہ دہرا کر یہی فرمایا، پھر فرمایا: جب کسی گھر میں لوگ کتاب اللہ پڑھتے پڑھاتے ہیں تو وہ اللہ تعالیٰ کے مہمان ہوتے ہیں جب تک وہ کسی دوسری طرف متوجہ نہیں ہوتے ان پر ملائکہ پر بچھاتے ہیں جو آدمی علم کے راستہ میں چلتا ہے اللہ تعالیٰ اس کے جنت کا راستہ آسان کر دیتا ہے جس کو عمل نے پیچھے کر دیا اس کو نسب آگے نہیں کر سکتا۔ (درمنثور،۵،۱۴۶)

۱۴۷۔حضرت فضیل بن مرزوق نے حضرت عطیہ سے نقل کیا "ولذکر الله

اکبر" کے بارے میں فرمایا: اللہ تعالیٰ کا تمہیں یاد کرنا تمہارے ذکر الٰہی سے کہیں افضل ہے۔

۱۴۸۔ حضرت عبداللہ بن ربیعہ کہتے ہیں، حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے مجھے اس ارشاد باری تعالیٰ کے بارے میں پوچھا" ولذ کراللہ اکبر" تو میں نے عرض کیا، اللہ کا ذکر تسبیح تہلیل اور تکبیر کے ساتھ مراد ہے فرمایا: یہی نہیں بلکہ

ذکراللہ اکبر من ذکر کم ایاہ — اللہ تعالیٰ کا تمہیں یاد کرنا تمہارے ذکر الٰہی سے بڑھ کر ہے۔ (المستدرک، ۲، ۴۰۹)

۱۴۹۔ حضرت معاذ رضی اللہ عنہ نے فرمایا مجھے صبح سے رات تک ذکر الٰہی کرنا اتنے وقت میں گھوڑے پر سوار ہو کر جہاد میں نکلنے سے زیادہ محبوب ہے۔ (المستدرک، ۲، ۵۴۱)

۱۵۰۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے ہے ہر بچے کے دل میں وسوسے ہوتے ہیں اگر وہ ذکر الٰہی کرے تو وہ دور ہوتے ہیں اگر غفلت برتے تو باقی رہتے ہیں اللہ تعالیٰ کے فرمان" اَلْوَسْوَاسِ الْخَنَّاس" سے یہی مراد ہے۔

۱۵۱۔ حضرت اُم الدرداء رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ دو آمیوں میں اللہ کی خاطر محبت تھی جب ملتے تو کہتے اللہ تعالیٰ کا ذکر کریں، ایک دن بازار میں دکان کے دروازے کے پاس ان کی ملاقات ہوئی ایک نے کہا آؤ ذکر الٰہی کریں شاید اللہ تعالیٰ مغفرت فرمادے پھر تھوڑی مدت کے بعد ایک بیمار ہوگیا دوسرے نے اس سے کہا اگر تم فوت ہونے کے بعد خواب میں آئے تو مجھے بتانا کیسی گزری؟ اس نے وعدہ کر لیا انشاء اللہ تعالیٰ میں ایسا کروں گا وہ فوت ہونے کے ایک سال بعد خواب میں آئے، کہا جب ہم بازار میں ملے اور اللہ تعالیٰ سے مغفرت مانگی تھی

اسی دن اس نے ہمیں معاف فرمادیا تھا۔

۱۵۲۔ حضرت ثابت رضی اللہ عنہ کہتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جب مواخات فرمائی تو حضرت سلمان فارسی اور حضرت ابودرداء رضی اللہ عنہما کے درمیان اور حضرت عوف بن مالک اور صعب بن جثامہ کو بھائی بھائی بنایا تو ایک نے دوسرے سے کہا، اگر تم مجھ سے پہلے فوت ہو جاؤ تو ہمیں بتانا حضرت صعب رضی اللہ عنہ پہلے فوت ہوئے اور حضرت عوف رضی اللہ عنہ کے خواب میں آئے پوچھا کیسے ہو؟ فرمایا: خیریت، کونسا عمل کام آیا؟ فرمایا جب بازار میں اللہ تعالیٰ سے دعا کی تھی اس دن اس نے ہمیں معاف فرمادیا۔

میرے گھر والوں کو جو بھی مصیبت پہنچے اس کا اجر ملتا ہے حتی کہ تین دن پہلے ہماری بلی فوت ہوگئی تھی (اس کا اجر بھی ملا)

۱۵۳۔ حضرت عبداللہ بن سلام رضی اللہ عنہ سے ہے حضرت موسیٰ علیہ السلام نے عرض کیا اے میرے رب! مجھے کس طرح شکر کرتے رہنا چاہیے؟ فرمایا: تمہاری زبان میرے ذکر سے تر رہنی چاہیے عرض کیا بعض اوقات ذکر میں تاخیر کرنا پڑتی جاتی ہے فرمایا: کس وقت؟ عرض کیا حالت جنابت اور حالت رفع حاجت وغیرہ میں فرمایا: اگرچہ اس حالت میں ہو، عرض کیا کن الفاظ سے ذکر کروں؟

ارشاد ہوا یوں کہ

سبحانك وبحمدك جنبني الاذى	تیری ذات پاک ہے اور تیری ہی حمد
سبحانك بحمدك قني الاذى	ہے مجھے تکلیف سے دور فرمادے۔

۱۵۴۔ حضرت کعب رضی اللہ عنہ سے حضرت موسیٰ علیہ السلام نے عرض کیا اے میرے رب تو قریب ہے کہ میں تجھ سے سرگوشی کروں یا دور ہے تو آواز دوں فرمایا: میں ذکر

کرنے والوں کے ساتھ ہوں عرض کیا بعض اوقات میں تاخیر کرتا ہوں پوچھا کس وقت؟ عرض کیا جنابت اور رفع حاجت کے وقت فرمایا: اس حالت میں بھی مجھے یاد رکھا کرو۔

۱۵۵۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے ہے حضرت موسیٰ علیہ السلام کوہ سینا پر حاضر ہوئے اور عرض کی یارب کونسے بندے تجھے پیارے ہیں فرمایا جو مجھے یاد کرتے رہیں اور نہ بھولیں۔

۱۵۶۔ حضرت محمد بن کعب قرظی رضی اللہ عنہ سے ہے حضرت موسیٰ علیہ السلام نے عرض کی یارب کونسی مخلوق تیرے ہاں معزز ہے؟ فرمایا جس کی زبان میرے ذکر سے تر رہے۔ عرض کی یارب کونسی مخلوق زیادہ علم والی ہے؟ فرمایا: جو اپنے علم میں اضافہ کے لئے دوسرے سے علم سیکھے عرض کی یارب کونسی مخلوق زیادہ عدل والی ہے؟ فرمایا: جو اپنی ذات کے خلاف بھی دیگر مخلوق کی طرح ہی فیصلہ کرے، عرض کی یارب کس کا گناہ اعظم ہے؟ فرمایا: جس نے مجھ پر تہمت لگائی، عرض کی یارب کوئی آپ پر تہمت بازی لگا سکتا ہے؟ فرمایا: جس نے مجھ سے استخارہ کیا اور پھر میرے فیصلے کو نہ مانا۔

۱۵۷۔ حضرت عطاء رضی اللہ عنہ سے اللہ تعالیٰ کے ارشاد گرامی

فَاذْكُرُوا اللّٰهَ كَذِكْرِكُمْ اٰبَآءَكُمْ — تو اللہ کا ذکر کرو جیسے اپنے باپ دادا کا ذکر کرتے تھے۔ (پ۲، البقرۃ:۲۰۰)

کے تحت کہتے ہیں جیسے بچے اپنے والد کو ابو ابو کہہ کر پکارتا ہے۔

۱۵۸۔ حضرت بلال بن سعد رضی اللہ عنہ سے ہے ذکر دو طرح کا ہے زبان کے ساتھ اللہ تعالیٰ کا ذکر بہت ہی خوب ہے لیکن حلال و حرام پر عمل کی صورت میں ذکر الٰہی نہایت ہی افضل ہے۔

۱۵۹۔ انہی سے ہے کہ فرمانبرداری اور نافرمانی کے وقت ذکر افضل ہے۔

۱۶۰۔ حضرت اُم الدرداء رضی اللہ عنہا نے ارشاد گرامی

وَلَذِكْرُ اللّٰهِ اَكْبَرُ — اور بے شک اللہ کا ذکر سب سے بڑا ہے۔

(العنکبوت، ۴۵)

کے تحت کہا اگر تم نماز پڑھو تو یہ ذکر، خاموش رہو تو یہ ذکر، ہر اچھا عمل ذکر اور ہر بُرائی سے بچنا ذکر اور افضل اللہ تعالیٰ کی تسبیح ہے۔

۱۶۱۔ حضرت ابن ابی عمران رضی اللہ عنہ سے ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

من اطاع الله فقد ذكر الله وان قلت صلاته وصيامه وتلاوة القرآن ومن عصى الله فقد نسى الله وان كثرت صلاته وصيامه وتلاوة القرآن

جس نے اللہ تعالیٰ کے حکم کے مطابق عمل کیا اس نے اللہ تعالیٰ کا ذکر کیا اگرچہ اس کی نماز، روزہ اور تلاوتِ قرآن کم ہو اور جس نے عمل میں اللہ تعالیٰ کی نافرمانی کی اس نے اللہ تعالیٰ کو بھلا دیا اگرچہ اس کی نماز، روزہ اور تلاوت قرآن زیادہ ہو۔

۱۶۲۔ حضرت فضیل رضی اللہ عنہ نے اللہ تعالیٰ کے ارشاد گرامی

فَاذْكُرُوْنِيْٓ اَذْكُرْكُمْ — پس تم میرا ذکر کرو میں تمہارا ذکر کرونگا

(پ ۱، البقرہ: ۱۵۲)

کی تفسیر میں کہا:

اذکرونی بطاعتی اذکرکم بمغفرتی لکم

تم میری طاعت کے ذریعے میرا ذکر کرو میں تمہاری مغفرت کر کے تمہارا ذکر کروں گا۔

۱۶۳۔ حضرت مسروق رضی اللہ عنہ سے ہے جب تک بندے کا دل اللہ تعالیٰ کی یاد میں رہے

فھوفی صلاۃ وان کان فی السوق

وہ نماز میں ہی رہتا ہے اگرچہ وہ بازار میں ہی رہے۔

۱۶۴۔ حضرت ابوعبیدہ رضی اللہ عنہ سے ہے جب تک بندے کا قول یادِ الٰہی میں رہے وہ بندہ نماز میں ہی ہے اور اگر اس کی زبان اور ہونٹ بھی حرکت کریں تو یہ افضل ہے۔

۱۶۵۔ حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے ہے ایک پہاڑ دوسرے سے پوچھتا ہے کیا تیرے اُوپر سے کوئی اللہ تعالیٰ کا ذکر کرنے والا گزرا ہے؟ اگر وہ کہے ہاں تو اسے وہ بشارت دیتا ہے، حضرت عون نے ان سے پوچھا کیا وہ جھوٹ بھی سنتے ہیں؟ فرمایا: کہ خیر کو زیادہ سنتے ہیں۔ پھر اس نے یہ آیات تلاوت کیں:

وَقَالُوا اتَّخَذَ الرَّحْمٰنُ وَلَدًا لَقَدْ جِئْتُمْ شَيْئًا اِدًّا تَكَادُ السَّمٰوٰتُ يَتَفَطَّرْنَ مِنْهُ وَتَنْشَقُّ الْاَرْضُ وَتَخِرُّ الْجِبَالُ هَدًّا اَنْ دَعَوْا لِلرَّحْمٰنِ وَلَدًا

(مریم، ۸۸تا۹۱)

اور کافر بولے رحمٰن نے اولاد اختیار کی بے شک تم حد کی بھاری بات لائے قریب ہے کہ آسمان اس سے پھٹ پڑیں اور زمین شق ہو جائے اور پہاڑ گر جائیں ڈھ کر اس پر کہ انہوں نے رحمٰن کے لیے اولاد بتائی۔

۱۶۶۔ حضرت عبید بن عمیر رضی اللہ عنہ سے ہے مؤمن کے اعمال نامہ میں اللہ کی حمد کے ساتھ تسبیح

خیر من جبال الدنیا تجری دنیا کے ان پہاڑوں سے بھی بہتر ہے

معہ ذہباً جو سونا بن کے ساتھ چلیں۔

۱۶۷۔ حضرت حسن رضی اللہ عنہ سے ہے روز قیامت منادی آواز دے گا عنقریب اہل محشر ان لوگوں کو دیکھ لیں گے جن پر سب سے زیادہ کرم ہے پھر آواز دے گا یہ لوگ کہاں ہیں؟

تَتَجَافٰی جُنُوبُهُمْ عَنِ الْمَضَاجِعِ ان کی کروٹیں جدا ہوتی ہیں خوابگاہوں

یَدْعُوْنَ رَبَّهُمْ خَوْفًا وَّطَمَعًا سے اور اپنے رب کو پکارتے ہیں ڈرتے

وَّمِمَّا رَزَقْنٰهُمْ یُنْفِقُوْنَ اور اُمید کرتے اور ہمارے دیئے ہوئے

(السجدہ، ۱۶) میں سے کچھ خیرات کرتے ہیں۔

تو ایسے لوگ کھڑے ہو جائیں گے اور لوگوں سے آگے آجائیں گے پھر آواز آئے گی عنقریب اہل محشر سب سے زیادہ کرم پانے والے لوگوں کو دیکھ لیں گے کہاں ہیں یہ لوگ؟

لَا تُلْهِيْهِمْ تِجَارَةٌ وَّلَا بَيْعٌ عَنْ ذِكْرِ غافل نہیں کرتا کوئی سودا اور نہ

اللّٰهِ (النور، ۳۷) خرید و فروخت اللہ کی یاد سے۔

تو ایسے لوگ آگے آجائیں گے پھر ایسی ہی آواز پھر دی جائے گی اور کہا جائے گا ہر حال میں حمد کرنے والے کہاں ہیں وہ اُٹھیں گے اور وہ کثیر ہوں گے پھر وہ بھی ان کے پیچھے چلے جائیں گے اور باقی لوگوں کا حساب ہوگا۔

حضرت سہیل بن حنظلہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ جو لوگ بھی اللہ کے ذکر کے لیے جمع ہوں تو انہیں ندا دی جاتی ہے کہ جاؤ میں نے تمہیں بخش دیا اور تمہارے گناہ نیکیوں میں بدل دیئے۔

۱۶۹۔دوسری روایات میں اسے رسول اللہ ﷺ کا فرمان عالی قرار دیا گیا ہے۔

(مجمع الزوائد، ۱۰، ۷۶)

۱۷۰۔حضرت ابو مسلم خولانی رضی اللہ عنہ کا بیان ہے ان کے پاس ایک آدمی نے کہا مجھے نصیحت کیجئے فرمایا: اللہ تعالیٰ کا ذکر ہر وقت اور پتھر کے پاس کیا کرو کہا اس میں اضافہ کیجئے فرمایا: اس طرح اللہ تعالیٰ کا ذکر کرو کہ لوگ اس ذکر کی وجہ سے دیوانہ گمان کریں، حضرت ابو مسلم اللہ تعالیٰ کا اتنی کثرت سے ذکر کرتے کہ ایک آدمی نے انہیں ذکر الٰہی کی صورت میں دیکھ کر کہا یہ آدمی تو دیوانہ ہے، انھوں نے سنا تو فرمایا: یہ دیوانگی کی وجہ سے نہیں بلکہ یہ تو دیوانگی کا علاج ہے۔

۱۷۱۔حضرت انس رضی اللہ عنہ سے ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: کچھ لوگ ایسے ہیں جو خیر کی چابی اور شر کا تالہ اور کچھ اس کے برعکس ہوتے ہیں۔

۱۷۲۔انہی سے دوسری روایت میں اضافہ ہے جس کے ہاتھ میں خیر کی کنجی ہے اسے مبارک ہو اور افسوس اس کے لئے جس کے ہاتھ میں شر کی کنجی ہو۔

(السنۃ لابن ابی عاصم، ۱، ۱۲۷)

۱۷۳۔حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے ہے کچھ لوگوں کے پاس ذکر اللہ کی چابیاں ہوتی ہیں:

اذاروو اذکراللہ ان کی زیارت کے وقت دل اللہ کی طرف

متوجہ ہوتے ہیں۔

۱۷۴۔حضرت ثابت بنانی کہتے ہیں، کچھ لوگ باتیں کررہے ہوتے ہیں اللہ تعالیٰ ان میں سے ایک زبان پر ذکر جاری کرتا ہے تو دوسرے لوگ بھی ذکر الٰہی میں مشغول ہوجاتے ہیں تو اسے ان کے برابر اجر ملتا ہے اور ان کے اجر میں بھی کمی نہیں کی جاتی کچھ لوگ ذکر میں ہوتے ہیں ان میں سے ایک کی زبان پر دنیاوی بات چیت جاری ہوجاتی ہے تو لوگ ذکر ترک کر کے باتوں میں لگ جاتے ہیں تو ان کا بوجھ ان پر ہوگا اور ان کے بوجھ میں کمی بھی نہیں کی جاتی۔

۱۷۵۔ایک خاتون نے حضرت حسن رضی اللہ عنہ کی خدمت میں عرض کیا، اے ابوسعید! جب میں ذکر کرتی ہوں تو میرا دل نرم ہوجاتا ہے جب ترک کرتی ہوں تو میرا نفس منکر ہوجاتا ہے فرمایا: جاؤ دل کی اصلاح کرو۔

۱۷۶۔دوسری روایت میں ایسی شکایت کرنے والے سے فرمایا: اس کی ذکر کے ساتھ تربیت کرو۔

۱۷۷۔حضرت مالک بن دینار رضی اللہ عنہ کا قول ہے:

ماتلذذ المتلذذون بمثل ذکراللہ عزوجل لذت پانے والا اللہ تعالیٰ کے ذکر سے بڑھ کر کسی میں لذت نہیں پاسکتا۔

۱۷۸۔حضرت یحییٰ بن معاذ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: اے وہ ذات اقدس جس کا ذکر مجھے ہر شی سے عزیز ہے مجھے دشمنوں کے سامنے پست و ذلیل نہ فرما۔

۱۷۹۔انہی سے ہے کہ یوں بھی دعا کرتے میں اعلانیہ تجھ سے مانگتا ہوں جیسے

ارباب سے مانگا جاتا ہے اور خلوت میں بھی مانگتا ہوں جیسے احباب سے مانگا جاتا ہے جلوت میں یاالٰہی جب کہ خلوت میں یا حبیبی کہتا ہوں،

۱۸۰۔حضرت ذوالنون مصری رضی اللہ عنہ کہا کرتے:

الھی انا لااصبر عن ذکر فی الدنیا فکیف اجر عنك فی الآخرة
اے اللہ میں تیرے ذکر سے دنیا میں نہیں رُک سکتا تو آخرت میں کیسے صبر کرسکوں گا؟

۱۸۱۔انہی سے ہے جس نے حقیقۃً اللہ تعالیٰ کا ذکر کیا وہ اللہ تعالیٰ کے مقابل ہر شی کو بھول گیا جو ہر شی کو بھول گیا اللہ تعالیٰ اس کی ہر شی سے حفاظت فرمائے گا بلکہ اسے ہر شی کے عوض عطا فرمائے گا انہی کا فرمان ہے عارف دنیا میں فقر اور فخر کے درمیان ہوتا ہے جب ذکر کرتا ہے تو فخر کرتا ہے اور جب نفس کو یاد کرتا ہے تو فقیر ہو جاتا ہے۔

پھر فرمایا:

باالله فخرناوالی الله فقرنا
ہم اللہ کیساتھ فخر اور اللہ کی ہی طرف فقیر ہیں۔

۱۸۲۔انہی کا فرمان ہے جس نے اپنے رب کی معرفت پائی اس نے عبودیت کا مزہ پالیا وہ جسم کے ساتھ مخلوق میں مگر غم اور خطرات میں ان سے جدا ہیں۔

۱۸۳۔انہی سے ہے عارف اپنے رب کی وجہ سے مستغنی ہوتا ہے تو اس سے زیادہ اور کون غنی ہوگا؟ اور جو غنی ہو جائے اس کی لذت اسی کے ساتھ ہے اور وہ اسی کے دربار میں بیٹھتا ہے اور اسی سے اُنس حاصل کرتا ہے۔

۱۸۴۔ حضرت ابو اُسامہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں، میں حضرت محمد بن نضر سے سوال کیا تم گھر میں طویل وقت تک تنہا بیٹھنے سے وقت محسوس نہیں کرتے؟ فرمایا: میں کیسے وقت محسوس کروں جب کے اس کا فرمان

انا جلیس من ذکرنی — جو میرا ذکر کرتا ہے میں اس کے ساتھ ہوتا ہوں۔

۱۸۵۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے عرض کیا یارب! تو نے اتنی کثیر نعمتوں سے نوازا ہے میری رہنمائی فرما کہ میں تیرا ان پہ شکر کیسے ادا کروں؟ فرمایا: میرا کثرت کے ساتھ ذکر کیا کرو، ذکر کرو گے تو میرا شکر ادا ہوگا اور بھول جاؤ گے تو ناشکری۔

۱۸۶۔ حضرت ابو بکر شبلی رضی اللہ عنہ کا فرمان ہے:

سھوۃ طرفۃ عین عن اللّٰہ شرك باللّٰہ — اللہ سے آنکھ جھپکنے کی مقدار غفلت اللہ سے شرک ہے۔

۱۸۷۔ حضرت محمد بن عبدالوہاب بلخی رضی اللہ عنہ نے فرمایا: اس ذات اقدس کے ساتھ غفلت کرنا کس قدر بدتر ہے جو تیری بھلائی سے کبھی غافل نہیں ہوتی۔

۱۸۸۔ حضرت سلیمان دارانی رضی اللہ عنہ کا بیان ہے میں حالت سجدہ میں سو گیا تو جنتی حور نے مجھے ٹھوکر لگائی اور کہا اے حبیب! سو گیا حالانکہ مالک جاگ رہا ہے اور اہل تہجد پر نظر کرتا ہے افسوس ان پر جو لذت نیند کو لذت مناجات عزیز پر ترجیح دیتے ہیں اُٹھو فراغت (موت) قریب ہے اہل محبت ایک دوسرے سے ملنے والے ہیں یہ نیند کیسی ہے؟ اے میرے محبوب اور میری آنکھوں کی ٹھنڈک کیا تیری آنکھیں سو رہی ہیں اور مجھے تیرے لئے اتنے عرصہ سے تیار کیا جا رہا ہے

میں فی الفور اُٹھا اس کی سرزنش پر حیاء پسینہ سے شرابور ہو گیا ابھی تک میرے کانوں میں اور دل میں اس کی گفتگو موجود ہے۔

۱۸۹۔حضرت ابن عون رضی اللہ عنہ کا قول ہے۔

ذکر الناس داء وذکر اللہ دواء لوگوں کا ذکر بیماری اور اللہ تعالیٰ کا ذکر دوا ہے۔

۱۹۰۔حضرت ربیع بن خثیم رضی اللہ عنہ کے پاس کسی آدمی کا ذکر ہوا تو فرمایا: اللہ کا ذکر لوگوں کے ذکر سے کہیں افضل ہے۔

۱۹۱۔حضرت مکحول رضی اللہ عنہ سے ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

أن ذکر اللہ شفاء وان ذکر الناس داء اللہ تعالیٰ کا ذکر سراپا شفاء اور لوگوں کا ذکر بیماری ہے۔

۱۹۲۔حضرت ماہان حنفی رضی اللہ عنہ کہتے ہیں، کیا تمہیں شرم نہیں آتی کہ ہماری سواری اور کپڑے اللہ کا ذکر زیادہ کریں اور وہ تسبیح تہلیل اور تکبیر کہتے ہوئے تھکتے ہی نہیں۔

۱۹۳۔حضرت عبدالرحمن بن یزید رضی اللہ عنہ کا بیان ہے میں نے حضرت عمیر بن ہانی سے کہا میں تمہاری زبان کو ذکر الٰہی میں ان تھک پاتا ہوں میں حیران ہوں تم کتنی مقدار تسبیح کہتے ہو؟ فرمایا: اگر اُنگلیاں خطا نہیں کرتیں تو ایک لاکھ دفعہ۔

۱۹۴۔حضرت عبدالعزیز رضی اللہ عنہ کہتے ہیں مکہ میں ایک عورت تھی جو دن میں بارہ ہزار دفعہ تسبیح کہتی ہوئی فوت ہو گئی جب قبر تک پہنچی تو وہاں لوگوں کے ہاتھوں سے اُٹھا لیا گیا۔

۱۹۵۔حضرت محمد بن فضیل نے ایک آدمی کے حوالے سے بیان کیا حجاج نے جب حضرت ابوصالح ماہان کو پھانسی چڑھایا تو انھوں نے تسبیح کہتے ہوئے ہاتھ کھولنے اور بند کرنے شروع کر دیئے جب انھوں نے تیس دفعہ تسبیح کہہ دی تو ہاتھ بند کیا تو آدمی آیا اس نے نیزہ سے قتل کر دیا میں نے ان کا ہاتھ اسی طرح بندھے ہوئے دیکھا۔

۱۹۶۔حضرت عبداللہ بن مارک فرماتے ہیں، حضرت ابوطلحہ، حضرت قتیبہ بن مسلم کے ساتھ سوار ہوئے تو انھوں نے پوروں پر شمار کرتے ہوئے بارہ ہزار دفعہ اللہ تعالیٰ کی تسبیح کی۔

۱۹۷۔خادم رسول ﷺ حضرت ابوصفیہ رضی اللہ عنہ کے بارے میں ہے ان کے لئے کپڑا بچھایا جاتا اور ایک قبہ میں سنگریزے لائے جاتے اور نصف دن تسبیح پڑھتے پھر اُٹھا لیے جاتے پھر نماز ظہر کے بعد شام تک تسبیح پڑھتے رہتے۔

۱۹۸۔حضرت ذوالنون مصری فرمایا کرتے دل کے مردہ ہونے کی تین علامات ہیں

۱۔الانس مع الخلق	مخلوق کے ساتھ پیار
۲۔الوحشة فی الخلوة مع الله	خلوت میں اللہ کے ساتھ وحشت
۳۔افتقاد حلاوة الذکر المقسوم	ذکر مقرر کی مٹھاس سے محرومی

اور تین چیزیں اللہ کی محبت کی علامات ہیں:

۱۔اضطراب الروح فی البدن عندالذکر تشاقاً	ذکر کے وقت روح کا بدن میں مضطرب ہونا۔
۲۔ارتیاح العقل عندالنجوی تملقاً	مناجات کے وقت عقل کا خوشامد کر کے راحت پانا۔
۳۔ولوج الهمة فی الغیوب نحوالله تخلقاً	غیوب میں اللہ کی طرف ہمت سے مزین ہونا۔

۱۹۹۔ حضرت ابو یزید بسطامی رضی اللہ عنہ سے حقیقت معرفت کے بارے میں سوال کیا گیا تو فرمایا:

الحیاۃ بذکر اللہ	اللہ کے ذکر سے زندگی۔

حقیقت جہالت کے بارے میں پوچھا گیا تو فرمایا:

الغفلۃ عن اللہ	اللہ تعالیٰ سے غفلت۔

۲۰۰۔ انہی سے سوال ہوا عارف کی علامت کیا ہے؟ فرمایا:

لایفتر من ذکرہ ولایحل من حقہ ولاشیئاً نس بغیرہ	اللہ کے ذکر سے نہ تھکے اس کے حق کی ادائیگی میں اُکتائے نہ پائے اس کے علاوہ کسی سے انس نہ پائے۔

اور فرمایا: مجھے ابتدأ چار چیزوں میں مغالطہ رہا۔

۱۔ مجھے گمان رہا کہ میں اسے یاد کروں، پہچانوں اور طلب کروں مگر جب میں انتہا تک پہنچا تو معلوم ہوا اس کی یاد فرمانا میری یاد ہے، اس کی معرفت، میری معرفت ہے، اس کی محبت، میری محبت ہے اور اس کا طلب فرمانا میری طلب سے پہلے تھا۔ یہاں طلب سے مراد بلند درجہ عطا فرمانا ہے۔

۲۰۱۔ حضرت حسان بن عطیہ رضی اللہ عنہ کا بیان ہے:

ماعادی عبدربہ بشیء اشدعلیہ من ان یکرہ ذکرہ او من یذکرہ	کوئی بندہ اپنے رب سے اس سے زیادہ عداوت نہیں کر سکتا کہ وہ اس کے ذکر کو ناپسند کرے یا اس کا ذکر کرنے والے کو ناپسند کرے۔

مقالہ-3

محبت رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

تصنیف

امام ابو محمد عبد الجلیل اُندلسی قصری رحمۃ اللہ علیہ

(ت: ۶۰۸ھ)

ترجمہ

محقق العصر مفتی محمد خان قادری

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

محبت رسول ﷺ، ایمان کی بنیاد ہے اور یہ بات اس قدر واضح ہے کہ محتاج دلیل نہیں ارشاد باری تعالیٰ ہے:

قُلْ اِنْ كَانَ اٰبَاۗؤُكُمْ وَاَبْنَاۗؤُكُمْ وَاِخْوَانُكُمْ وَاَزْوَاجُكُمْ وَعَشِيْرَتُكُمْ وَاَمْوَالُۨ اقْتَرَفْتُمُوْهَا وَتِجَارَةٌ تَخْشَوْنَ كَسَادَهَا وَمَسٰكِنُ تَرْضَوْنَهَآ اَحَبَّ اِلَيْكُمْ مِّنَ اللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ وَجِهَادٍ فِيْ سَبِيْلِهٖ فَتَرَبَّصُوْا حَتّٰى يَاْتِيَ اللّٰهُ بِاَمْرِهٖ ۭ وَاللّٰهُ لَا يَهْدِي الْقَوْمَ الْفٰسِقِيْنَ

(پ۱۰، التوبہ:۲۴)

تم فرماؤ اگر تمہارے باپ اور تمہارے بیٹے اور تمہارے بھائی اور تمہاری عورتیں اور تمہارا کنبہ اور تمہاری کمائی کے مال اور وہ سودا جس کے نقصان کا تمہیں ڈر ہے اور تمہارے پسند کے مکان یہ چیزیں اللہ اور اس کے رسول اور اس کی راہ میں لڑنے سے زیادہ پیاری ہوں تو راستہ دیکھو یہاںتک کہ اللہ اپنا حکم لائے اور اللہ فاسقوں کو راہ نہیں دکھاتا۔

پھر اس پر تہدید ووعید کرتے ہوئے فرمایا:

فَتَرَبَّصُوْا حَتّٰى يَاْتِيَ اللّٰهُ بِاَمْرِهٖ ۭ وَاللّٰهُ لَا يَهْدِي الْقَوْمَ الْفٰسِقِيْنَ (پ۱۰، التوبہ:۲۴)

تو راستہ دیکھو یہاں تک کہ اللہ اپنا حکم لائے اور اللہ فاسقوں کو راہ نہیں دیتا

حدیث صحیح میں حضرت انس رضی اللہ عنہ سے ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا

لا یو من احد کم حتی اکو ن احب الیہ من والد ہ وولد ہ والناس اجمعین (مسلم، کتاب الایمان)

تم میں سے کوئی مومن نہیں ہوسکتا جب تک وہ مجھ سے اپنے والد، اولاد اور تمام لوگوں سے بڑھ کر محبت نہ کرے۔

لفظ ''الناس'' میں تمام انبیاء، رُسل اور اولیاء بھی شامل ہیں۔ یعنی آپ ﷺ سے محبت تمام انبیاء و رسل اور اولیاء سے بڑھ کر کرنا لازم و ضروری ہے۔

دوسری روایت میں انہی سے مروی ہے آپ ﷺ نے فرمایا:

ثلاث من کن فیہ وجد حلا وۃ الا یمان من کان اللہ ورسولہ احب الیہ مما سواھما (النسائی، کتاب الایمان)

جس میں تین چیزیں ہوں گی وہ ایمان کی حلاوت پائے گا۔ ان میں سے ایک یہ ہے کہ اللہ اور اس کے رسول کے ساتھ ان کے ماسوا سے بڑھ کر محبت ہو۔

تمام مخلوق پر فضیلت

اللہ تعالیٰ نے آپ کے ساتھ محبت کو اپنی محبت کے ساتھ متصل قرار دیا ہے۔

''مما سواھما'' کے الفاظ واضح کر رہے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کو باقی تمام مخلوق پر فضیلت دی ہے کیونکہ اللہ اور رسول کا ماسوا تمام مخلوق ہے خواہ وہ نبی فرشتہ ہے یا ولی، اس کا رتبہ بڑا ہے یا مقام اور خواہ وہ اپنا خاندان ہے یا رشتہ دار، خواہ وہ ذات ہے یا کائنات کی کوئی اور شے، ہر ایک سے بڑھ کر آپ ﷺ سے محبت کی جائے گی۔

آپ کی محبت کے بغیر ایمان ثابت ہی نہیں ہوتا

جب اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کو اس قدر بلند مقام سے نوازا رکھا ہے

تو ضروری ہے محبت رسول کو ایمان کا مستقل شعبہ قرار دیا جائے۔اسی طرح آپ ﷺ سے باقی تمام مخلوق سے بڑھ کر محبت کی جائے۔اس شعبہ ایمان (محبت رسول) کے بغیر نہ کسی کا ایمان ثابت ہوتا ہے اور نہ ہی مقبول۔کیا تم نے انہیں دیکھا بنی اسرائیل کے راہب اپنے انبیاء ورسل سے محبت رکھتے اور اللہ کی عبادت بھی کرتے مگر ان کو اس نے کوئی فائدہ نہ دیا۔کیونکہ وہ رسول اللہ ﷺ سے عداوت رکھتے تھے۔حالانکہ وہ آپ کے رسول ہونے کو جانتے تھے۔

کیا مقام ہے اپنے رب کے ہاں، کس قدر اس کے ہاں ان کا مرتبہ و منزلت ہے اور وہ کس قدر اسے مجبوب ہیں۔

حین لم یرض دین احد الا بحبہ
ولا قبلہ الا معروناً بحبہ

اللہ کسی کے دین کو آپ کی محبت کے بغیر پسند ہی نہیں فرماتا اور نہ ہی آپ کی محبت کے بغیر اسے قبول فرماتا ہے۔

فصل

یہ باب محبت تین اقسام رکھتا ہے

(۱) مقام اسلام (۲) مقام ایمان (۳) مقام احسان

مقام اسلام میں محبت

مقام اسلام میں ظاہر یہ ہے کہ آپ ﷺ سے زبان سے محبت کا اظہار کیا جائے، تمام اعضاء کے ساتھ آپ کی اور آپ کے دین کی اور سنن کی مدد کی جائے، آپ کی مدح اور صلوۃ وسلام میں کثرت سے کام لیا جائے آپ کے اور

آپ کے طریقے کے دشمنوں سے زبان سے سختی کی جائے، اعمال میں آپ کے معمولات کی اتباع کی جائے اور خواہشات نفس اور سنت کے خلاف بدعات کی ممانعت کی جائے، یہ مقام اسلام اور عالم جسد میں آپ کی محبت کا اظہار ہے جیسے خود رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

من احب سنتی کان احبنی ومن احبنی کان معی فی الجنة (ابن عساکر، ۱۴۵۳)

جس نے میرے طریقے سے محبت کی اس نے میرے ساتھ محبت کی اور جس نے میرے ساتھ محبت کی وہ جنت میں میرے ساتھ ہوگا۔

مقام ایمان میں محبت

دل آپ کی محبت سے اس قدر معمور ہو کہ اللہ تعالیٰ کے سوا ہر شے سے بڑھ کر آپ کی ذات گرامی محبوب ہو حضرت نبی اکرم ﷺ کا مقدس فرمان ہے:

وجد حلاوة الایمان من کان اللہ ورسولہ احب الیہ مما سواھما (مسلم کتاب الایمان)

وہ شخص ایمان کی حلاوت و مٹھاس پالے گا جس نے ہر شے سے بڑھ کر اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ سے محبت کی۔

مقام احسان میں محبت

عقل یہ غور و فکر کرے کہ اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کو تمام مخلوق پر کتنی بزرگی، فضیلت، قدر و منزلت عطا کی ہے پھر انسان اپنے ظاہر و باطن سے آپ کی خوب تعظیم و توقیر اور عزت کرے:

فانه معظم موقر فی جمیع العوالم من اسفل العالم الی اعلاہ الی محله الکریم الذی ھو قاب قوسین اوادنٰی

چونکہ آپ ﷺ تمام عالمین میں اسفل سے لے کر اعلیٰ مقام (جو قاب قوسین او ادنیٰ ہے) تک معظم اور صاحب توقیر ہیں

محبت کے لیے جمال وکمالات کا تذکرہ

جب یہ مقام واضح ہو گیا تو اب ضروری ہے کہ ہم ایسی مبارک و مقدس ذات کے کچھ محاسن اور آپ کے ظاہری اور باطنی کمالات کا تذکرہ کریں تاکہ ہر عالم ومقام میں آپ کے ظاہر وباطن کا وجوب ولزوم واضح ہو سکے۔

فان الحسن و الجمال والاحسان سبب المحبة

کیونکہ حسن وجمال اور احسان محبت کا سبب بنتے ہیں۔

فطرۃً دل اسی کے ساتھ محبت کرتا ہے جو اس پر احسان کرے آپ ﷺ ہم سب کے عظیم محسن ہیں کیونکہ تمام مثلاً اسلام اور شریعت وہدایت پر آپ کے سبب ہی سے ایمان نصیب ہوا:

بل ھو سبب کل خیر ظاھراً وباطناً لانه رحمة عامة فی اصل خلقته فھم ذالك من فھمه وجھله من جھله کماقال اللہ تعالیٰ وَمَآ اَرْسَلْنٰكَ اِلَّا رَحْمَةً لِّلْعٰلَمِیْنَ

بلکہ آپ ﷺ ہر ظاہری و باطنی خیر کا سبب ہیں اس لیے آپ اپنے اصل خلقت میں رحمت عامہ ہیں یہ بات سمجھنے والے کے لیے سمجھ میں آگئی اور نہ سمجھنے والے کے لیے سمجھ نہ آئی اللہ تعالیٰ کا ارشاد گرامی ہے اور ہم نے آپ کو تمام جہانوں کے لیے رحمت بنا کر بھیجا ہے۔

اس کی تفصیل عنقریب آپ ﷺ کے حسن خلقت کے تحت آ رہی ہے۔ انشاء اللہ تعالیٰ

نام مبارک کے حروف پر تخلیق

آپ ﷺ کے جسد انور کے حسن کا عالم یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت آدم علیہ السلام اور ان کی تمام اولاد کو آپ کے مبارک نام کے حروف کی صورت میں پیدا فرمایا:

کی لایری بالبصر الا اسمه	تا کہ ہر وقت نگاہوں میں آپ ﷺ کا نام ہی رہے۔

یہی وجہ ہے کہ محب کو ہر شی میں اپنے محبوب کی صورت ہی دکھائی دیتی ہے تو اللہ تعالیٰ نے میم محمد ﷺ کو سر، حا کو دونوں ہاتھ، دوسری میم کو بطن اور دال کی صورت میں ران، پنڈلیاں اور قدم بنائے۔

خط قدیم میں آپ کا مبارک نام "محمد" یوں تحریر کیا جاتا تھا اور اسی صورت پر اہل جنت کی صورت ہے خواہ وہ مرد، عورتیں یا بچے ہوں:

یری اسمه فی کل مکرم و محبوب فیعم حبه کل شئی برؤیة اسمه	تا کہ ہر مکرم و محبوب شی میں آپ کا مبارک نام دکھائی دے اور آپ کے نام کو دیکھنے کی وجہ سے ہر شے سے محبت کی جائے۔

اسم محبوب کا ادب

رہے چوپائے، نباتات، آلات، معاون جواہر آلات اور دیگر اشیاء تو انہیں صورت اسم محمد سے خارج رکھا چونکہ وہ اولاد آدم کے مملوک اور خادم ہوتے ہیں اور ان کی خدمت کے لیے تخلیق ہوئی ہے:

کی لا یستخدم اسم الحبیب ولا یستذل — تاکہ نام حبیب کہیں خادم و حقیر نہ ہو جائے۔

فصل

چونکہ کفار ومخالفین کے باطن (ان کی بدعقیدگی اور بدعملی کی وجہ سے) مسخ شدہ اور الٹے تھے اس لیے وہ آپ سے محبت نہیں کرتے۔

اگر ان کے باطن، احسن تقویم ہوتے تو اہل ایمان کی طرح وہ بھی آپ ﷺ سے محبت کرتے، ظاہراً وہ اس اسم سے نہ چاہتے ہوئے بھی محبت کرتے ہیں کیونکہ وہ فطرت پر پیدا ہوئے اور اس دار دنیا میں وہ آپس میں محبت کرتے ہیں لیکن ان کے باطن مسخ شدہ ہیں۔

آخرت میں ان کے مسخ شدہ باطن سامنے آئیں گے ان کی خلقت ظاہری کسی اور شکل وصورت میں ڈھل جائے گی جیسا کہ آیات و احادیث میں وارد ہے ارشاد باری تعالیٰ ہے:

أَفَمَنْ يَمْشِي مُكِبًّا عَلَى وَجْهِهِ أَهْدَى أَمَّنْ يَمْشِي سَوِيًّا (سورۃ الملک:۲۲) — تو کیا وہ جو اپنے منہ کے بل اوندھا چلے زیادہ راہ پر ہیں یا وہ جو سیدھے چلے

دوسرے مقام پر اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا:

وَهُمْ فِيهَا كَالِحُونَ (سورۃ المومنون:۱۰۴) — اور وہ اس میں منہ چڑائے ہوں گے۔

اس کی تفسیر میں حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

تشویہ النار فتقلص شفتہ العلیا حتی تبلغ وسط راسہ وتسترخی شفتہ السفلیٰ حتی تبلغ سرتہ (الترمذی ۲۵۸۷)

آگ انہیں جلائے گی اور ان کے اُوپر والے ہونٹ سر کے درمیان تک بلند ہو جائیں گے اور نیچے والا ہونٹ اس کی ناف تک لٹک جائے گا۔

دوسری حدیث میں ہے:

ان الکافر یسحب لسانہ الفرسخ والفرسخین (الترمذی: ۲۵۸۰)

کافر کی زبان ایک فرسخ یا دو فرسخ تک لمبی ہو کر باہر نکل آئے گی۔

اور یہ بھی ثابت ہے کہ داڑھ اُحد پہاڑ کے برابر ہو گی، جب داڑھیں احد پہاڑ جیسی، اُوپر والا ہونٹ وسط سر اور نیچے والا ہونٹ ناف تک ہوگا زبان کئی میل تک لمبی لڑھک رہی ہو گی

فانی تشبہ ھذہ الصورۃ الخلقۃ الانسانیۃ المصورۃ علی صورۃ محمد ﷺ

تو ایسی صورت انسانی کی مشابہت صورت اسم محمد ﷺ پر کیسے ہو سکتی ہے؟

یہ بھی منقول ہے کہ انکار کرنے والے کا حشر باجرہ کے دانے کی طرح ہو گا اور یہ مسخ ہونا ہی ہے حدیث صحیح میں ہے:

ان ابا ابراھیم یردفی صورۃ ذیخ

حضرت ابراہیم علیہ السلام کے چچا کو بھیڑیے کی صورت دے دی گئی۔

بنی اسرائیل کو اللہ تعالیٰ نے دنیا میں ہی بندر اور خنزیر بنا دیا اور ان کا باطن یہاں ہی واضح ہو گیا۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

وَجَعَلَ مِنهُمُ الْقِرَدَةَ وَالْخَنَازِيرَ (سورۃ المائدہ: ۶۰)

اور اس نے ان میں سے بعض کو بندر اور خنزیر بنا دیا۔

یہ منقول ہے کہ اہل دوزخ کی صورت سانپ، بندر، خنزیر، کتے، شیاطین اور دیگر حیوانوں کی طرح ہوں گی جیسا کہ روافض کے بارے میں مروی ہے۔

انهم كلاب اهل النار — وہ جہنمی کتے ہیں۔

خصوصاً جن لوگوں کے دلوں پر مہر لگا دی ہے آخرت میں ان کے باطن ظاہر بن جائیں گے اگرچہ ان کے ظاہر احسن تقویم ہیں مگر انہیں اسفل اسافلین میں گرا دیا جائے گا اللہ تعالیٰ کا مبارک ارشاد ہے:

لَقَدْ خَلَقْنَا الْإِنْسَانَ فِيْ أَحْسَنِ تَقْوِيْمٍ ثُمَّ رَدَدْنٰهُ أَسْفَلَ سَافِلِيْنَ (سورۃ التین: ۴-۵) — یقیناً ہم نے انسان کو اعلیٰ صورت عطا فرمائی پھر ہم نے اسے سب سے پستی کی طرف پھیر دیا۔

ایک اور جگہ پر ارشاد فرمایا:

وَلَوْ نَشَاءُ لَمَسَخْنٰهُمْ عَلٰى مَكَانَتِهِمْ (سورۃ یٰسین: ۶۷) — اور ہم چاہتے تو ان کے گھر بیٹھے ان کی صورتیں بدل دیتے۔

جنت اور صورت اسم محمد ﷺ

یہ بات اچھی طرح ذہن نشین کر لیں کہ اہل جنت کے علاوہ کسی کی بھی صورت، محمدی اسم کے جمال میں نہ ہو گی لہٰذا وہی آپس میں ایک دوسرے سے محبت کریں گے خواہ وہ مرد ہوں یا خواتین۔

فليس فيها مسكن ولا قصر ولا موضع الا وصورة هذا الاسم — وہاں کوئی ٹھکانہ، محل اور کوئی ایسی جگہ نہ ہو گی جو اسم محمد کی صورت پر نہ ہو گی۔

اور یہ مذکورہ حقیقت مسلمہ اور مشہور ہے کہ آخرت اور جنت میں جو بھی اس صورت پر نہ ہو گا مثلاً

لباس محلات، سواری، نہریں، درخت اور وہ اس صورت والوں کے خادم اور مملوک ہوں گے۔

حسن و جمال مصطفوی ﷺ

آپ ﷺ کے جسم اطہر پر متعدد کتب تحریر کی گئی ہیں ان میں سے ہر ایک نے اپنے مطالعہ کے مطابق آپ کے حسن و جمال کی جھلکیاں بیان کی ہیں

فان رسول الله ﷺ اجمل العالمین صورة خلقه الله کذالك لاجل الحب علیها

اس لیے کہ آپ ﷺ کی صورت تمام کائنات سے خوبصورت ہیں اللہ تعالیٰ نے یہ حسن و جمال اس لیے دیا تھا کہ آپ کو محبوب بنا لیا جائے۔

چونکہ جمال و حسن محبوب ہوتا ہے تاکہ کہیں ایسا نہ ہو کہ مخلوق میں کسی کی نظر آپ کے جسد اطہر پر پڑے تو وہ آپ کو ناپسند کرے تو وہ اس سے کافر ہو جائے گا۔

حسن مصطفویؐ پردہ میں

حسن یوسفی اور دیگر لوگوں کا حسن آپ کے حسن کا جز ہے کیونکہ ان تمام کی آپ کے اسم مبارک کی صورت میں تخلیق ہوئی ہے جیسا کہ پہلے گزر چکا ہے

ولو لا ان الله ستر جمال صورة محمد ﷺ بالھیبة والوقار واعمی عنه آخرین لما استطاع احد النظر الیه بھذہ الابصار الدنیاویة الضعیفة

اگر اللہ تعالیٰ ہیبت اور وقار کے ساتھ آپ ﷺ کے حسن وجمال پر پردہ نہ ڈالتا تو آنکھیں خیرہ ہو جاتیں اور اس کمزور دنیا کی کوئی آنکھ نہ تمہیں دیکھ پاتیں

چہرہ اقدس کی ضیاء پاشیاں

اُم المومنین سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے رات کی تاریکی میں کپڑے سیتے ہوئے سوئی گر پڑی:

فرأتها وابصرتها بنور ضیاء وجه محمد ﷺ	تو انہوں نے حضور ﷺ کے چہرہ اقدس کی ضیاء اور روشنی کی وجہ سے اسے پالیا

حدیث صحیح میں ہے:

ان وجهه كان مثل الشمس ومثل البدر وعلی قدر مایستطیع کل احد ان ینظر الیه ﷺ	آپ ﷺ کا چہرہ اقدس شمس و چودھویں کے قمر کی مانند تھا اور ہر دیکھنے والا اپنی استطاعت کے مطابق نور پاتا۔

صحابہ کی نعت

صحابہ میں بہت سے ہیں جنہوں نے آپ ﷺ کے چہرہ اقدس کو کبھی نظر بھر کے نہیں دیکھا، حضرت انس اور دیگر صحابہ سے آپ کی نعت یوں منقول ہے:

قد انور

کان ربعة من القوم لیس بالطویل البائن ولا بالقصیر المتردد	آپ ﷺ کا قد انور مناسب تھا زیادہ دراز اور چھوٹا نہ تھا۔

یہ اس لیے ہے کہ پست ہونا حقیر لگتا ہے اور زیادہ طویل ہونا طبیعت پر بوجھ بنتا ہے:

ولیس بالابیض الامهق ولا بالادم	اور نہ ہی شدید سفید تھا اور نہ ہی گندمی رنگ۔

کیونکہ سرخی میں کالا پن ہوتا ہے اور شدید سفیدی ابرص کے مشابہ ہوتی ہے اور تمام چیزیں ناپسند ہیں:

لیس بجعد قطط ولا سبط   آپ ﷺ کے بال مبارک نہ تو زیادہ گھنگریالے تھے اور نہ ہی سیدھے کھڑے

جعد حبشی اور "سبط" رومیوں کے بالوں کی طرح ہوتے ہیں ان میں کامل جمال نہیں ہوتا یہ تمام اہتمام اس لیے تھا کہ کوئی بھی شی ہر گز نا پسند نہ ہو آپ ﷺ کے بارے میں یہ منقول ہے:

مات ولیس فی رأسہ عشرون   آپ ﷺ کا جب وصال ہوا تو اس وقت
شعرۃ بیضاء   آپ کے سر اقدس کے بیس بال بھی سفید نہ تھے۔

یعنی آپ کے سر اقدس داڑھی مبارک میں سفیدی نہ تھی کیونکہ خواتین اسے نا پسند کرتی ہیں اور نہ آپ زیادہ بوڑھے ہوئے کیونکہ آپ اس سے پناہ کی دعا فرمایا کرتے تھے ملاحظہ کیا آپ کی ذات اقدس میں بڑھاپے کے آثار ظاہر نہیں ہوئے، کہیں کوئی اس کو ناپسند کرنے کی وجہ سے کافر نہ ہو جائے تو آپ ﷺ کا جمال دنیا و آخرت کے افراد سے بڑھ کر ہے:

مبارک شانے

وکان بعید مابین المنکبین   آپ کے دونوں شانوں کے درمیان عجیب شان کا فاصلہ تھا۔ (شمائل ترمذی)

تا کہ دلوں میں تعظیم و عظمت پیدا ہو اور آپ کو محبوب بنا لیا جائے اور اس کا برعکس نا پسند اور حقیر ہوتا ہے۔

دست اقدس کی نرمی

حدیث میں حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے:

مامسست دیباجة ولاحریرة الین من کف رسول اللہ ﷺ

میں نے کوئی دیباج اور ریشم آپ ﷺ کے دست اقدس سے زیادہ نرم نہیں پایا

اس لیے کہ ہاتھوں میں کھردرا پن نا پسند ہوتا ہے

خوشبو مبارک

حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

ولا شممت رائحة من مسكة ولا عنبرة اطیب من رائحة رسول اللہ ﷺ

میں نے آپ ﷺ کے جسم اقدس کی خوشبو سے بڑھ کر کسی کستوری یا عنبر کو نہیں پایا۔

کیونکہ بوئے بد ناپسند ہوتی ہے آپ ﷺ کی خوشبو کستوری و عنبر سے بڑھ کر تھی تا کہ کوئی خوشبو میں آپ کے برابر نہ ہو کہیں ایسا نہ ہو کہ کوئی خوشبو میں مساوات کی وجہ سے کسی شی سے آپ کے برابر محبت کرے۔

دھن مبارک

و کان ضلیع الفم

آپ ﷺ کا منہ مبارک فراخ تھا۔

اس لیے کہ چھوٹا اور تنگ منہ بُرا سمجھا جاتا ہے۔

مبارک آنکھیں

و کان اشکل العینین

آپ کی آنکھیں فراخ اور سیاہ تھیں۔

یہ اس لیے کہ آنکھ کا چھوٹا ہونا عیب اور جمال کے خلاف ہوتا ہے۔

مقدس ایڑیاں

وکان منهوش العقبین — آپ ﷺ کی مبارک ایڑیوں پر بہت کم گوشت تھا۔

یہ مردوں کے لیے خوبصورتی کا سبب ہوتا ہے ہاں خواتین کے لیے کثرت گوشت بہتر ہوتا ہے۔

الغرض آپ کی تخلیق اور حسن سب سے اعلیٰ واجمل ہے جو بھی آپ کو دیکھتا یا آپ کے بارے میں سنتا وہ آپ کو محبوب بنالیتا کوئی شے ایسی وہاں نہ تھی جس کو عجیب سمجھا جائے یا کوئی طبعیت اس کو ناپسند کرے کیونکہ اگر کوئی عیب لگاتا اور ناپسند کرتا تو کافر ہو جاتا۔

صحابیہ کا بول مبارک پینا

حتی کہ ایک صحابیہ نے آپ ﷺ کا بول مبارک پیا اگر وہ اس سے پیشاب جیسی بدبو محسوس کرتیں تو وہ ان کے حلق سے نیچے نہ جاتا

اُم المومنین سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے منقول ہے کہ بیت الخلاء سے جب حضور باہر تشریف لاتے اور میں وہاں داخل ہوتی:

فاجد رائحة المسك — تو کستوری جیسے خوشبو پاتی۔

اسی طرح آپ کی منی مبارک کا معاملہ ہے سیدہ اسے کپڑے سے کھرچ دیا کرتی تھیں باقی احادیث میں دھونے کا ذکر ہے (وہ ناپاکی کی وجہ سے نہیں) بلکہ نظافت کے طور پر ہے جیسا کہ آپ نظافت کے لیے دست مبارک دھویا کرتے اور یہ آپ ﷺ کی خصوصیت ہے۔

بوقت وصال خوشبو

اسی طرح جب آپ کا وصال ہوا دوسری اموات کی طرح آپ کے جسم اطہر سے کوئی ناپسندیدہ شے ظاہر نہیں ہوئی:

بل کان طیباً حیًا ومیتاً	بلکہ آپ ظاہری حیات اور وصال کی حالت میں پاکیزہ ہی تھے۔

لباس مبارک

اسی طرح آپ ﷺ کم قیمت والے کپڑے زیب تن فرمایا کرتے کیونکہ آپ دار عبودیت میں تھے لہٰذا اسی دار کا لباس پہنا جو عبودیت کے ذائقہ کے مطابق تھا اور یہ دار زھد وتعبد میں سب سے خوبصورت ہے۔

تمام فقہاء کا فتویٰ

تمام فقہاء رضوان اللہ علیہم اجمعین کا فتویٰ ہے:

من قال ان ثوب النبی ﷺ وسخ یرید بذلك عیبه قتل کفراً لاحداً	جو شخص یہ کہے کہ رسول اللہ ﷺ کا کپڑا میلا ہے اور اس کا مقصد عیب ہو اسے بطور کفر قتل کر دیا جائے نہ بطور حد

اس گفتگو سے واضح ہو گیا کہ آپ ﷺ کو سب سے اجمل صورت عطا کی گئی ہے اور آپ کے تمام اُمور جمال والے ہیں تا کہ آپ سے محبت کی جائے کیونکہ حسن و جمال محبوب ہوتا ہے۔

یہ اختصاراً آپ کے ظاہری جسم کے صفات کا بیان ہے کہ آپ کے اعضاء ظاہری حسن و جمال کے اس درجہ پر فائز ہیں کہ معمولی عیب سے بھی بالاتر ہیں۔

فصل: حسن باطنی

آپ ﷺ کے حسن باطنی اور روح پاک کے بارے میں مخلوق کیا بیان کرسکتی ہے۔ تمام جہانوں کے پروردگار نے فرمایا:

وَاِنَّكَ لَعَلٰى خُلُقٍ عَظِيْمٍ — اور بلاشبہ آپ خلق عظیم پر فائز ہیں۔

(سورۂ قلم: ۴)

جس کو اللہ تعالیٰ عظیم فرماتے ہیں۔ اس سے بڑھ کر کون ہوسکتا ہے؟ اور خُلق آپ کا باطنی حسن ہے۔ اُم المؤمنین سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے حدیث صحیح میں اسی آیت کی تفسیر میں منقول ہے۔

کان خلقه القرآن — سارا قرآن حضور ﷺ کے اخلاق (سیرت و کردار) کا بیان ہے۔

قرآن نور مبین ہے۔ جس سے ہر نور استفادہ کرتا ہے۔ قرآن تمام اسماء وصفات ربانیہ کا جامع ہے جو تمام اشیاء کو وجود عطا کرتی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اسماء صفات قدیمہ کے معانی میں سے اس جہان میں ہر معنٰی کو ایجاد فرمایا۔ علم کو اپنے علم سے، رحمت کو اپنی رحمت سے، نور کو اپنے نور سے، حلم کو اپنے حلم سے، اسی طرح بقیہ اسماء وصفات۔

تذکرہ نورِ محمدی ﷺ

نور محمدی ﷺ اور آپ کی ذات، باطنی کو معانی قرآن سے پیدا کیا اور آپ کی ہر صفت محمود کو اس سے تخلیق کیا گیا اور قرآن عظیم تمام کتب کے معانی کو جامع اور ان کا محافظ ہے۔ اسی لیے اس کا نام قرآن ہے "قرء" کا معنٰی جمع

کرنا ہے۔تو قرآن، نور، خیر، برکت، حسن وجمال پر مشتمل ہے اور اسی سے تمام جہان استفادہ کررہے ہیں، احادیث میں آیا ہے:

اول ماخلق اللہ نورمحمد علیہ الصلوٰۃ والسلام — سب سے پہلے اللہ تعالیٰ نے حضور ﷺ کے نور کو پیدا فرمایا۔

اس سے آپ ﷺ کی مراد آپ کی باطنی اور نورانی ذات ہے۔آپ ﷺ سے یہ بھی مروی ہے۔

ان اللہ خلق الارواح قبل الاجساد — اللہ تعالیٰ نے اجسام سے پہلے ارواح کو پیدا فرمایا۔

دوسرے مقام پر فرمایا:

کنت نبیاً وآدم بین الماء والطین — میں اس وقت بھی نبی تھا جب آدم پانی اور مٹی کے درمیان تھے۔

ایک اور مقام پر فرمایا:

انا اول الانبیاء خلقاً وآخرھم بعثاً — میں خلقت میں سب سے پہلا نبی ہوں اور بعثت میں سب سے آخر ہوں۔

سیدنا علی رضی اللہ عنہ کا ارشاد گرامی

عالم اُمت حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ سے مروی ہے۔جب اللہ تعالیٰ نے مخلوق کو پیدا کرنے کا ارادہ فرمایا تو زمین کو بچھانے اور آسمان کو بلند کرنے سے پہلے اسے مختلف صورتوں میں قائم فرمایا حالانکہ اس کی ذات اقدس اپنے ملکوت میں یکتا اور جبروت میں واحد ہے۔اس نے اپنے نور سے ایک نور کو

شائع کر کے اسے نور کی ضیاء سے روشن کیا۔ جب وہ روشن ہو گیا تو ان تمام صورتوں کے درمیان رکھا:

فوافق ذلك صورة نبينا محمد ﷺ وہ ہمارے نبی ﷺ کی صورت مبارکہ کے موافق ہو گیا۔

پھر رب العزت نے فرمایا:

انت المختار المنتخب وعندك مستودع نوری وهدايتی — آپ مختار و منتخب ہیں اور آپ کے پاس میرا نور اور ہدایت امانت ہے۔

پھر اللہ تعالیٰ نے مخلوق کو مخفی فرما دیا اور انہیں اپنے خزانہ علم میں محفوظ فرما دیا پھر عوالم بنائے ۔ زمانہ کو پھیلایا، پانی و ہوا چلائی، عرش کو پانی پر رکھا۔ پھر زمین کو پانی کی سطح پر بلند فرمایا۔ پھر ملکی قوتوں کو خصوصی انوار سے پیدا فرمایا۔

وقرر بتوحيده نبوة محمد ﷺ فشهرت فی السماء قبل مبعثه فی الارض — اپنی توحید کیساتھ حضور کی نبوت کا اعلان فرمایا اور زمین پر تشریف لانے سے پہلے ہی آسمانوں پر آپ کی نبوت مشہور ہو چکی تھی

آپ رضی اللہ عنہ کی طویل گفتگو ہے۔ آگے فرمایا:

ولم يزل الله يخبو النور تحت الزمان الى ان فضل محمداً طاهر القنوات — اللہ تعالیٰ نے اس نور کو مخفی رکھا یہاں تک کہ اسے حضور کی افضل ترین صورت میں ظاہر فرمایا۔

پھر فرمایا: تو آپ ﷺ نے لوگوں کو ظاہراً و باطناً، خفیہ و اعلانیہ اسی عہد کی طرف دعوت دی جو دنیا میں آنے سے پہلے اس عہد پر تنبیہ ہے کہ جو نسل

دے پہلے دار کی صورت میں تھا تو جس نے پہلے نور سے فیض پایا اس نے ہدایت کے راز کو پالیا اور اسے شرح صدر نصیب ہوا اور جس نے غفلت برتی وہ عذاب کا محل بنا، قارئین آپ ملاحظہ کر چکے ہیں:

ان النبی ﷺ عقدت له النبوة قبل کل شیء وانه دعی الخلیقة عند خلق الارواح وبدء الانوار الی اللّٰه کما دعاهم اخر فی خلقة جسده آخر الزمان	حضور ﷺ کو ہر شی سے پہلے نبوت عطا فرمائی اور آپ نے تخلیق ارواح اور ابتداء انوار کے وقت مخلوق کو اللہ تعالیٰ کی طرف دعوت دی جیسا کہ ظاہری جسم کے ساتھ آخری زمانہ میں بھی وہی دعوت دی۔

اسی معنٰی ومفہوم پر اللہ تعالیٰ کے اس ارشاد گرامی کی دلالت ہے۔

وَإِذْ أَخَذَ اللّٰهُ مِيثَاقَ النَّبِيِّينَ لَمَآ آتَيْتُكُمْ مِّنْ كِتَابٍ وَّحِكْمَةٍ ثُمَّ جَآءَكُمْ رَسُوْلٌ مُّصَدِّقٌ لِّمَا مَعَكُمْ لَتُؤْمِنُنَّ بِهٖ وَلَتَنْصُرُنَّهٗ قَالَ ءَأَقْرَرْتُمْ وَأَخَذْتُمْ عَلٰى ذٰلِكُمْ إِصْرِيْ قَالُوْٓا أَقْرَرْنَا قَالَ فَاشْهَدُوْا وَأَنَا مَعَكُمْ مِّنَ الشّٰهِدِيْنَ (آل عمران:۸۱)	اور یاد کرو جب اللہ تعالیٰ نے پیغمبروں سے عہد لیا جو میں تم کو کتاب اور حکمت دوں پھر تشریف لائے تمہارے پاس وہ رسول کہ تمہاری کتابوں کی تصدیق فرمائے تو تم ضرور ضرور اس پر ایمان لانا اور ضرور ضرور اس کی مدد کرنا۔ فرمایا کیوں تم نے اقرار کیا اور اس پر میرا بھاری ذمہ لیا سب نے عرض کیا ہم نے اقرار کیا فرمایا تو ایک دوسرے پر گواہ ہو جاؤ اور میں آپ کیساتھ گواہوں میں ہوں۔

آپ ﷺ آدم ارواح ہیں

آپ ﷺ پر تمام ارواح ایمان لائیں تو آپ تمام ارواح کے آدم ٹھہرے جیسا کہ حضرت آدم علیہ السلام تمام اجسام کے سبب اور جد ہیں۔ احادیث سے ثابت ہے۔

۱۔ان نور السموات من نور محمد	آسمانوں کا نور آپ کے نور مبارک سے ہے
۲۔ نورالقلم من نور محمد	قلم کا نور آپ کے نور کا فیض ہے۔
۳۔ نورالعرش من نور محمد	عرش کا نور آپ ہی سے مستیز ہے۔
۴۔ نوراللوح والعقل ونور المعرفة والبهاء والشمس والقمرونور الابصار من نور محمد ﷺ	لوح وعقل معرفت، حسن جمال، شمس وقمراور آنکھوں کا نور آپ ہی کے فیض سے ہے۔

حضرت سہل بن عبداللہ تستری رضی اللہ عنہ آیت مبارکہ "وَلَقَدْ رَاٰہُ بِالْاُفُقِ الْمُبِیْنِ" کی تفسیر میں فرماتے ہیں:

اُفق المبین، دنیاو آخرت سے ماوراء ہے یعنی آپ نے عبادت الٰہیہ میں اپنے رب کا دیدار کیا اور یہ ابتداء خلق سے ہزار سال پہلے طباع ایمان کے ساتھ دیکھا اور غیب کے غیب کا عمود کثیف کے ساتھ مشاہدہ کیا، اس عمود کثیف کے ذریعے جس سے اللہ تعالیٰ نے عرش، کرسی اور تمام انوار کو پیدا فرمایا۔

شمس الوجود کا مرتبہ

تو واضح ہو گیا کہ ہر وجود کا نور، اس کا حسن اور اس کے ذات وباطن میں جو چیز مستعار ہے۔اس کا مرکز۔آپ ﷺ کی ذات اقدس کا نور ہے۔اللہ

تعالیٰ نے آپ ﷺ کو سراج منیر بھی فرمایا۔

اِنَّآ اَرْسَلْنٰكَ شَاهِدًا وَّمُبَشِّرًا وَّنَذِيْرًا وَّدَاعِيًا اِلَى اللّٰهِ بِاِذْنِهٖ وَسِرَاجًا مُّنِيْرًا (سورۃ الاحزاب: ۴۵:۴۶)	یقیناً ہم نے تمہیں بھیجا شاہد، ناظر اور خوشخبری دیتا اور ڈرسناتا اور اللہ تعالیٰ کی طرف اس کے حکم سے بلاتا اور چمکا دینے والا آفتاب۔

جیسا کہ سورج کے بارے میں فرمایا:

وَجَعَلَ الشَّمْسَ سِرَاجًا (نوح: ۱۶)	اور سورج کو چراغ کیا۔

آپ ﷺ کی ذات اقدس شمس الوجود ہے۔ ہر موجود کا حسن، جمال اور نور آپ سے مستفیض و مستنیر ہے۔ جس طرح آنکھیں سورج کی ان شعاعوں کے نور سے ہر شی کو دیکھتی ہیں جو اس جہاں پر ہوتی ہیں اور انہی کی وجہ سے ہر شی ظاہر و واضح ہوتی ہیں:

فكذلك تستمد العقول والبصائر والذوات من ذات المصطفى ﷺ النورانية التى هى شمس الوجود وسراجه	تو اسی طرح عقول، آنکھیں اور ذوات اس نور مصطفیٰ سے فیض پاتی ہیں جو ہر وجود کیلئے شمس اور سراج کا درجہ رکھتا ہے۔

آپ اول آخر اور ظاہر و باطن ہیں

سب سے پہلے اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کے نورِ مبارک کو تخلیق فرمایا تو آپ کا وجود اقدس تمام کائنات کیلئے بیج کا درجہ رکھتا ہے۔

وھومقام الحبیب من الحبیب — اور یہ حبیب کے ہاں حبیب کا مقام ہے اور
ثم تنشاء عنہاالوجود کلہ کما — پھر اس سے تمام وجودات کو پیدا فرمایا، جیسے
تنشاء الشجرۃ عن البزرۃ حتی — بیج سے درخت پیدا کیا جاتا ہے ۔یہاں
کملت الموجودات الکلیات — تک کہ تمام موجودات کی تکمیل ہو گئی

پھر آدم علیہ السلام اور ان کی اولاد اور نور کو پیدا فرمایا، جو تمام کے تمام اصل سے مدد لیتے ہیں ۔یہاں تک کہ آپ ﷺ کے جسد اطہر کا کمال خلق اور دنیا میں ظہور ہوا۔

کماتظھر ثمرۃ الشجرۃ بعد — جیسا کہ درخت کا پھل اس کے کامل
کمالھا — ہونے کے بعد ہی ظہور پذیر ہوتا ہے۔

تو آپ ﷺ اول بھی ہوئے اور آخر بھی۔آپ کے بعد آخرت کا ظہور ہوگا۔کیونکہ آپ آخر میں ہیں جیسا کہ اوائل کی ابتدا آپ سے ہوئی کیونکہ اول آپ ہیں اور آپ ﷺ کے شرف وعظمت کا ظہور تمام منازل پر ہوا۔آپ کا دین تمام ادیان پر غالب، تو آپ ظاہر ٹھہرے چونکہ آپ ﷺ وسیلہ بنیں گے۔

وخفی اسرارہ فی مقامات — مقامات شفاعت پر آپ کے اسرار مخفی
شفاعتہ خفیت اسرارہ مع حبیبہ — ہیں غیب الغیب میں حبیب کے ساتھ بھی
فی غیب الغیب بدخولہ علیہ — آپ کے اسرار دوسروں سے مخفی ہیں
وحدہ کمایدخل الملك — کیونکہ آپ وہاں تنہا ہی داخل ہوں گے
جیسے بادشاہ داخل ہوتا ہے۔

تو آپ ﷺ تمام کے شفیع اور غیبی راز و نیاز سے آگاہ اور غیب میں سب سے بڑھ کر اپنے محبوب اللہ کے لیے وسائل وعبادات بروئے کار لانے والے ہیں

اس مقام شفاعت، غیب اور رحمت کل پر آپ کے علاوہ کوئی کھڑا نہیں ہو سکتا۔

فکان هو الباطن فی درجات الغیب وغیب القرب فکان اولاً وآخراً وظاهراً وباطناً اول فی الخلقة والتقدمة وآخر فی البعثة ورجوع الکل الیه وانتظار هم لیومه وظاهر فی المنزلة وباطن فی الوسیلة	درجات غیب اور غیب قرب میں آپ باطن ہیں۔ لہذا آپ اول آخر اور ظاہر و باطن ٹھہرے خلقت تقدیم میں اول، بعثت اور روزِ قیامت میں تمام کے رجوع اور انتظار میں آخری مقام و منزلت میں غالب وظاہر اور مقام وسیلہ میں باطن ہیں۔

فصل

اللہ تعالیٰ کے اس ارشاد گرامی پر غور کریں۔

تَبٰرَكَ الَّذِیْ نَزَّلَ الْفُرْقَانَ عَلٰی عَبْدِهٖ لِیَكُوْنَ لِلْعٰلَمِیْنَ نَذِیْرًا (سورۂ فرقان:۱)	بڑی برکت والا ہے وہ کہ جس نے اُتارا قرآن اپنے بندہ پر جو سارے جہان کو ڈر سنانے والا ہو۔

عالمین سے مراد تمام مخلوق ہے۔ اول و آخر تمام آپ پر ایمان لائے اور آپ کا نور مبارک تمام عالم میں ایک صلب سے دوسری صلب کی طرف منتقل ہوا

اللہ تعالیٰ کا یہ ارشاد گرامی بھی پڑھیں:

وَقَالَ الَّذِیْنَ كَفَرُوْا لَوْلَا نُزِّلَ عَلَیْهِ الْقُرْاٰنُ جُمْلَةً وَّاحِدَةً (سورۃ الفرقان:۳۲)	اور کافروں نے کہا قرآن ان پر ایک ساتھ کیوں نہ اُتار دیا۔

حضور آخر الزمان ﷺ کا یہ فرمان بھی سامنے رکھیں۔

قدر اللہ مقادیر الخلائق قبل ان یخلقھم بخمسین الف سنۃ (الترمذی:۲۱۵۶)

اللہ تعالیٰ نے مخلوق کو پیدا فرمانے سے پچاس ہزار سال پہلے ان کی تقدیر کو مقرر فرمایا۔

آپ ﷺ پر لیلۃ القدر میں یہ بھی اس موقعہ پر نازل کیا گیا جب مقادیر کا تعین کیا گیا اور عدم کی رات کی ظلمت میں تخلیق کی گئی اور مخلوق کی تقدیر بنائی جا رہی تھی تو اس رات میں آپ پر قرآن نازل کیا گیا جب وہ یوم ایجاد وانشاء سے پہلے آپ کا نور تھا اور آپ کے اس قرآن سے نور حاصل کردہ انوار کی وجہ سے تمام انوار نے فیض پایا۔

پہلا عابد ﷺ

اور آپ ﷺ کی سب سے پہلے عبادت کی طرف اس فرمان الٰہی میں اشارہ ہے۔

قُلْ اِنْ كَانَ لِلرَّحْمٰنِ وَلَدٌ فَاَنَا اَوَّلُ الْعٰبِدِيْنَ (سورۃ الزخرف:۸۱)

فرما دیجئے اگر رحمٰن کی اولاد ہوتی تو میں سب سے پہلے عبادت کرنے والا ہوں۔

اس کا مفہوم یہ ہے کہ اگر اللہ تعالیٰ کے لیے اولاد ہوتی (جیسا کہ کفار کہتے ہیں)

تو میں اولاد ہونے کا زیادہ حق دار ہوں۔ کیونکہ میں سب سے پہلے عبادت کرنے والا ہوں اور میں اول مخلوق ہوں۔ لیکن میں اس کا بیٹا ہونے کا مدعی نہیں ہوں بلکہ میں تو اسکا ایک بندہ ہوں۔ تو تم میرے علاوہ کسی کو بیٹا کیونکر قرار دے

لتے ہو۔حالانکہ وہ میرے مقام قرب منزلت اور اولیت کو کہاں پا سکتا ہے؟

قام قاب قوسین اوادنیٰ

احادیث معراج پڑھیں اور اس بارے میں آیات کا مطالعہ کریں

پ براق پر سوار ہوئے۔نورانی سیڑھی پر چڑھے رفرف پر تشریف فرما ہوئے

جاوز مقامات الاملاک والانبیاء اور تمام ملائکہ اور انبیاء کے مقامات

ی ان کان قاب قوسین اوادنی سے آگے گزر گئے یہاں تک کہ قوسین

اوادنی کے مقام پر فائز ہوئے۔

آپ ﷺ نے عروج فرمایا: اس مقام اول تک جہاں سے نور کی ابتدا

وتی تھی جس سے نور عرش پیدا کیا۔

ذی لیس بینه و بین الله واسطة جس کے اور اللہ تعالیٰ کے درمیان

وجود کله واسطہ موجود نہیں۔

رش پر بٹھانا

س سے حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ کی روایت کا مفہوم واضح ہو جاتا ہے

، الله یجلس محمداً علی العرش آپ کو اللہ تعالیٰ نے عرش پر بٹھایا

ستغنا ئه هو جل جلاله عن کیونکہ اللہ جل جلالہ تمام کائنات سے

عالمین فیکون مشرفاً علی الو مستغنی و بے نیاز ہے تو آپ وجود

و د کله لان الوجود من نوره میں اصل قرار پائے۔کیونکہ وجود کو

من جماله استنار آپ کے نور سے وجود ملا۔

جب تم نے اجمالی بات سمجھ لی تو واضح ہو گیا ہر وجود کا حسن اور جمال آپ ﷺ کے نور سے ہے۔آپ ﷺ کا مقام تمام مخلوق اور علماء پر آخرت میں آشکار ہو گا، آپ تمام مخلوق سے افضل رحمۃ للعالمین ہیں۔آپ پر تمام نعمتیں نچھاور کر دی گئی ہیں آپ کو جود و کرم کے حلوں سے مزین کیا گیا ہے۔

وَ كَانَ فَضْلُ اللّٰهِ عَلَيْكَ عَظِيْماً   اور اللہ کا آپ پر بڑا فضل ہے۔

اسماء گرامی محمد و احمد

محمد، مفعل کے وزن پر ہے۔ایسی شخصیت جسے محامد سے مزین کیا گیا جس کی عطا شدہ صفات پر حمد کی جائے۔احمد، افعل کے وزن پر ہے۔ یعنی آپ تمام مخلوق میں سب زیادہ خالق کی حمد کرنے والے ہیں۔یہی وجہ ہے کہ حمد کا جھنڈا آپ کے ہاتھ میں ہو گا۔ہر حمد کرنے والا اس کے سایہ تلے ہو گا لواء سے مراد وہ جھنڈا ہوتا ہے جو جنگ کے موقعہ پر مکان امیر پر گاڑا جاتا ہے تا کہ ہر ایک اس سے آگاہ ہو جائے۔

نبی اکرم ﷺ نے فرمایا:

لکل غادر لوء عند استه یعرف به۔   ہر دھوکہ باز کی سرین کے پاس جھنڈا ہو گا جس سے وہ پہچانا جائیگا۔ (مسلم کتاب الجهاد)

اس کی مقعد کے پاس گاڑنے کی وجہ ان کی ذلت ورسوائی ہے تو حمد کے جھنڈا کا آپ کے پاس ہونا واضح کر رہا ہے کہ آپ تمام کے امام وسربراہ ہیں۔آپ ﷺ ایسے مقام پر ہوں گے، جہاں مقام محمود اول و آخر آپ ﷺ

کی حمد کر رہا ہوگا آپ کے سر اقدس پر تاج وقار و ہیبت ہوگا اللہ تعالیٰ آپ کو وہ توقیر و عزت عطا فرمائے گا جو آپ کے ساتھ ہی مخصوص ہو گی، محامد کے ایسے کُھلے نصیب ہوں گے جو آپکے علاوہ کسی کو نصیب نہ ہوں گے ۔آپ کے نیچے براق عظیم ہو گا جس کی رنگت سے تمام میدانِ قیامت اس طرح چمک اُٹھے گا، جیسے بجلی آسمان زمین کے درمیان چمکتی ہے۔

اپنے حبیب (اللہ تعالیٰ) کے ہاں اعلیٰ مقام کی وجہ سے تمام لوگ آپ کی شفاعت کی طرف رجوع کریں گے یہ ہے آپ کا جمال، جس کے ہم پلہ کوئی جمال نہیں کوئی کمال آپ کے کمال کی خاک راہ تک نہیں پہنچ پاتا۔

آپ رب العالمین کے محبوب اور تمام مخلوق کے سربراہ ہیں۔

اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

وَمَآ اَرۡسَلۡنٰكَ اِلَّا رَحۡمَةً لِّلۡعٰلَمِيۡنَ
(سورۃ الانبیاء: ۱۰۷)

اور ہم نے آپ کو تمام جہانوں کے لیے رحمت ہی بنا کر بھیجا ہے۔

یہ آیہ مبارکہ بتا رہی ہے تمام کائنات پر رحمت آپکی وجہ سے ہے۔اگر آپ لوگ چاہتے ہیں کہ آپ کا تمام مخلوق کے لیے رحمت ہونا سمجھ آئے تو سابقہ گفتگو کے ساتھ ساتھ یہ بھی سامنے لائیں کہ آپ ﷺ کے حبیب اور محبت عظمیٰ کا مقام آپ کے ساتھ مخصوص ہے۔مخلوق میں جو دل و روح آپ سے محبت کرے گا اس کی روح آپ ﷺ کی روح طیبہ کے ساتھ غیب الغیب میں چلی جائے گی۔جیسا کہ ارشاد نبوی ﷺ ہے:

الا رواح جنود مجند ہ فما تعار ف منها ائتلف وما تنا کر منها اختلف

ارواح لشکروں کی طرح ہیں جو آپس میں متعارف تھیں وہ محبت کریں گی اور جو متعارف نہ تھیں ،ایک دوسری سے نفرت کریں گی۔

ارواح کے امیر

تمام ارواح عالم آپ ﷺ سے محبت رکھتے ہیں۔

و کان امیر الارواح کلها وسید ها

اور آپ ﷺ تمام ارواح کے امیر اور سردار ہیں۔

وہ آپ کی محبت میں اس طرح جمع ہیں جیسے شہد کی مکھیاں اپنے چھتہ پر جمع ہوتی ہیں تمام ارواح آپ کی محبت دین اور آپکے خالق کی توحید و محبت پر جمع ہیں کیونکہ آپ ازل سے اور ہر جگہ توحید کے داعی ہیں تو ارواح کا اجماع واجتماع ہوا اور ایمان وتوحید میں اجتماع ثبوت رحمت ہے جیسا کہ حدیث میں آیا۔

الجماعة رحمة والفر قة عذاب

جماعت رحمت اور فرقہ عذاب ہے۔

(مسند احمد،۴،۲۲۸)

ہر ذرہ کے لیے رحمت

اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کے سبب سے تمام پر رحمت فرمائی ماسوائے اس کے جس نے رحمت قبول کرنے سے انکار کر دیا اور وہ کفار ہیں اور وہ کائنات میں اقل ہیں اس سے ثابت ہو گیا آپ رحمۃ للعالمین ہیں۔

وان کل خیر و نور و برکة شاعت وظهرت فی الوجود او ظهر من اول الایجاد الی الاخرة انما ھو سببه ﷺ

کائنات کے پہلے ذرہ سے لے کر انتہا تک جو خیر، برکت اور نور کسی کو نصیب ہوا اس کا سبب آپ ﷺ کی ذات اقدس ہے۔

کل پر احسان کی وجہ سے آپ ﷺ سے محبت لازم ہے۔ آپ ﷺ ہر مقام و جگہ احسان فرمانے والے ہیں۔ آپکی ذات اقدس نے تمام وجود پر احسان فرمایا اور اس کے جمال سے تمام جہات عالم روشن ہو گئیں، افسوس اس پر جو محروم و خاسر رہا۔

اسم مبارک کی تعظیم پر بخشش

بنی اسرائیل کے ایک شخص کے بارے منقول ہے کہ اس نے ساری عمر گناہوں اور نافرمانی میں گزاری اور وہ اپنے دور کا سب سے بڑھ کر گناہگار تھا اس کے پلے نیکی بہت کم تھی۔ وہ فوت ہو گیا تو اللہ تعالیٰ نے آگاہ فرمایا یہ شخص جنتی ہے اور اللہ تعالیٰ نے اس کے تمام گناہ معاف فرمادیئے ہیں۔ مغفرت و بخشش کے سبب کے بارے میں عرض کیا گیا، تو فرمایا:

انه فتح التوراة یوماً فرای فیھا اسم محمد مکتوباً فقبّله ومسح به وجهه تبرکاً به وحباً به فغفر الله له جمیع ذنوبه من اجل تعظیمه اسم محمد ﷺ حبیب الله۔

اس نے ایک دن توراۃ کو کھولا اس میں اسم محمد لکھا ہوا پایا تو اس نے اسے بوسہ دیا اور اس سے محبت و تبرک حاصل کرتے ہوئے اسے آنکھوں سے لگایا۔ اللہ تعالیٰ نے اپنے حبیب ﷺ کے نام کی تعظیم کی وجہ سے اس کے تمام گناہ معاف فرمادیئے۔

سب سے بڑی نیکی

آپ ﷺ سے محبت سب نیکیوں سے بڑی نیکی ہے ،لوگ اس محبت میں مختلف درجات رکھتے ہیں۔

فاحبھم فیہ اتبعھم لسنة فی الظاھر والباطن والمقامات والاحوال

ان میں سب سے زیادہ محبت کرنے والے ،وہ ہیں ظاہر ،باطن ،احوال وواقعات میں آپ کے طریقہ کی پیروی کرتے ہیں۔

کیونکہ آپ ﷺ کا فرمان حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے۔

من احب سنتی فقد احبنی ومن احبنی کان معی فی الجنة

جس نے میری طریقے سے محبت کی اس نے مجھ سے محبت کی اور جس نے مجھ سے محبت کی وہ جنت میں میرے ساتھ ہوگا۔

اس کے برابر کوئی عمل نہیں

محبت سب سے اعلیٰ و افضل عمل ہے جو مقامات جنت اور رفیق اعلیٰ میں آپ ﷺ کا پڑوسی بنا دیتی ہے اور سب سے کم درجہ کی محبت ہم جیسے دل والے لوگوں کی ہے جو معاصی اور نافرمانی میں ملوث ہیں جیسا کہ اسرائیل عاصی کی محبت تھی:

حبه نافع علی کل حال ولیس ‌‌‌‌‌‌‌‌ اور آپ سے محبت ہر حال میں فائدہ

ثله من الاعمال ‌‌‌‌‌‌‌‌ دیتی ہے اور اس کے برابر کوئی عمل

نہیں۔

اے اللہ تعالیٰ ہمیں آپ ﷺ کے خصوصی احباب میں شامل فرما اور نیا وآخرت میں عافیت عطا فرما۔ آمین۔ ثم آمین

آپ سے محبت کی علامت۔ آپ ﷺ کی خدمت اقدس میں اور آپ لی آل پر درود وسلام سے اور یہ درود وسلام مختلف انعامات اور نعمتوں کا ذریعہ ہے۔ اللہ ذوالجلال والاکرام کی طرف سے یہ دائمی عطیہ ہے۔ آمین۔ ثم آمین

﴿والحمد للہ رب العالمین﴾